تِلْكَ آيَاتُ اللّٰهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ

معجزاتِ ختم المرسلین میں سے سو معجزوں کا مجموعہ

عربی منظوم

لامیۃ المعجزات

مؤلف

حضرت مولانا الحاج المولوی محمد حبیب الرحمٰن صاحب

ناظم دار العلوم دیوبند

اردو ترجمہ و تشریح

البینات

مکتبۃ العارفی • جامعہ اسلامیہ امدادیہ
گلشنِ امداد فیصل آباد

تلك آيات الله نتلوها عليك بالحق

معجزاتِ ختم المرسلین میں سے سو معجزوں کا مجموعہ

عربی منظوم

لامیۃ المعجزات

مؤلف
حضرت مولانا الحاج المولوی محمد حبیب الرحمن صاحب
ناظم دار العلوم دیوبند

اردو ترجمہ و تشریح

البینات

ناشر مکتبۃ العارفی ● جامعہ اسلامیہ امدادیہ
گلشنِ امداد فیصل آباد۔

بسم الله الرحمن الرحيم

قصيدة معراجية

للنبي الهادي صلى الله عليه وسلم

الملقب بـ

بلامية المعجزات

الحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات والصلوة والسلام على مظهر الوجود وسيد الكائنات وعلى آله وصحبه الذين بذلوا جهدهم في نشر الدين وسارعوا في الخيرات وبعد فقد من الله تبارك وتعالى على هذا العبد الضعيف بجمع معجزات نبي الانبياء وصفوة الاصفياء سيدنا ومولانا محمد صلى الله عليه وسلم في قصيدة واني ارجو من فضل الله جل مجده وواسع عفوه ومغفرته ان يجعلها وسيلة لنجاتي وانجائي من الموبقات والمهلكات وذريعة لرفع درجاتي في دار القرار وينفع الله بها اخواني وان من حفظها و

وعاها يحيط علما بمعجزات كثيرة لم يقرع سمعا ولا يمكن الوصول إليها إلا بشق الأنفس في مطالعة الكتب التي صنفت في هذا الباب وإن ذلك أمر لا يتيسر لكل أحد بسهولة وفي كل حين واعلم أن معجزاته صلى الله عليه وسلم لما لم تكن داخلة في العد والإحصاء ولا يمكن لأحد إحاطتها وإحصاؤها اقتصرت منها في هذه القصيدة على مائة معجزة وسميتها مائة معجزة ولقبتها بلامية المعجزات وجعلتها أنواعا ووضعت في كل نوع معجزات ذلك النوع وكان جمع معجزاته صلى الله عليه وسلم في قصيدة خارجا عن وسعي وإن قصور باعي ليمنعني عن التطاول إليه ولكن الله جل مجده بفضله من علي وسهل علي وعرها وساقني التوفيق والعناية إنشائها فجلوت قرة لعيون المسلمين وذخيرة لقلوب المحبين الوالهين في ذكره صلى الله عليه وسلم وتلاوة كمالاته واستماعها اللهم فاجعلها خالصة لوجهك الكريم ولعلك أيها الأخ البار إذا طالعتها ترى فيها من عيوب الشعر ومن الكلام أشياء تنكرها فاعلم أن هذا جهد المقل من أخيك المسلم الذي لم يتم إنشاء قصيدة بائية بل قصيدة بهذه المعجزات ليسهل حفظها وسامح عما فيها من الزلل والخطاء وادع لي بحسن الخاتمة وبيده التوفيق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(تمهيدٌ) في خطاب النفس وتنبيهها على غفلاتها وتورطها في ورطات الغواية وغمراتها وايقاظها عن عماياتها

(ترجمہ) اس میں اپنے نفس کو خطاب ہے اور اس کو اس کی غفلتوں پر اور گمراہیوں کی دلدلوں میں اور اس کے شدائد میں پھنس جانے پر تنبیہ اور بے راہ روی سے بیدار کرنا مقصود ہے۔

أَيُّهَا الْمُخْتَالُ فِي ثَوْبِ الْأَمَلْ	(۱ و ۲)	وَالْمُبَاهِي بِطِرَازٍ فِي الْحُلَلْ
وَالْمُجَارِي فِي مَيَادِينِ الْخَلَا		قَدْ دَنَتْ مِنْكَ مَرَارَاتُ الْأَجَلْ

المختال اسم فاعل معناه المتكبر والمعجب بنفسه۔ والمتبختر في سيره۔ ماخوذ من الخيال كانه يخيل اليه انه من الكبراء۔ والمُبَاهي ايضا اسم فاعل من المباهاة يقال باهاه (رواوي) فاخره في الحسن۔ الطراز علم الثوب (معرّب) والجمع طُرُز۔ والحُلل جمع حلة بالضم كل ثوب جديدٌ تلبسه غليظ او رقيق ولا يكون الا ذا ثوبين ويجمع ايضاً حِلال۔ والمجَارِي ايضا اسم فاعل من جاراه مجاراة جرى معه۔ وجاراه في الامر وافقه فيه والميَادِين جمع ميدان وهو فسحة متسعة معدة للسباق ولعب الخيل وترويضها وهو من الميد ان لتحرك جوانبه واضطرابه عند السباق فالميم اصلية من ماد يميد اذا تحرك او من الودن يقال ودنه اذ الينه لان الخيل تودن فيه فالميم زائدة وهو مثال۔ والخلاء (مهمل ودًا) المكان الفارغ قصرهٗ للضرورة۔ ودَنَتْ لفظة غائبة من الماضي والمصدر الدنو۔ والمرارات جمع مرارة (من نصر وسمع) يقال مَرّ الشئ صار مُرًّا۔ واَجَل الحيوان وقته

في ثوب الامل واقعٌ موقع الحال من المستتر في اسم الفاعل كانه يقول يا من يتكبر حال كونه ماشيا في ثياب الآمال وفيه اضافة المشبه به الى المشبه۔ لان الآمال تدخل قلب الانسان فيظهر اثارها من جوارحه فكانها لابس ثوب ستره كله فالجامع الاحاطة والتغطية۔ وفي الحلل لغت لطراز وفي ميادين الخلا ايضا اضافة المشبه به الى المشبه وهو من تشبيه احد الضدين بالآخر۔ وقد دنت جوابٌ للنداء ودخول قد على الماضي للتاكيد على حد قوله جاء شقيق عارضا رمحه ؛ ان بني عمك فيهم رماح ؛ لان غفلة النفس وانهماكها في زخارف الدنيا وشهواتها تدل على اعتقاد النفس عدم الفناء۔ وجمع المرارات مع كونها جنسا لارادة الانواع كانه قال في الاجل مرارات شتى من مفارقة العيال والاصدقاء وخوف العرض يوم الجزاء وغيرها۔ وفيه استعارة مكنيةٌ لتشبيه الاجل

فی النفس بعصارة المر من الثمار ولم یذکرها واثبت لہ المرارۃ وھی من لوازمھا۔
وفیہ معاتبۃ المرء نفسہ علی تقدیر الخطاب لنفسہ والکلام الجامع علی کون المخاطب عاماً کما قیل فی قولہ تعالیٰ ولو تری اذ وقفوا علی ربھم۔

ترجمہ: اے آرزوں کا لباس پہنکر نخوت وغرور کیساتھ پھرنے والے۔ اور اے لباس میں زردوزی کے منقش کناروں پر فخر کرنے والے۔ اور اے خلوت کے میدانوں میں گوی سبقت لیجانے کی کوشش کرنیوالے تجھکو معلوم بھی ہے کہ موت کی تلخیاں تجھ سے بہت ہی قریب ہو گئی ہیں۔

(**ف**) مترجم کے خیال میں ان دونوں شعروں میں علم بدیع کی دو صنعتیں علی سبیل التعاقب ہوسکتی ہیں۔ اگر کہا جاوے کہ علیکم انفسکم پر عمل کرکے ناظم (رحمہ اللہ) نے اپنے نفس کو مخاطب کیا ہے تب تو معاتبۃ المر نفسہ ہے۔ اور اگر خدا سے غفلت کرنیوالی تمام مخلوق کو ایک امر خیر کی طرف بلایا گیا ہے تو اس میں کلام جامع ہے۔

انسان کی دو ہی حالتیں ہوسکتی ہیں یا تو وہ اپنے خالق کی مخلصانہ عبادت کرتا ہوگا یا نہیں۔ دوسری صورت کی دو قسمیں متصور ہیں۔ ایک یہ کہ عبادت تو کرتا ہے مگر بطور ریا، نہ کہ بطور اخلاص۔ دوسرے یہ کہ عبادت ہی نہ کرتا ہوگا اگر عبادت نہ کرتا ہوگا تو اسکی بھی دو صورتیں ہوں گی یا مفلس ہوگا کہ اس کو دنیاوی امیدوں کے جال نے پھانس لیا ہوگا۔ اور یا غنی جس کو متاع دنیا نے اپنی ناپائدار ہستی سے غافل کر رکھا ہوگا۔ پس معلوم ہوگیا کہ انسان چار قسم کے ہوسکتے ہیں (۱) عابدان مخلصین (۲) عابدان ریاکار (۳) عاصی مفلس جو کہ خواہشات نفس کا قیدی ہے (۴) عاصی غنی جو کہ متاع دنیا پر اتراتا ہے۔ قسم اول کے لوگ محتاج وعظ نہیں۔ باقی تین قسموں کے لوگ قابل تنبیہ وتذکیر ہیں اسلئے ان ہی تین قسم کے لوگوں کو خطاب کیا مصرع اول میں قسم ثالث اور مصرع ثانی میں قسم رابع اور مصرع ثالث میں قسم ثانی کی جماعت مخاطب ہے۔ بنا ء علیہ یہ صحیح ہے کہ ان دونوں شعروں بلکہ تین مصرعوں میں خدا سے غفلت برتنے والی تمام مخلوق کو مخاطب بنایا گیا ہے۔ اور اگر ناظم نے اپنے ہی نفس کو خطاب کیا ہو تو یہی تینوں حالات نفس واحدہ پر بھی طاری ہوتے ہیں۔

تذکیر کے وقت انذار وتبشیر دونوں ہی استعمال کئے جاتے ہیں لیکن نفس کے لئے جلب نفع کی بہ نسبت دفع مضرت مہتم بالشان ہے اس لئے انذار سے کام لیا اور تبشیر کو ترک کیا اور چونکہ تمام منذرات میں سے موت اجلی المنذرات ہے کسی بیوقوف کو بھی مجال انکار نہیں اسی لئے اس خوفناک منظر کا ذکر کیا۔

۳	انت فی تیہ العمی تبغی المنیٰ	والمنایا کشرت ناب الوجل

التیہ المفازۃ یضل فیہا والجمع اتیاہ واتاویہ واتاوہۃ والعمی یحتمل ان یکون بکسر المیم لفظ صفۃ من عمی یعمی فیکون من اضافۃ الموصوف الی صفتہ والمراد بہ مفازۃ لا اعلام لہا او بفتحھا وھو المسموع من الناظم رحمہ اللہ فہو مصدر وھو من تشبیہ المعقول بالمحسوس وھو اخراج ما لا تقع علیہ الحاسۃ الی ما تقع علیہ الحاسۃ کقولہ تعالیٰ والذین کفروا اعمالہم کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمآن ماءً حتی اذا جاءہ لم یجدہ شیئاً وکذا قولہ تعالیٰ مثل الذین کفروا بربہم اعمالہم کرماد اشتدت بہ الریح فی یوم عاصف وان کان المصدر بمعنی الصفۃ فالاضافۃ من قبیل الاول۔

وتبغی ای تطلب ۔ والمنی جمع منیۃ ما یتمنی ویطلب والمنایا جمع منیۃ من مناہ اللہ یمنیہ (یائی) قدرہ
یقال للموت المنیۃ لانہ مقدر وکشر عن اسنانہ ابداھا وکشف عنہا ۔ وکان الاصل کشرت عن ناب الاجل
فحذف الجار وافضی الفعل الی المجرور بنفسہ ۔ والناب السن خلف الرباعیۃ مؤنث والجمع انیب و
انیاب ونیوب وانابیب والوجل الخوف وھو بمعنی اسم الفاعل ای اناب الواجلۃ ۔

وفی تیہ العمی یحتمل ثلاثۃ وجوہ الاول (وھو المختار عندی) ان یکون واقعا موقع الحال وال فی المنی بدل عن
المضاف الیہ وھو ضمیر المذکر ان کان المخاطب ھو نفس الناظم او ضمیر المذکرین ان کان متعلقا ای یا نفسی
تطلبین مناک حال کونک تتیہ فی بیداء العمایۃ او تطلبہ زھیا الغافلون زمنا لکم فعلی ھذا ل المزجور عنہ شیئان کونہ فی
الضلالۃ واتخاذ ھواہ الٰہہ ۔ والثانی منہا ان تکون کلمۃ فی لتعلیل کقولہ حد الامیر فی الزنا ای لاجل ارتکابہ الزنا ۔
فالمعنی انت تطلب مناک لاجل ھیمانک فی العمی فقولہ فی تیہ العمی علی ھذین الاحتمالین ظرف مستقر ۔ والثالث منہا
ان یکون ظرف لغو یتعلق بما بعدہ ۔ والمنایا الخ حال وقع تقریرا للزجر کما تقول اتضرب زیدا وھو اخوک ۔

وفیہ استعارۃ مکنیۃ لانہ شبہ المنایا بالسباع واضمر التشبیہ فی النفس واثبت لہا الناب وھی من لوازم السباع ثم
اثبت لہا ما یناسب السباع وھو التکشیر عن الاسنان فاثبات الناب تخییل والتکشیر ترشیح ۔

(ترجمہ) فی تیہ العمی میں چونکہ تین احتمال ہیں اس لئے پہلے مصرع کا ترجمہ بھی تین طرح ہو سکتا ہے (۱) تو اندھے پن کے لق و
دق میدان میں پڑکر ہوس رانی کرتا ہے (۲) تو اندھے پن کے لق ودق میدان میں مارے مارے پھرنے کی وجہ سے ہوس رانی کرتا ہے
(۳) تو اندھے پن کے لق ودق میدان میں اپنی آرزوئیں پوری کرنا چاہتا ہے (مصرع ثانی کا ترجمہ یہ ہے) حالانکہ تیری موت یا تم میں سے
ہر ایک کی موت اپنے خوفناک دانت کھول چکی ہے ۔

درندے شکار کو پھاڑ کھانے کے وقت اپنے دانت نکالتے ہیں ۔

وفیہ الاطراد ومعاتبۃ المرء نفسہ او الکلام الجامع ۔

۴	مِنْ ثِمَارٍ مُوْبِقَاتٍ مَنْ اَکَلْ	اَنْتَ فِیْ لَھْوٍ وَّزَھْوٍ تَجْتَنِیْ

اللھو قال الطرسوسی اصل اللھو الترویح عن النفس بما لا تقتضیہ الحکمۃ ۔ وایضا المرأۃ الملھو بہا ۔ والزھو
ھو المنظر الحسن ۔ والباطل ۔ والکذب ۔ والکبر ۔ والفخر ۔ وتجتنی من اجتنی الثمرۃ تناولہا من شجرتہا ۔ والثمار
جمع ثمر وجمعہ ایضا ثمر وموبقات من اوبقہ ایباقا اھلکہ وذللہ ۔

فی لھو وزھو فیہ احتمالات ثلاثۃ مستقدمۃ کما لا یخفی علی المتامل وکلمۃ من فی من ثمار کما فی قد کان
من مطر اوللبیان ومن اکل ای من اکلہ ۔ والموصول مع صلتہ مفعول الموبقات ۔ وفیہ استعارۃ تمثیلیۃ فانہ
مثل عواقب الشنائع بثمار تہلک اکلہا ۔

(ترجمہ) تو کھیل یا زنان دل خوش کن اور ناپائدار چیزوں میں مبتلا ہوکر یا مبتلا ہونے کی وجہ سے یا ان چیزوں میں سے
ایسے پھل چن رہا ہے جو کھانے والے کو ہلاک یا ذلیل کر کے چھوڑتے ہیں ۔

فیہ جناس لاحق فی قولہ لہو وزہو۔ وفی البیت الاطراد ومعاتبۃ المرء نفسہٗ او الکلام الجامع۔

کَمْ تُرَجِّیْ فِیْ حَیٰوۃٍ مَّا صَفَتْ ۔ وَالْقَذٰی فِیْ جَفْنِہَا مَدَّ الطُّوْلُ ۵

ترجی مضارع من رجّی یرجی امّلہٗ۔ وکلمۃ مانافیۃ۔ وصفت لفظۃ غائبۃ من ماض من صفا یصفو۔ والقذی بالفتح (وھو المسموع من الناظم رحمہ اللہ) ما یقع فی العین وفی الشراب من تبنۃ وغیرھا وبالکسر التراب المدقق۔ والجفن عطاء العین من اعلیٰ واسفل۔ ومدّ مصدر۔ والطول والطیل وتشدد لاھما فی الشعر حبل طویل تشدّ بہ قائمۃ الدابۃ وتمسک طرفہٗ یقال طال طولک ای مکثک وقیل عمرک۔

کم یحتمل الخبریۃ والاستفہامیۃ وعلی الوجہین تمییزہ محذوف مجرور علی الاول ومنصوب علی الثانی ای الی کم مدۃ۔ ومدالطول مفعول لقولہ ترجی۔ وفی حیوٰۃ متعلق بالمد الذی فی اٰخر البیت۔ وما صفت والقذی فی جفنہا جملتان معطوفتان نعتان لحیوٰۃ او والقذی الخ حال من المستتر فی صفت۔

وفی البیت الاطراد او معاتبۃ المرء نفسہٗ او الکلام الجامع ویحتمل العترۃ وفیہ استعارۃ تمثیلیۃ۔

(ترجمہ) بہت مدت سے تو ایسی زندگی کے بڑھنے کی امید کررہا ہے یا یہ کہ کبتک تو ایسی زندگی کے بڑھنے کی امید کرتا رہیگا جو کہ صاف نہیں اور اس کی آنکھ میں تنکا یا مٹی پڑی ہوئی ہے۔ یعنی مکدر یا قلق میں ڈالنے والی ہے۔

(ف) ناظم رحمہ اللہ نے ان اوصاف ذمیمہ کے ازالہ کے لئے اسباب کو معین ومشخص کیا ہے۔ کیونکہ مرض کا ازالہ بغیر ازالہ اسباب ناممکن ہے اور ازالہ اسباب کے لئے تعیین وتشخیص اسباب کی ضرورت ہے بنا٫ علیہ پہلا سبب تو اس شعر میں بتایا کہ اپنی دنیوی زندگی میں اسقدر امیدیں بڑھانا کہ اُن کو پورا کرنے کے لئے عمر طویل کی ضرورت ہو اور اسی کو مقدم کیا کیونکہ یہی ام الامراض الباطنیہ ہے۔

اس ناپائدار زندگی کی پانچ حالتیں ہوتی ہیں (۱) طفولیت یہ حالت تو بالاتفاق قابل مؤاخذہ نہیں ہے (۲) بلوغ اس میں جوانی کی ابتدا ہے۔ اس عمر میں پہنچکر اگرچہ انسان ایک دوسرے ہی عالم میں آجاتا ہے اور اس کے خیالات سابقہ میں زمین وآسمان کا فرق ہوجاتا ہے تاہم وہ عنفوان شباب میں اس وجہ سے کہ مفارقت صبا پر زیادہ زمانہ نہیں گذرا ہے اپنے ہی بناؤ سنگھار اور تعیش میں مصروف ہوتا ہے اس حالت کی مذمت ناظم رحمہ اللہ نے کم تمیل الخ سے کی ہے (۳) اس کے بعد جوانی کا کمال اسکو دوسر تعیشات کی طرف کھینچتا ہے جس کے متعلق عرب کا مشہور قول اشارہ کرتا ہے کہ ابن عشرین طالب نسنین یعنی بیس برس کی عمر میں انسان حسن پرستی شروع کرتا ہے اس کی مذمت کم تبیت الخ سے کی (۴ و ۵) کہولت۔ شیخوخت۔ ان دونوں حالتوں کی مذمت ناظم رحمہ اللہ نے ایک ہی شعر (کم تحن الخ) میں کی کیونکہ کمال جوانی سے یہ دونوں زمانے خارج ہوچکے ہیں۔ کم تحن سے زمانہ کہولت پر زجر ہے اور دوسرے مصرع میں اسی زجر کو واستنار الراس شیبا سے ظاہر فرمایا ہے۔ اور بحن بالصبا سے شیخوخت پر زجر کیا ہے۔ اور دوسرے مصرع میں واشتعل سے اسی طرف اشارہ ہے۔ الحاصل مترجم کے نزدیک یہ شعر (کم ترجی الخ) بمنزلہ سبب اصلی اور کلی ہے اور باقی تین شعر اسباب فرعیہ اور جزئیہ کے بیان میں ہیں فللّٰہ درہٗ ثم للہ درّہٗ۔ فعلی ھذا فی الابیات ترتیبٌ۔

۶	فِی رِدَاءٍ مِنْ شَبَابٍ مُقْتَبَلْ	ـــ	كَمْ تَمِيلُ أَوْ تَمِيدُ مُتْرَفًا

كم على ماسبق۔ وتميل يحتمل وجوهًا الاول ان يكون من مال اليه ای احبّہ ورغب فیہ ای ترغب فی زخارف الدنیا واھواء نفسك والثانی ان یکون من مال عن الطریق ای ترکہ وحاد عنہ ای تترك الطاعة خالقك وتحید عنھا والثالث من مال الحاکم فی حکمہ ای جار وظلم ای تظلم نفسك ولا یبعد ان یکون من مال بہ ای غلبہ ای تغلب الناس والرابع ان یکون من مال الشئ ای صیرّہ مائلًا یعنی تصییر نفسك مائلة۔ وکذلك تمید یحتمل ان یکون من ماد الشئ تحرك۔ وزاغ۔ وزکا۔ ای تتحرك فی سیرك اوتزیغ عن سواء الطریق اوتزکو ای تنمو فی عمرك وتنشأ اومن ماد الرجل تبختر اومن ماد زیدٌ اصابہ دوار من سکر ای تسیر کالسکران اومن ماد الغصن تمایل ای تتمایل۔ والمترف المتنعم لایمنع من تنعمہ۔ والمتروك یصنع مایشاء ولا یُمنع۔ والرداء لہ معانٍ مایلبس فوق الثیاب۔ الجھل۔ والازار۔ والشان۔ والجمع اردیة۔ ورجل مُقتبل الشباب ای لم یظھر فیہ اثر کبر وکم علی مامر۔ ومترفًا حال تنازع فیہ الفعلان قبلہ۔ وفی رداء الخ متعلق بقولہ مترفا ولا یبعد تعلقہ بالفعلین قبلہ۔ اوحال ای ماشیًا فی رداء الخ ومن بیانیة۔

(ترجمہ) کبتک اٹھتی ہوئی جوانی کی چادر اوڑھ کر نزاکت کے ساتھ یا آزاد سانڈ کی طرح جس کو کوئی شخص روکتا ٹوکتا نہیں ہے۔ دنیا کی ناپائدار چیزوں کی رغبت کرتا اور خداوند عالم کی اطاعت کے سیدھے راستہ سے علیحدہ رہے گا۔ (والمعانی المحتملة بینھا فعلیك بالتامل فیھا)

وفی قولہ تمیل وتمید جناس لاحق۔

۷	وَالْمُنَادِی بِالصَّبَاحِ قَدْ نَزَلْ		كَمْ تَبِيتُ فِی مُنَاغَاةِ الدُّمٰی

تبیت من بات یبیت۔ قال الفراء ای سھر اللیل کلہ فی طاعة اومعصیة۔ ومنہ قولہ تعالیٰ والذین یبیتون لربھم سجدًا وقیامًا۔ والمناغاة مصدر من ناغاہ۔ ای ہداناہ۔ وناغی المرأة غازلھا وناغت المرأة الصبی کلمتہ بما یعجبہ ویسرہ۔ والدمی جمع دمیة کظلمة الصورة المنقشة المزینة فیھا حمرة کالدم وقیل ھی من الرخام وقیل من العاج تضرب مثلًا فی الحسن۔ والمنادی اسم فاعل من نادی بہ صاح بہ۔ والمنادی بالصباح ھو الذی یقول واصباحاہ وھو علی نوعین رجل تنبہ ان قومًا استحدوا القتال قبیلتہ وانذرۃ قومہ فاسرع الی قومہ یصیح واصباحاہ منذرًا لھم لیتھیأوا لھم والثانی رجل اغیر علیہ فصاح بقولہ واصباحاہ مستغیثًا۔ ولا یبعد ان یراد بہ معناہ اللغوی ای من اخبر بطلوع الصبح۔ وھوالمؤذن فقولہ نزل ای للتاذین۔

کم علی مامر فی مناغاة الدمی علی الاحتمالات الثلاثة الاول۔ والمنادی الخ حال للزجر کما مر۔ وبالصباح متعلق بالمنادی

(ترجمہ) بتان ماہوش سے باتیں کرنے میں کب تک راتیں بسر کریگا حالانکہ پکارنے والے (واعظین اور ناصحین) صبح کے طلوع کی خبریں دے رہے ہیں۔ اور اگر منادی بالصباح کے پہلے معنے لئے جاویں تو یہ معنی ہوں گے کہ دنیا کی تمام ناپائدار چیزیں بزبان حال موت کے لشکر کی تیاری کی خبر دے رہے ہیں کہ وہ تجھ کو لوٹنے کے لئے تیار ہو رہا ہے۔ اور اگر دوسرے معنے لئے جاویں تو یہ مطلب ہوگا کہ مرنے والے

لوگ اپنی لٹی ہوئی حیات پر ہائے واویلا کرکے نمونۂ عبرت بن رہے ہیں۔
فی قولہٖ الدامی استعارۃ مصرحۃ مطلقۃ

۸	وَاسْتَنَارَ الرَّاسُ شَيْبًا وَاشْتَعَلْ		كَمْ تَحِنُّ أَوْ تُجَنُّ بِالصِّبَا	

حنّ الیہ (من ضرب) اشتاق الیہ۔ وتجنّ من جن الرجل بالبناء للمجہول زال عقلہ وقیل فسد۔ والصبا بالکسر الشوق۔ او مصدر من صبا الرجل صبا اماال الی الصبوۃ ای جہالۃ الفتوۃ۔ واستنار البیت استنارۃ اضاء والشیب ابیضاض الشعر۔ واشتعل الراس ای کثر فیہ الشیب وانتشر۔
تقدیر البیت کم تحن الی ھوی نفسک واستنار الراس شیبًا او تجن بالصبا واشتعل الراس۔ والمصراع الثانی حال تقریر اللانکار۔

(ترجمہ) (اے ادھیڑ عمر والے) تو کبتک اپنے نفس کی خواہشوں کا مشتاق رہیگا حالانکہ بوڑھاپے کے سپید بال سر میں ظاہر ہوگئے اور (اے بوڑھے) تو کبتک نوعمری کے کھیلوں کا دیوانہ رہے گا حالانکہ تیرا سر روئی کا گالا بن گیا ہے۔
فیہ لف ونشر مرتب۔

۹	قُلْتُ مَا قُلْتُ وَلِيْ أَمْرٌ جَلَلْ		لَا تَلُمْنِيْ أَوْ فَلُمْنِيْ إِنَّمَا	

لا تلمنی نہی من الملامۃ۔ والنون للوقایۃ والیاء للمتکلم۔ وکلمۃ او للتسویۃ کما فی المثل اکتب بھذا القلم او بذاک والجلل الامر العظیم۔ والامر الہین (من الاضداد) وفلمنی الفاء فیہ دخلت علی الجزاء للشرط المحذوف ای ان لم تمتنع فلمنی۔ وانما یحتمل ان تکون ما فیھا کافۃ وان تکون موصولۃ والتقدیر ان الذی قلتہ ھو الذی قلتہ ای امر تحقیقی لا ظنی ولا تخمینی وقولہ ولی امر جلل حال علی تقدیر کون ما کافۃ۔ وانما قلت الخ واقع موقع الاعتذار
(ترجمہ) مجھ کو (اس وعظ و زجر کرنے پر) ملامت نہ کر یا (اگر تیرا دل نہ مانے) تو ملامت کر کیونکہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ ایسی حالت میں کہا ہے کہ مجھ پر تیری سرکشی اور تیرے معاصی کو دیکھ کر سخت غم سوار ہے۔ یہ ترجمہ اس وقت ہے جبکہ انما میں ما کو کافہ کہا جائے اور موصولہ ہونے کی صورت میں ترجمہ یہ ہو گا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہی ہے جو میں نے کہا ہے۔
(ف) اس شعر میں خیر خواہی کا انتہائی درجہ ظاہر کیا ہے کیونکہ اس شعر میں یہ تو صاف ظاہر کر ہی دیا کہ مخاطب کے معاصی اور انہماک فی الدنیا اور غفلت عن الخالق کی وجہ سے ناصح پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے۔ مگر یہ بھی بتلادیا کہ ناصح کسی اجر یا مدح کا خواستگار نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ اس کا متمنی ہو کہ اس کو برا بھلا نہ کہا جائے۔

فی قولہ قلت ما قلت ابھام علی حد قولہ فغشیھم من الیم ما غشیھم۔

۱۰	وَالْمَعَاصِيْ شَبَّ فِيْهَا وَاكْتَهَلْ		كَيْفَ يَنْجُوْ مَنْ نَشَا تِرْبَ الْهَوٰى	

کیف ویقال فیہ کی کما یقال فی سوف سو۔ ونشا کان اصلہ نشأ علی حد فتح فاسکنت الھمزۃ للضرورۃ۔ یقال نشأ الفعیل ربا وشب۔ وحقیقتہ ارتفع عن حد الصبا والترب من ولد معک واکثر ما یستعمل فی المؤنث والجمع اتراب وشب ماض وکذا اکتھل والفاعل الضمیر الی من۔

والهوىٰ ای هواہُ. والاستفهام للانکار ای لا ینجو. وجنی فی المنجر منہ ادعاء بانہ لا ینجو من خزی الدنیا والآخرۃ مترتب الھوی حال۔ (ترجمہ) ملامت کرنے نہ کرنے کا تم کو اختیار ہے میری نصیحت سے قطع نظر کر کے ذرا اس پر تو غور کرو کہ وہ شخص دنیا و آخرت کی رسوائیوں سے کس طرح نجات پا سکتا ہے جس نے صغر سنی میں قدم نفسانی خواہشوں کے ساتھ ہی ساتھ رکھا اور خالق عالم کے معاصی میں جوان اور بوڑھا ہوا۔ (ف) میں نے اس ترجمہ میں ناظم رحمہ اللہ کی تقلید کی ہے ورنہ میرے نزدیک تو یہ استفہام انکاری نہیں ہے بلکہ زجر و وعظ مذکور کے بعد ناظم کا نفس (یا بصورت عموم خطاب موجودین) اعتذار یا استفہام کے طور پر ناصح کو جواب دیتا ہے کہ معاصی تو ہماری گھٹی میں پڑے ہوئے ہیں۔ پھر ہم ان سے کس طرح جدا ہو سکتے ہیں۔ اس کے بعد یوں کہا جاوے کہ ناظم رحمہ اللہ نے اس کا جواب مالہٗ من ملجأ الخ سے دیا ہے۔ یا یہ کہ نفس خود کہتا ہے کہ تیری نصیحت سے ہم ایسے سیہ کاروں کو نفع نہ ہوگا مالہٗ من ملجأ الخ۔

وفی قولہ والمعاصی الخ استعارۃ مکنیۃٌ فانہ شبّہ المعاصی بالام فکما ان الصبی ینشؤ فی حجرہا کذا نشأ ھذا العاصی فی حجر المعاصی وترک ذکر الشیخوخۃ لان من عادتھم ذکر شیئین وارادۃ العموم کما تقول سرت من المشرق الی المغرب ای الجوانب الاربعۃ

لم یُفِق عن سُکرِہٖ یومًا وَلم	یحفظِ الاعضاءَ عن وَسْمِ الزَّلَل	١١

افاق السکران من سکرہ صحا۔ والیوم یراد بہ الوقت۔ ومن العجائب ان مدخول عن یصح ان یکون بالثاء المثلثۃ (وثم) بمعنی الکسر فالمعنی لم یحفظ اعضاءہ ان یکسرہ الزلات۔ وبالسین (وسم) وھو المحفوظ من الناظم رحمہ اللہ یقال وسمہ اثر فیہ بسمۃ وکیّ ای لم یحفظھا ان یسم اعضاءہ زلاتہ وبالصاد وصمہ ای عن ان یعیب اعضاءہ زلاتہ۔ والزلل کنایۃ عن ارتکاب الذنوب۔

وعن یحتمل ان یکون للتعلیل کما فی قولہ تعالیٰ وما کان استغفار ابراھیم لابیہ الا عن موعدۃ الخ فالمعنی لم یفق لاجل سکرہ او بمعنی بعد کما تقول عن قلیل ازورک ای بعد زمان قلیل فالمعنی لم یفق بعد ما سکر ای لم ینتہ عن المعاصی من دخل فیہا وال فی الاعضاء بدل عن المضاف الیہ ای اعضاءہ۔

(ترجمہ) اور وہ شخص مخازی دارین سے کیونکر بچ سکتا ہے جو کہ اپنے معاصی کے نشہ سے کسی وقت ہوش میں آتا اور لغزشوں کے دھبے سے اپنے اعضائے ظاہری و باطنی کو بچاتا ہی نہ ہو۔

فی عن سکرہ استعارۃٌ مصرحۃٌ لانہ شبہ الذنوب بالسکر ولم یذکر المشبہ۔

قلبُہٗ کاللیلِ داجٍ اِذ سَجیٰ	سَارَ نُورُ العُرفِ منہُ وَارتَحَل	١٢

سمی القلب قلبًا لتقلبہ کما قیل ؎

وما سمی الانسان الا لانسہ | وما القلب الا انہ یتقلب

وداجٍ اسم فاعل من دجی (وادی) اللیل اظلم۔ وسجی سکن ودام۔ ویفرق بین النور والضیاء بان الضوء ما کان من ذات الشیٔ المضیٔ۔ والنور ما کان مستعارا من غیرہ کما فی قولہ تعالیٰ ھو الذی جعل الشمس ضیاءً والقمر نورًا۔ والعرف المعروف داجٍ خبر لقولہ قلبہ وکاللیل متعلق بہ وسار الخ خبر ثان منہ والشعر مترتبٌ علی ما قبلہ ترتب الجزاء علی العمل۔

(ترجمہ) (ان معاصی اور اتباع ہوی کا نتیجہ یہ ہوا کہ) اس کا دل اطراف عالم پر چھائی ہوئی اندھیری کی طرح سیاہ ہوگیا اور بھلائی کا نور اُس سے کافور ہوگیا۔

فی البیت تشبیہ قلب العاصی باللیل الداجی۔

١٣	وَلُحُوْمُ النَّاسِ حَلْوَاءُ الْعَسَلْ		وَاللِّسَانُ فِی اغْتِیَابٍ تَرْتَعِیْ	

اللسان یذکر ویؤنث والتذکیر اکثر والجمع علی التذکیر ألسن ولسانات والسنۃ۔ وعلی التانیث ألسن۔ واغتابہ اغتیابا عابہ وذکرہ بما یکرہ من العیوب وھو حق۔ وارتعت الماشیۃ الکلأ سرحت فیہ واکلتہ ورعیتھا انا لازم و متعد۔ والحلواء یمد ویقصر طعام عمل بالعسل ففیہ تجرید والجمع حلاوی۔ والعسل لعاب النحل مذکر ویؤنث والجمع اَعْسَال وعُسُل وعُسْل وعُسُوْل وعُسْلَانٌ۔

واللسان ای لسانہ وحلواء العسل علی حذف المضاف واقامۃ المضاف الیہ مقامہ ومثلہ ذکاۃ الجنین ذکاۃ امہ ای مثل حلواء العسل۔ (ترجمہ) (اور یہ بھی نتیجہ ہوا کہ) اُس کی زبان غیبت کی چراگاہوں میں چرتی رہتی ہے اور اس کے لئے آدمیوں کا گوشت (ان کی غیبت) شہد کے حلوے کی طرح لذیذ ہوگیا ہے۔

فی قولہ اللسان الخ استعارۃ مکنیۃ واثبات الارتعاء لہ تخییل۔ وفی قولہ ولحوم الناس الخ تلمیح الی قولہ تعالی ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ۔ (ف) سبب کی تعیین اجمالاً وتفصیلاً اصلاً وفرعاً تو ہو چکی۔ اب اتمام نصح کے لئے ضرورت تھی کہ ان اسباب قویہ کو زائل کرنے کی کوئی سہل اور زود اثر تدبیر بھی بتائی جاوے کہ مریض کو اس کا استعمال گراں نہ ہو۔ بلکہ شہد سے زیادہ شیریں ہو اور زود اثر بھی ہو کہ استعمال کے بعد صحت کاملہ فوراً حاصل ہو جاوے۔ اس لئے اگلے شعروں میں اُس تدبیر کا بیان ہے۔ اور میں اپنے خیال میں مذکورہ بالا اشعار کو عاصی کا اعتذار یا استفہام ظاہر کر چکا ہوں اُس کے بعد عاصی کہتا ہے کہ یہ وعظ ونصائح میرے لئے مفید نہیں ہیں میرے لئے تو سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والتحیات کی درگاہ سے زیادہ کوئی جائے پناہ ہے ہی نہیں۔

اَلْاِلْتِجَاءُ اِلٰی بَابِ سَیِّدِ الْکَوْنَیْنِ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ مَلْجَاِ الْمَکْرُوْبِیْنَ

التجا بدرگاہ سردار دو عالم شفیع گنہگاران ماوائے مصیبت زدگان

سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالتَّوَسُّلُ بِہٖ

سیدنا ومولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کو وسیلہ بنانا

١٤	غَیْرَ بَابِ السَّیِّدِ الْمَوْلَی الْاَجَلّ		مَالَہٗ مِنْ مَلْجَاٍ اَوْ مَوْئِلِ	

الملجا المعقل والملاذ والحصن والجمع الملاجیٔ۔ والموئل الملجا من وأل الرجل من کذا ئیل طلب النجاۃ وتکون غیر بمعنی سوی والجمع اغیار وبمعنی لا فتنصب علی الحال نحو فمن اضطر غیر باغ ولا عاد ای لا باغیا وبمعنی الا فیجوز فیہا الرفع والنصب عند الاضافۃ ویجوز الرفع والضم والنصب والفتح عند حذف المضاف الیہ۔ والسید ذو السیادۃ

اصلہٗ سیوداعلّ بقلب الواو یاءً ثم ادغمت یقال سید بالتخفیف۔ ایضا والجمع اسیاد وسیائد والاجلّ الاعظم۔ کلمۃ مانافیۃ۔ ومن زائدۃ۔ وغیر نعت لما قبلہٗ۔

(ترجمہ) ایسے عاصی کا کوئی ٹھکانا اور جائے پناہ عظیم الشان سردار اور آقائے نامدار کے دروازے کے سوا کہیں نہیں ہے۔ فیہ حسن التخلص۔

۱۵	سَیِّدِ السَّادَاتِ فَخْرِ الْاَنْبِیَا	مُکْمِلِ التَّوْحِیْدِ مَحَّاءِ الْمِلَلْ

سادات جمع سادۃ جمع سائد۔ یقال ساد الرجل قومہٗ صار سید الھم۔ والاضافۃ فیہ مثلہا فی فتی الفتیان۔ والانبیاء جمع نبی ماخوذ من النبأ لانہ المخبر عن اللہ۔ قصرہ للضرورۃ۔ محّاء من المحو مبالغۃ ماح۔ والملل جمع ملۃ والفرق بین الملۃ والدین والمذھب والشریعۃ ان الاحکام من حیث اشتہارھا وظہورھا وتشریعہا تسمی شرعا وشریعۃ۔ والدین یطلق علی الحق والباطل ویشمل اصول الشرائع وفروعہا والدین منسوب الی اللہ والملۃ الی واضع الشرائع والمذھب الی المجتہد۔ والفخر مایفتخربہ۔

ویجوز فی سید الرفع علی انہ خبر عن محذوف ای ھو والجر علی انہ بدل من السیّد فی المصراع الثانی والنصب بحذف فعل اعنی او علی الاختصاص۔ (ترجمہ) وہ تمام سرداروں کے سردار۔ تمام انبیاء کے لئے باعث فخر ہیں۔ توحید کو کامل کرنیوالے اور تمام ادیان باطلہ کو مٹانے والے ہیں۔ فیہ تعدید۔

۱۶	لُذْ بِبَابِ الْمُصْطَفٰی خَیْرِ الْوَرٰی	مَلْجَأِ الْمَکْرُوْبِ مِفْتَاحِ الْعُضَلْ

لذ امر من لاذ الرجل بالجبل ستتربہ واحتصن والتجأ والمصطفٰی افتعال من اصطفاہ اخذہٗ صفوۃ والختارہ والوریٰ محرکۃ الخلق۔ قیل ماخوذ من معنی الستر والاخفاء لانہم یسترون وجہ الارض ولہذا لایطلق علی من مضی او سوف یاتی من الخلق بل علی من حضر فقط۔ والمکروب المھموم۔ والعضل وایضا العضل جمع العضلۃ الداھیۃ۔

(ترجمہ) اس برگزیدہ ذات کے دروازے کی پناہ پکڑ جو تمام مخلوق سے بہتر ہیں غمگین کے لئے جائے پناہ اور حلال مشکلات ہیں۔ فیہ التفاتٌ من الغیبۃ الی الخطاب۔ واستعارۃ مکنیۃ لان العضل شبہہا بالاقفال المغلقۃ۔ واضمر التشبیہ فی النفس واثبت لہا المفتاح وھو من لوازمہا۔

۱۷	وَاقْرَعِ الْبَابَ مُلِحًّا لَابُدَّ یَصِلْ	مَنْ اَدَامَ الْقَرْعَ مُدْمِنًا

اقرع امر من قرع الباب دقہٗ۔ وملحّ اسم فاعل من الحّ السائل فی السؤال الحف واقبل علیہ مواظبا وکذلک مدمن من ادمن الشئ ادامہٗ۔

الباب ای بابہ۔ وملحا مدمنا حالان مترادفان او متداخلان۔ والقرع ای قرع بابہ۔ ویصل بتاویل مصدر بحذف ان المصدریۃ ای لابد من وصولہ کما فی قولہ الا ایہذا اللائمی احضر الوغی "علی روایۃ النصب" المصراع الثانی علۃ للامر قبلہ

(ترجمہ) اور اگر تیری بداعمالیوں کی وجہ سے فتح باب میں تاخیر ہو تو مایوس نہ ہونا بلکہ اس دروازہ کو ہمیشہ بالحاح وزاری کھٹکھٹاتا رہ (کیونکہ) جو شخص (اس دروازے کو) ہمیشہ کھٹکھٹائے جاتا ہے وہ ضرور (گھر میں) پہنچکر رہتا ہے (یعنی اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتا ہے)

فیہ تلمیح الی المشہور من قولھم من دق باب الکریم فتح۔

لُذْ بِاَعْطَافِ الْمُرْتَجٰی وَاعْتَصِمْ ۔۔۔ تُحْرَزِ النُّعْمٰی کَمَا لَاذَ الْجَمَلْ ۔۔۔ ١٨

عطفا الرجل جانباہ من لدن راسہ الی ورکیہ والجمع ایضا اعطاف وعطوف۔ والمرتجی المؤمل تحرز تحفظ۔ نعمی بالضم الخفض والدعۃ والمال والید البیضاء الصالحۃ۔

تحرز مجزوم جوابا للامرین قبلہ۔ وفی البیت تقدیم وتاخیر وحذف۔ تقدیر العبارۃ لذ باعطاف المرتجی کما لاذ الجمل واعتصم بہا تحرز النعمی۔ (ترجمہ) اس ذات کی پناہ پکڑ جو کہ ساری مخلوق کے لئے امیدگاہ ہے اور ایسی پناہ پکڑ جیسی کہ اونٹ نے پکڑی تھی اور انہیں کا دامن پکڑ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تیرے معاصی اور آثام تو معاف کئے جاویں گے ہی تجھ کو (حسب وعدہ یبدل اللہ سیاتہم حسنات) نعمتیں مل جاویں گی۔

فیہ تلمیح الی قصۃ الجمل الذی لاذ بہ صلی اللہ علیہ وسلم (وتمامہ سیجیٔ)

ذکر بعض شمائلہ ومناقبہ واوصافہ وکمالاتہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کی بعض مبارک عادتوں اور بعض مناقب واوصاف وکمالات کا ذکر

سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ مِصْبَاحُ الدُّجٰی ۔۔۔ اَوَّلُ الْمَخْلُوْقِ فِیْ عِلْمِ الْاَزَلْ ۔۔۔ ١٩

المصباح۔ السراج والجمع مصابیح۔ والدجی الظلمۃ او سواد اللیل مع غیم لا تری نجما ولا قمرا۔ والاول ضد الاخر اصلہ اوال علی افعل مہموز الاوسط قلبت الہمزۃ واوا وادغم یدل علی ذلک قولہم ہذا اول منک والجمع الاوائل والاوالی ایضا علی القلب وقال قوم اصلہ وول علی فوعل فقلبت الواو الاولی ہمزۃ وانما لم یجمع علی اوا ول لاستثقالہم اجتماع الواوین بینہما الف الجمع۔ والازل القدم وما لا نہایۃ لہ فی اولہ او اسم لما یضیق القلب عن تقدیر بدایتہ من الازل وہو الضیق کما ان الابد ہو ما ینفر القلب عن تقدیر نہایتہ من الابود وہو النفور۔

سید الکونین فیہ وجوہ ثلاثۃ علی ما مر وکذا فی ما بعدہ۔ (ترجمہ) وہ دونوں جہان کے سردار اور تاریکی (ضلالت) کے لئے چراغ (ہدایت) ہیں۔ خداوند عالم کے علم ازلی میں سب سے اول آپ ہی پیدا ہوئے ہیں۔

فیہ استعارۃ مصرحۃ فانہ شبہ ذاتہ بالمصباح والجامع ازالۃ العمی والضلالۃ بالدجی والجامع عدم الادراک۔

مِنْہُ فِی الْکَوْنَیْنِ نُوْرٌ سَاطِعٌ ۔۔۔ وَاقْتِبَاسٌ لِلتَّوَالِیْ وَالْاُوَلْ ۔۔۔ ٢٠

سطع البرق ارتفع وانتشر والتوالی جمع تالیۃ بمعنی جماعۃ تالیۃ والاول جمع الاولی۔ وتقدیم منہ لافادۃ الحصر (ترجمہ) دونوں جہان میں ان ہی کا نور چمکتا ہے اور اولین وآخرین ان ہی سے نور حاصل کرتے ہیں۔

فیہ استعارۃ مصرحۃ فانہ شبہ ما عم من فیوضہ صلی اللہ علیہ وسلم بالنور الساطع۔

وَجْہُہٗ کَالْبَدْرِ اَوْ شَمْسِ الضُّحٰی ۔۔۔ صَدْرُہٗ مِشْکٰوۃُ اَنْوَارِ الرُّسُلْ ۔۔۔ ٢١

ضحی حین تشرق الشمس مؤنثۃ وتذکر فمن انث ذہب الی انہا جمع ضحوۃ ومن ذکر ذہب الی انہ اسم علی فعل مثل صرد

والمشکوٰۃ کل کوۃ غیر نافذۃ وقیل الانبوبۃ فی وسط القندیل والرسل جمع رسول والجمع ایضاً رسل وارسل شمس الضحیٰ مرفوع علی الخبریۃ من وجہہ او مجرور عطفاً علی البدر۔

(ترجمہ) اُن کا چہرہ ماہ شب چہاردہم یا آفتاب چاشت کا سا ہے اور اُن کا سینہ (مبارک) انبیائے مرسلین کے لئے طاق ہے۔

فیہ استعارۃ مکنیۃ فانہ شبہ الرسل صلوات اللہ علیہم بالقنادیل فی الاضاءۃ والافاضۃ واثبت لھم الانوار وھو تخییل ثم اثبت لہم المشکوٰۃ وھو ترشیح وفی البیت تجاھل العارف۔

(ف) اس میں تلمیح ہے اس حدیث کی طرف جو ابو نعیم نے بروایت حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کی ہے کہ آپکی اوصاف بیان کرنے والوں میں کوئی ایسا نہ تھا جو آپ کے چہرۂ مبارک کو چودھویں رات کے چاند سے تشبیہ نہ دیتا ہو۔

مَنْہَلٌ عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ		جُوْدُہُ الْمُرْوِیْ بِنَہْلٍ وَّعَلَلٍ	۲۲

المنہل بالفتح المورد وقیل ھو عین ماء ترده الابل فی المراعی۔ والعذب الطیب۔ والمستساغ من الشراب والطعام لانہ یمنع العطش من عذب الرجل فلاناً من ضرب منعہ والفرات الماء العذب جداً والذی یکسر العطش لفرط عذوبتہ۔ والسائغ السھل المدخل من الطعام والشراب۔ والمروی اسم فاعل من اروی فلاناً جعلہ ریّان والنہل محرکۃ من الاضداد لوقوعہ علی الریّ والعطش۔ وحقیقتہ اول السقی والاکتفاء بہ قد یقع وقد لا یقع وسکون الہاء للضرورۃ والعلل من علّ الرجل من نصر وضرب شرب شربۃ ثانیۃ او شرب بعد الشرب تباعاً۔

جودہ مع نعتہ وھو المروی مع متعلقہ مبتدأ ومنہل وکذا ما بعدہ خبرہ قدم علیہ۔

(ترجمہ) ان کی وہ سخاوت (جو کہ افلاس کے پیاسے کو) ہر طرح سے سیراب کرنے والی ہے خواہ اس کو پہلی مرتبہ پیئے یا بار بار اُس چشمہ کی طرح ہے جس کا پانی شیریں اور پیاس کو بجھانیوالا اور حلق میں نہ پھنسنے والا ہو۔

فیہ تعدید۔ وفیہ استعارۃ مکنیۃ فانہ شبہ جودہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بالبحر واثبت لہ الارواء وھو من لوازمہ فھو تخییل ثم اثبت لہ النہل والعلل وھو من مناسباتہ فھو ترشیح۔

نَشْرُہٗ مِسْکٌ ذَکِیٌّ فَائِحٌ		تَعْطُرُ الْاَکْوَانُ مِنْہُ اِذْ رَفَلْ	۲۳

النشر الریح الطیبۃ او اعم۔ والمسک بالکسر طیب۔ قال الفراء المسک مذکر وقال غیرہ یذکر ویؤنث۔ ومسک ذکی ساطع الرائحۃ۔ وفاح المسک انتشرت رائحتہ۔ ورفل الرجل من نصر جرّ ذیلہ وتبختر او خطر بیدہ وضمیر رفل راجع الیٰ نشرہ۔ فالمصراع الثانی کالبیان للاول واذ ظرف لقولہ تعطر ومسک اصلہ کمسک الخ۔

(ترجمہ) ان کی خوشبو اُس مشک کی طرح ہے جس کی خوشبو نہایت تیز اور بھڑک رہی ہو۔ جب یہ خوشبو پھیلتی ہے تو سارا عالم اُس سے مہک اٹھتا ہے۔ فی البیت تفریق۔

(ف) اس میں تلمیح ہے اس حدیث کی طرف جس کو بزار نے بروایت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ میں ایک مرتبہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا کہ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے قریب آ جاؤ میں آپ سے قریب ہو گیا تو مجھ کو حضور کے بدن مبارک سے ایسی خوشبو مہکتی ہوئی معلوم ہوئی کہ ایسی خوشبو نہ مجھ کو کبھی مشک میں محسوس ہوئی نہ عنبر میں۔ اسی طرح کی ایک روایت دارمی میں بھی ہے

۲۴	یَعْرِفُ الْمُشْتَاقُ اَیْنَ الْمُرْتَحَلُ		مَامَشٰی اِلَّاوَمِنْ طِیْبِ الشَّذٰی	

الشذا قوۃ ذکاء الرائحۃ۔ والمرتحل مصدر ای ارتحالہ۔
کلمۃ من تعلیلیۃ متعلقۃ بیعرف۔ والاستفہامیۃ فی محل المفعول۔
(ترجمہ) آپ کے جسم مبارک سے خوشبو کی مہک ایسی آتی تھی کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ کسی جگہ تشریف لے گئے ہوں اور مشتاقان زیارت نے خوشبو کی وجہ سے آپ کے راستہ کا پتہ نہ لگا لیا ہو۔ فیہ استثناء صناعی۔
(ف) اس میں اس حدیث کے مضمون کی طرف تلمیح ہے جس کو بزار نے بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی مدینہ کے کسی راستہ میں سے ہو کر گذرتے تھے تو لوگوں کو خوشبو کی مہک آتی تھی اور معلوم ہو جاتا تھا کہ حضورؐ کا گذر اس طرف سے ہوا ہے۔ اسی کے قریب قریب ایک روایت دارمی اور بیہقی میں ہے۔ اور ابو نعیم نے اسی قسم کا مضمون بروایت جابر اور دارمی نے بروایت ابراہیم اور ابن سعد بیان کیا ہے۔

۲۵	عَرَقٌ مِّنْ جِسْمِہِ الْاَزْکٰی نَسَلْ		اَطْیَبُ الطِّیْبِ لَھُمْ فِیْ عُرْسِھِمْ	

العرس الزفاف وان ینقل الرجل امرأتہ الی اھلہ۔ وھذا المعنی یذکر ویؤنث والعرق محرکۃ ماجری من اصول الشعر من ماء الجلد اسم جنس لا یجمع وھو فی الحیوان اصلٌ وفیما سواہ مستعار۔ والازکی الاطہر والانفع ونسل الثوب (من نصر) عن صاحبہ سقط واللام بمعنی عندہٗ کما تقول ھذا لابی حنیفۃ ای عندہٗ۔
عرق مع نعتہ وھو نسل من جسمہ الازکی خبر لاطیب الطیب۔
(ترجمہ) صحابہ کے یہاں سب سے عمدہ خوشبو جو شادی وغیرہ تقریبات میں مستعمل ہوتی تھی آپ کے جسم اطہر سے بہا ہوا پسینہ ہوتا تھا۔ (ف) اس میں اس حدیث کے مضمون کی طرف تلمیح ہے جس کو ابو یعلی اور طبرانی نے (اپنی کتاب اوسط نامی میں) اور ابن عساکر نے بروایت ابو ہریرہؓ بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے اپنی بیٹی کی شادی کی ہے آپ بھی میری امداد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس مال تو ہے نہیں کہ تم کو دیدوں۔ ہاں ایک بڑے منھ والی شیشی اور درخت کی ایک لکڑی لے آؤ۔ اس شخص نے ارشاد عالی کی تعمیل کی۔ آپ نے اپنے ہاتھ کی کلائیوں کا پسینہ پونچھ پونچھ کر اس میں ڈالا کہ شیشی (اس) سے بھر گئی۔ تب فرمایا کہ اس کو لیجاؤ اور اپنی بیٹی سے کہنا کہ اس لکڑی کو شیشی میں ڈالکر اس پسینہ کو خوشبو کی جگہ استعمال کرے۔ اس لڑکی نے ایسا ہی کیا۔ تو وہ جس وقت خوشبو لگایا کرتی تھی اسکی مہک تمام اہل مدینہ کو محسوس ہوتی تھی۔ اسی واسطے اس شخص کا گھر بیت المطیبین کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اسی قسم کی ایک حدیث امام مسلم نے بروایت حضرت انسؓ اور ابو نعیم نے بطریق محمد بن سیرین بیان کی ہے۔

۲۶	مَسُّھَا یَکْفِیْ مُعَانَاۃَ الْعِلَلْ		کَفُّہٗ شَثْنٌ حَرِیْرٌ نَاعِمٌ	

الکف الراحۃ مع الاصابع۔ قیل سمیت بذلک لانھا تکف الاذی عن البدن والجمع اکف وکفوف وکف والشثن الغلیظ۔ وروی الترمذی فی شمائلہ عن علی بن ابی طالب قال لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالطویل ولا بالقصیر شثن الکفین والقدمین الخ قال فی مجمع البحار وفی صفتہ صلی اللہ علیہ وسلم شثن الکفین والقدمین ای انھما

بسیلان الی الغلظ والقصر وقیل ہو من فی اناملہ غلظ بلا قصر ویحمد فی الرجال لانہ اشد لقبضہم ویذم فی النساء وفی حدیث انس کما رواہ الترمذی وما مسست خزاقط ولاحریرا ولاشیئا کان الین من کف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والناعم الثوب اللین الملمس - والمعاناۃ من عاناہ اذا قاساہ وعالجہ - والعلل جمع علۃ المرض الشاغل ؎ حریر فیہ حذف مضاف واقامۃ المضاف الیہ مقامہ ای ناعم مثل حریر - وقولہ مسہا الظاہر انہ من قبیل اضافۃ المصدر الی فاعلہ والمفعول محذوف ای مسہا العلیل او لایبعد کونہ مضافا الی مفعولہ ای مسّ العلیل ایاھا - ومعاناۃ العلل ای معاناۃ العلیل العلل

(ترجمہ) آپ کی ہتھیلی گداز اور ریشم کی طرح نازک تھی - بیمار کی بیماریوں کی تکلیف اٹھانے کا کافی علاج یہی تھا کہ مریض کے بدن کو آپ کی ہتھیلی لگ جاوے - فیہ تعدیۃ -

(ف) اس میں تلمیح ہے اُس حدیث کی طرف جس کو ابن سکن اور ابو نعیم نے بروایت معاویہ بن الحکم بیان کیا ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ میرے بھائی علی بن الحکم نے گھوڑے کو خندق کودائی۔ مگر گھوڑے سے خندق نہ کودی جا سکی اور خندق کی دیوار میں میرے بھائی کی پنڈلی لگی تو وہ ٹوٹ گئی۔ ہم لوگ اُن کو آپ کی خدمت میں لائے آپ نے اُن کی ساق پر ہاتھ پھیرا وہ اچھی ہو گئی۔

كُلَّمَا مَسَّ لِشَاةٍ ضَرْعَهَا	عَادَ فِيهِ الدَّرُّ مِنْهُ وَاحْتَفَلْ	٢٧

الضرع لذات الخف او للشاء والبقر ونحوھا مدر اللبن مثل الخلف للناقۃ - والثدی للمرأۃ - والجمع ضروع - والدر اللبن - واحتفل السیل بالوادی امتلأ -

(ترجمہ) جب آپ بکری کے تھن پر ہاتھ پھیر دیتے تھے تو اس میں اس کا دودھ لوٹ آتا تھا اور تھن دودھ سے بھر جاتے تھے -

(ف) اس میں اس حدیث کے مضمون کی طرف تلمیح ہے جس کو طیالسی اور ابن سعد اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی اور ابو نعیم نے بروایت حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نو عمر لڑکا تھا اور مکہ میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریوں کا ریوڑ چرایا کرتا تھا - بوقت ہجرت جب آپ مشرکین کی ایذا دہی سے تنگ آ کر مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو تشریف لیجا رہے تھے تو اس سفر میں آپ میرے پاس تشریف لائے اور حضرت ابو بکرؓ اور آپ نے فرمایا کہ اے لڑکے تمہارے پاس دودھ ہے کہ ہمیں پلا دو؟ میں نے عرض کیا کہ بکریاں دوسرے شخص کی ہیں میں تو فقط نگہبان ہوں - دونوں نے فرمایا کہ تمہارے پاس کوئی ایسی چھوٹی بکری بھی ہے جو اب تک گابھن نہ ہوئی ہو؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں! یہ کہکر میں ایک چھوٹی بکری اُن دونوں کے پاس لے آیا - حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کو باندھا - اور آپ نے اُس کے تھن پکڑ کر ان پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی اسی وقت تھن بھر گئے - حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک جوف دار پتھر لے آئے - آپ نے اُس بکری کا دودھ اس میں نکالا اور دونوں نے نوش فرمایا - بعد ازاں مجھ کو پلایا - پھر آپ نے تھن کو حکم دیا کہ حسب سابق سکڑ جاؤ - وہ اسی وقت پہلے کی طرح ہو گئے -

رِيقُهُ فِيهِ نَمَاءٌ وَالشِّفَا	فِي الْأَوَانِي حِينَ مَجَّ أَوْ تَفَلْ	٢٨

الریق ماء الفم والجمع ارياق - والنماء زیادہ ونمی ینمی زیادۃ وکثرۃ - والشفاء ممدود والقصر للضرورۃ - والاوانی جمع آنیۃ جمع اناء بالکسر الاناء - ومج الشئ من نصر من فیہ رمی بہ - وتفل من ضرب ونصر بزق - وفی الصحاح

التفل شبیہ بالبزق وھو اقل منہ اولہ البزق ثم التفل ثم النفث ثم النفخ۔

فی الاوانی متعلق بما بعدہٗ۔ وحین بالفتح فان الظرف جاز بناؤھا عند الاضافۃ او بالنصب علی الظرفیۃ وھو ناظر الی نماء وتفل ناظر الی الشفاء وتقدیرہ فی ریقہ نماء حین مج فی الاوانی وشفاء حین تفل

(ترجمہ) آپ کے لعاب دہن میں دو خاصیتیں تھیں کہ کھانے پینے کی چیزوں میں زیادتی اور بیماروں کو شفا ہوتی تھی) جب کہ آپ برتن میں اس کو ڈالتے یا مریض پر تھوکتے۔

فیہ الجمع کقولہ تعالی المال والبنون زینۃ الحیوۃ الدنیا۔

(ف) اس میں اس حدیث کے مضمون کی طرف تلمیح ہے جس کو طبرانی نے بروایت عمیرہ بنت مسعود بیان کیا ہے کہ وہ اور ان کی پانچ بہنیں بغرض بیعت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ اس وقت گوشت کے ٹکڑے تناول فرما رہے تھے آپ نے گوشت کا ٹکڑا چبا کر مجھ کو بھی دیا اور میری بہنوں کو بھی اس کا اثر یہ ہوا کہ وقت وفات تک ان میں سے کسی کے منھ سے بو نہ آئی۔ اور اس حدیث کے مضمون کی طرف بھی جس کو ابونعیم نے بسند ابن اسحٰق براء بن عازب سے بیان کیا ہے کہ جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس آیت کا نزول ہوا کہ وانذر عشیرتک الاقربین تو حضور نے بنی عبدالمطلب میں سے چالیس مردوں کو بلایا جن میں سے بعض بعض ایسے بھی تھے جو گائے کھا جاتے اور بڑے بڑے کونڈے پی جاتے تھے۔ اسکے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلا کر بکری کی ایک ران کے پکانے کا حکم دیا۔ وہ پکا کر حضور کے پاس لائے۔ آپ نے ایک ٹکڑا لیکر اس میں سے کچھ کھایا اور بقیہ کو کونڈے کے آس پاس ڈالدیا اور فرمایا کہ دس آدمی قریب آکر کھاؤ۔ یکے بعد دیگرے دس دس کی جماعتیں آتی گئیں اور کھا کر واپس ہوتی گئیں۔ پھر آپ نے دودھ کا پیالہ منگوایا اور اس میں سے ایک گھونٹ پی کر سب کو پینے کے لئے دیا اور فرمایا کہ خدا کا نام لیکر پیو۔ سب نے خوب سیر ہو کر پیا۔ ابولہب بول اٹھا کہ ہمیشہ جادو اس شخص نے تم پر کیا ہے ایسا جادو کسی نے تم پر نہیں کیا آپ نے اُن کی دعوت کل کو بھی اسی طرح کی اور پھر اُن کے سامنے کچھ تقریر کی۔ اسی قسم کی ایک روایت ابن اسحٰق اور بیہقی نے بھی بیان کی ہے جو اس حدیث کی نسبت سے مفصل ہے۔ اور اس حدیث کے مضمون کی طرف بھی تلمیح ہے جس کو شیخین نے بروایت عمران بن حصین بیان کیا ہے کہ عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ ہم لوگ سفر میں رسول کے ساتھ تھے۔ لوگوں نے آپ سے پانی نہ ہونے کی وجہ سے پیاس کی شکایت کی۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ایک اور شخص کو طلب کر کے حکم دیا کہ تم دونوں پانی ڈھونڈھ کر لاؤ۔ یہ دونوں گئے تو دیکھا کہ ایک عورت اونٹ پر پانی کی بھری ہوئی پکھال لا رہی ہے۔ انھوں نے اس سے پوچھا کہ یہاں سے پانی کسقدر فاصلہ پر ہے؟ اس نے کہا کہ اسقدر بعید فاصلہ پر ہے کہ میں کل اسی وقت اس جگہ تھی۔ یہ دونوں اسکو لیکر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ایک برتن منگوا کر پکھال کا کچھ پانی اس میں لیا۔ اور کلی کر کے اس پانی کو پھر پکھال میں ڈالدیا۔ اور پکھال کا اوپر والا منھ بند کر کے نیچے والا منھ کھولدیا اور تمام قافلہ کو پانی کی اطلاع دی گئی۔ کسی نے پیا کسی نے بھر کر رکھا اور وہ عورت خاموش کھڑی ہوئی اپنے پانی کا حال دیکھ رہی تھی۔ خدا کی قسم جس وقت لوگ پانی سے فارغ ہوئے ہیں تو ہم کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ بہ نسبت پہلے کے اب زیادہ پانی پکھال میں ہے۔ حضور نے حکم دیا کہ اس عورت کو کچھ جمع کر کے دیدو۔ چنانچہ چھوارے آٹا ستو سب نے جمع کر کے اس کو بہت سا دیا۔ حضورؐ نے اس عورت سے فرمایا کہ تو نے دیکھ لیا کہ ہم نے تیرا پانی

نہیں لیا۔ بلکہ خدا نے ہم کو سیراب کیا۔ وہ عورت بہت دیر کے بعد اپنے گھر پہنچی تو لوگوں نے دیر میں آنے کی وجہ دریافت کی اس نے تعجب ظاہر کر کے کہا کہ مجھ کو راستہ میں دو شخص ملے تھے اور اس شخص کے پاس لے گئے جس کی نسبت یہ مشہور کیا گیا ہے کہ وہ دین سے پھر گیا ہے۔ اس نے میرے پانی سے اس طرح کام لیا۔ خدا کی قسم یا تو وہ زمین و آسمان کے درمیان میں رہنے والوں سے زیادہ بڑا جادوگر ہے۔ اور یا یہ کہ وہ واقعی خدا کا سچا رسول ہے۔ راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مسلمان اُن لوگوں پر تو حملہ کرتے تھے جو کہ اس گاؤں کے اطراف میں رہتے تھے جس کی رہنے والی وہ عورت تھی مگر اس گاؤں پر حملہ نہ کرتے تھے جس کی رہنے والی وہ عورت تھی۔ بالآخر وہ عورت ایک روز اپنی قوم سے کہنے لگی کہ میرے خیال میں مسلمان عمداً تمہاری رعایت کر رہے ہیں تو اب تم کو مسلمان ہونا چاہیے۔ اُن لوگوں نے اس کی بات مانی اور مسلمان ہو گئے۔

٢٩	اُطْبِقَتْ بِالْغَيْمِ وَانْهَلَّ الْهَطِلُ	اَوْدَعَا لِلْغَيْثِ لَمَّا اُقْحِطُوْا

الغیث المطر۔ والجمع غیوث واغیاث۔ واقحط الناس لم یمطروا۔ یقال اقحطوا علی المجهول قلیلاً۔ واطبق اللیل اظلم۔ والغیم السحاب والجمع غیوم والواحد غیمة۔ وانهلّ المطر اشتد انصبابه مع صوت والهطل ککتف الهاطل من هطل المطر سطر متتابعاً متفرقاً عظیم القطر۔

هو عطف علی مس فی قوله کلها مس۔ والمستتر فی اقحطوا للناس وفی اطبقت للارض۔

(ترجمہ) یا جب کبھی لوگ مبتلائے قحط ہوتے اور آپ دعائے باراں کرتے (تو کالے کالے) بادلوں کی وجہ سے زمین پر اندھیرا چھا جاتا اور موسلا دھار بارش ہونے لگتی تھی۔

(ف) اس میں اس حدیث کے مضمون کی طرف تلمیح ہے جس کو شیخین نے بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ عہد نبوی میں ایک مرتبہ قحط نمودار ہوا۔ ایسے وقت کہ حضور جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے۔ ایک بادیہ نشین آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ قحط کی وجہ سے جانور مر گئے۔ بال بچے بھوکے ہیں۔ آپ دعا فرماویں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت بغرض دعا ہاتھ اٹھائے۔ اور اس وقت آسمان پر ہم کو ابر کا ایک ٹکڑا بھی نظر نہ آتا تھا۔ میں اُس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ دعا سے فارغ ہو کر آپ نے ہاتھ علیحدہ علیحدہ بھی نہیں کیے تھے کہ پہاڑوں کی برابر ابر اٹھتا ہوا نمودار ہوا اور آپ منبر سے اترنے نہ پائے تھے کہ میں نے ریش مبارک سے بارش کا پانی ٹپکتے ہوئے دیکھا۔ اس دن سے جمعہ آئندہ تک بارش ہوتی رہی۔ وہی اعرابی پھر کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ کثرت بارش سے عمارتیں منہدم ہو گئیں۔ آپ نے دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھا کر فرمایا کہ خداوندا! ہمارے شہر کے آس پاس بارش برسے ہمارے شہر پر نہ برسے۔ یہ فرماتے ہوئے آپ جس گوشہ کی طرف اشارہ فرماتے تھے بادل اسی طرف سے پھٹ جاتا تھا یہاں تک کہ مدینہ بادلوں کے دائرہ میں ایسا ہو گیا گویا تاج میں ہے۔ وادی قناۃ بعدہ ایک ماہ تک جاری رہی۔ اور جو شخص اطراف و جوانب سے آتا تھا یہی بیان کرتا تھا کہ بارش ہو رہی ہے۔

٣٠	غَاضَ مَاءُ الْبِئْرِ وَامْتَصَّ الْوَشَلْ	فَارَ مِنْ اَيْدِيْهِ مَاءٌ حِيْنَ مَا

فار الماء یفور نبع من الارض وشنوبه وجری وغاض الماء (من ضرب) نقص او غار فذهب فی الارض

وامتصّ الماء وغیرہ رشفہ وشربہ شربًا رقیقًا او مع جذب نفس۔ **والوشل** محرکۃً الماء القلیل یتحلب من جبل او صخرۃ ولا یتصل قطرہ وقیل لا یکون الا من اعلی الجبل۔ والماء الکثیر من الاضداد والجمع اوشال وکلمۃ من للابتداء۔

(**ترجمہ**) آپ کے مبارک ہاتھوں سے اس وقت پانی جوش مارتا ہوا نکلتا تھا جب کہ کنوؤں کا پانی نیچے اُتر جاتا تھا اور تھوڑا سا پانی جو اس میں بچ رہا تھا اُس کو نچوڑ نچوڑ کر نکال لیا جاتا تھا۔

فیہ طباق بین فار وغاض ولو قال فار مکان غاض لکان اولی للجناس اللاحق۔

ف اس میں اس حدیث کے مضمون کی طرف تلمیح ہے جس کو بخاری نے بروایت جابر بن عبد اللہ بیان کیا ہے کہ میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھا۔ نماز عصر کا وقت آگیا اور پانی بہت ذرا سا تھا ایک برتن میں اس کو ڈال کر خدمت اقدس میں لایا گیا آپ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈال کر انگلیاں پھیلا دیں اور فرمایا کہ آؤ وضو کرو اور خدا کی قدرت دیکھو۔ خدا کی قسم میں نے آنکھوں سے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان میں سے پانی نکل رہا تھا۔ اس وقت ہمارے گنتی کی تعداد ایک ہزار چار سو تھی۔ سب نے وضو کیا اور سیر ہو کر پانی پیا۔

مترجم کہتا ہے کہ سرسری نظر میں حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ معجزہ عجیب تر معلوم ہوتا ہے کہ ان کے لئے پتھر سے پانی نکلتا تھا۔ اکابر دیوبند کے نزدیک حضور کی انگلیوں سے پانی نکلنے کا معجزہ حضرت موسیٰؑ کے اس معجزہ سے اُسی طرح فائق ہے جس طرح سرور کائنات علیہ الصلوات والتحیات کی مبارک ذات کو حضرت موسیٰؑ پر فوقیت تھی کیونکہ پتھروں سے پانی نکلتے ہوئے عموماً دیکھا جاتا ہے تو کسی غبی اور جاہل کو حضرت موسیٰؑ کے معجزہ پر یہ وسوسہ ڈالنے کا موقع تھا کہ پتھر سے پانی نکلا ہی کرتا ہے۔ اگر اس پتھر سے پانی نکلا تو معجزہ کی کیا بات ہوئی۔ لیکن یہ کہیں نہیں دیکھا گیا نہ سنا گیا عادۃً ایسا ہوتا ہے کہ بدن انسانی پانی کا منبع بن جاوے۔ بنا بریں علیہ اس صورت میں کسی قسم کا وسوسہ پیدا ہو ہی نہیں سکتا ہے اس مضمون کی روایتیں کتب احادیث میں اس قدر کثرت سے موجود ہیں کہ اگر ان کو متواتر معنوی نہ کہا جاوے تو کالمتواتر یقیناً ہیں اس لئے قدر مشترک انگلیوں سے پانی بہنا کا انکار یا تو ضعف عقل و دین پر مبنی ہو یا غلبہ فلسفہ و زندقہ پر۔

مضمون بالا کی روائتیں اگر دیکھنا ہوں تو ان مواقع میں بھی دیکھو۔ شیخین بسند ثابت عن انس شیخین بسند اسحٰق بن عبد اللہ بن ابی طلحۃ عن انس۔ بیہقی بسند ثابت عن انس۔ بخاری بسند حمید بن انس۔ بخاری بسند حسن عن انس شیخین بسند قتادۃ عن انس۔ مسند حارث بن ابی اسامۃ بیہقی و ابو نعیم بروایت زیاد بن الحارث صدائی۔ احمد و بیہقی و بزار و طبرانی و ابو نعیم بروایۃ ابن عباس۔ دارمی و ابو نعیم بروایۃ ابن عباس۔ بخاری بروایۃ ابن مسعود طبرانی و ابو نعیم بروایت ابی لیلی الانصاری۔ ابو نعیم بسند قاسم بن عبد اللہ بن ابی رافع ابو نعیم بسند مطلب بن عبد اللہ بن حنطب بروایۃ عبد الرحمٰن بن ابی عمرۃ الانصاری ان روایتوں میں سے بعض روایتوں میں کنویں کی بھی تصریح ہے۔

بدا ای ظهر وابرقت المرأة عن وجهها کشفت اومعناہ صار ذا برق ولمعان او صار ذا برق۔ ولیلۃ ظلماء ای شدیدۃ الظلمۃ۔ وامتاز الشئ انفصل عن غیرہ۔ والسبل جمع سبیل الطریق وقد تسکن الباء والجمع ایضا اسبل واسبلۃ۔ بدا عطف علی غاض وسنہ فاعلہ۔ وابرق عما یعدہ جواب الشرط۔

(ترجمہ) یا حبیب کبھی بوقت تبسم دندان (مبارک) ظاہر ہوتے تھے تو گھٹا ٹوپ اندھیری والی رات چمک اٹھتی اور راستے نظر آنے لگتے۔ (ف) اسمایں اس حدیث کے مضمون کی طرف تلمیح ہے جس کو دارمی اور ترمذی نے شمائل میں اور بیہقی اور طبرانی (اوسط میں) اور ابن عساکر نے بروایت ابن عباس بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک میں باہم ذرا ذرا سا فصل تھا بوقت تکلم آپ کے دندان مبارک سے نور نکلتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ اسی مضمون کی ایک روایت طبرانی نے بروایت ابی قرصافہ بھی بیان کی ہے۔

۳۲	يَنْبَعُ الْمَاءُ يَفُوْرُ زَاخِرًا	مِنْ يَدَيْهِ حِيْنَمَا الْمَاءُ يَقِلُّ
۳۳	تَسْتَقِي الْجَيْشُ الْمِئُوْنَ كُلُّهَا	مَنْ تَوَضَّا مِنْهُمْ اَوِاغْتَسَلْ

نبع الماء (من نصر وضرب وفتح) خرج من العین۔ والزاخر من زخر البحر طمی وتملأ۔ والمئون جمع مائۃ والجمع ایضا مئات واصل المائۃ مائی کمعی والھاء عوض من الیاء وسکون الھمزۃ من توضا للضرورۃ۔ ویفور حال من الماء وزاخرا حال من المستتر فی یفور ومن الیدیہ ومن یدیہ متعلق بینبع۔ وکلمۃ ما زائدۃ ومن توضا بدل من الجیش۔

(ترجمہ) بوقت قلت آب آپ کے ہاتھوں سے جوش مارتا ہوا پانی نکلتا تھا جس سے وہ لشکر جس میں سیکڑوں آدمی ہوتے تھے سیراب ہو جاتا تھا خواہ کوئی وضو کرے یا غسل کرے۔

(ف) انگشتان مبارک نبویہ سے پانی نکلنے کے متعلق یہ چند اشعار اسی امر کو بتارہے ہیں کہ یہ واقعہ متعدد طرق سے مروی ہے

۳۴	رَحْمَةٌ لِّلْخَلْقِ مُهْدَاةٌ لَّهُمْ	تَشْمَلُ الْكُلَّ عَلَى قَدْرِ الْعَمَلْ

مھداۃ بضم المیم کما جاء فی الحدیث انما انا رحمۃ مھداۃ۔ والقدر بمعنی المرتبۃ کما فی قولہ تعالی وما قدروا اللہ حق قدرہ وبمعنی المقدار مثل ع

بقدر الجد تکتسب المعالی

(ترجمہ) آپ تمام مخلوق کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اور یہ رحمت تمام مخلوق کو ہر ایک کے عمل کے موافق شامل ہے۔

(ف) اس میں آیت کے مضمون کی طرف تلمیح ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اور اس حدیث کے مضمون کی طرف جس کو مسلم نے بروایت بیان کیا ہے حضرت ابو ہریرہؓ بیان کیا ہے کہ آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ مشرکین کے لئے بددعا کیوں نہیں کرتے ؟ تو آپ نے فرمایا کہ مجھ کو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے عذاب بنا کر نہیں بھیجا گیا۔

حال الدنیا قبل مبعثه صلی الله علیه وسلم وما فیه افرادها

اس حالت کا بیان جو بعثت نبوی سے قبل دنیا کی تھی اور اس عام گمراہی اور استحقاق

من عموم الضلال وشمول المقت والسخط

غضب خداوندی کا بیان جس میں ساکنان زمین گرفتار تھے

۳۵ کَانَ فِی الدُّنْیَا ظَلَامٌ مُسْبِلُ ۔۔۔ لَیْسَ لِلْاَنْوَارِ فِیْهَا مِنْ شُعَلُ

الظلام ذهاب الیوم واول اللیل۔ والمسبل من اسبل الازار ارخاه۔ والشعل محرکة بیاض فی ذنب الفرس اوناصیته فی ناحیة منها وقد یکون فی القذال او بضم الشین وفتح العین جمع شعلة بالضم لهب النار او بضمتین جمع شعبلة تصحیفة وهی النار المشعلة فی الفتیلة وقیل الفتیلة فیها نار۔

(ترجمہ) آپ کی بعثت سے قبل دنیا میں گمراہی کا اندھیرا چھایا ہوا تھا ہدایت کی روشنیوں کے شعلے نہ رہے تھے

تشبیه الضلالة بالظلام والهدایة بالانوار وحذف المشبه استعارة مصرحة۔

۳۶ یَعْبُدُ الْاَقْوَامُ اَصْنَامًا لَهُمْ ۔۔۔ یَسْجُدُوْنَ وَطَوَافٍ وَّرَمَلُ

الاقوام جمع قوم وهو الجماعة من الرجال خاصة ویدل علیه التقابل فی قوله تعالی شانه لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منهم ولا نساء من نساء عسی ان یکن خیرا منهن وفی قول الشاعر ؎
وما ادری وسوف اخال ادری ؛ اقوم ال حصن ام نساء ؛ والجمع ایضا اقاوم واقاویم واقائم والاصنام جمع صنم وهو الوثن وهو صورة او تمثال حیوان او انسان یتخذ للعبادة او کل ما عبد من دون الله (معرب) والرمل الهرولة ؛ یسجدون فی محل الحال ای متلبسین بسجود الخ

(ترجمہ) (اس زمانہ میں) کچھ لوگ ایسے تھے جو سجدے اور طواف اور رمل کرکے اپنے بتوں کی عبادت کرتے تھے فیه تعدیل (ف) رمل ایک خاص قسم کے شجاعانہ انداز پر چلنے کا نام ہے جو زمانہ جاہلیت میں بتوں کے سامنے بطریق عبادت کیا جاتا تھا شریعت اسلامیہ نے اس کو خانہ کعبہ کے طواف سے مخصوص کیا ہے۔

۳۷ کُلُّ قَوْمٍ عِنْدَهُمْ طَاغُوْتُهُمْ ۔۔۔ یَعْفِرُوْنَ عِنْدَهٗ وَجْهًا اَذَلُّ

الطاغوت الصنم کل معبود من دون الله۔ واللات والعزی۔ والجمع طواغیت وطواغ۔ وامرغ الرجل وجهه ونسه عند قدم طاغوتهم جملة خبر لما قبله۔ ویعفرون خبر ثان له۔ فیه حکایة الحال الماضیة۔

(ترجمہ) ہر قوم کے پاس ان کے جدا جدا بت تھے جن کے سامنے وہ اپنے ذلیل چہرے رکھ کر انہیں مٹی پلید کرتے تھے۔

۳۸ مِنْهُمْ مَنْ یَعْبُدُ الْعُزّٰی غَیًّا ۔۔۔ مِنْهُمْ مَنْ یَسْتَغِیْثُ بِالْهُبَلْ

العزی صنم کان لقریش وبنی کنانة وکذا هبل صنم کان فی الکعبة۔ وغیا ای ضلالة مفعول لاجله۔

(ترجمہ) گمراہی کی وجہ سے ان میں سے کچھ لوگ تو عزی کی پرستش کرتے تھے اور کچھ لوگ ہبل کو اپنا فریادرس سمجھتے تھے۔

وَإِسَافُ رَبُّهُمْ أَوْ أُخْتُهَا ۔ يُعْبَدُ إِنْ فِي الْحُمَى وَالرُّزْءُ جَلَّ ۳۹

اساف صنم. واختها اراد بها نائلة وهی صنم ایضًا. والحمی ما حمی من شئ واراد به بیت الله الحرام والرزء بالضم المصیبة وقیل المصیبة العظیمة۔ وجلّ ای عظم قدرہ۔ ربھم خبر لقوله اساف واختها ویعبد ان خبر ثان له۔ (ترجمہ) اوران کے معبود اساف اوراس کی بہن نائلہ تھے اور بڑی مصیبت یہ تھی کہ ان کی پرستش خانہ کعبہ میں کی جاتی تھی۔

ثُمَّ بِالتَّثْلِيثِ ضَلَّتْ عُصْبَةٌ ۔ يَجْعَلُونَ الِابْنَ لِلّٰهِ الْأَجَلِّ ۴۰

ثم للنقل من کلام الی اخر لا للترتیب۔ والعصبة الجماعة من الرجال ومن الخیل والجمع عصب بالتثلیث متعلق بضلت بعدہٗ. والباء للتعلیل۔ ویجعلون ای یعتقدون کقوله تعالٰی وجعلوا الملئکة الذین هم عباد الرحمٰن اناثًا۔

(ترجمہ) (مذکورہ بالا حالت مشرکین عرب کی تھی اور) ایک جماعت (عیسائی) تین خدا کے قائل ہونے کی وجہ سے گمراہ ہوگئی تھی۔ ان لوگوں کا اعتقاد تھا کہ خداوند عالم کے بیٹا ہے۔

فی قوله الاجل (فی هذا البیت) وجل (فی البیت قبله) جناس مطرف وقوله الاجل للرد علی القائلین بالتثلیث فان جلالة شانه تبرئه عن کونه مظنونا بالوالدیة او المولودیة۔

خَفَّتِ الْأَحْلَامُ زَيْغًا شَبَّهُوا ۔ بِإِلٰهِ الْخَلْقِ مَخْلُوقًا ضَؤُولْ ۴۱

الاحلام جمع حلم بالکسر العقل والجمع ایضا حلوم۔ والزیغ الجور عن الحق۔ وضؤول رایه اخطأ وضعف الاحلام ای احلامهم وزیغا مفعول لاجله من شبهوا وضؤول الجملة نعت لما قبله۔

(ترجمہ) یہ لوگ خفیف العقل ہیں کہ کجروی کی وجہ سے انھوں نے ضعیف مخلوق کو خالق کے ساتھ تشبیہ دی (یعنی یہ کہا کہ جس طرح مخلوق میں اولاد اور ماں باپ ہوتے ہیں خالق کے لئے بھی ہیں)۔ فیه التنزه

وَاسْتَطَالَتْ عُصْبَةٌ فِي غَيِّهَا ۔ تُطْفِئُ الْأَنْوَارَ سَعْيًا لَا كَلَلْ ۴۲

استطالت ای طالت۔ غوی الرجل (من ضرب) واوی العین واللام ضلّ وخاب وانهمک فی الجهل وتطفئ تخمد۔ والکلل لعله من کلّ الرجل اذا تعب واعیا۔

فی غیها ای لاجل غوایتها۔ وتطفئ مع ما بعدہٗ حال من المستتر فی استطالت۔ بیان لاستطالتهم۔

(ترجمہ) ایک اور جماعت یہود نے گمراہی میں منہمک ہوکر انوار ربانی کو پوری کوششوں اور ان تھک مساعی سے بجھانے کی ٹھان لی۔

شبّه افسادهم فی الارض ومحاربتهم النبی صلی الله علیه وسلم ومن معه باطفاء النور فالاستعارة تمثیلیة۔

حَرَّفُوا التَّوْرَاةَ عَنْ تَنْزِيلِهَا ۔ غَيَّرُوا مِنْهَا حُرُوفًا وَجُمَلْ ۴۳

حرّف الکلام غیرہ عن مواضعه والتوراة اسفار موسٰی الخمسة معرب تورة بالعبرانیة ومعناها الشریعة

والجمل جمع جملة جماعة الشئ والمراد ههنا جماعة الكلام وقبل حرفوها عن حالة المنزلة فكلمة عن للصلة عن تنزيلها اى بعده كما فى قولك عن ورثته كابرا عن كابر. والمصدر مضاف الى مفعوله

(ترجمہ) توریت کے منزل من اللہ ہونے کے بعد اس جماعت نے اس میں قطع و برید شروع کی اور اس کے حروف اور جملوں کو

بدلتا الا | بَدَّلُوا الْاَحْكَامَ وَانْصَبُّوا عَمًى | لِلْكِفَاحِ بِالسُّيُوفِ وَالْاَسَلِ | ۴۴

انصب الماء انسكب. وكافح مكافحة وكفاحا واجهه وقال الاصمعى كافحوهم اذا استقبلوهم فى الحرب بوجوههم ليس دونها ترس ولا غيره. والاسل الرماح يقال جمع بين اليراع والاسل اى القلم والرمح و المراد الآداب العلمية والآداب الحربية -

(ترجمہ) انھوں نے تورات کے احکام کو بدلتا الا اور (گمراہی کے) اندھے پن سے تلواریں اور نیزے لیکر سامنے آئے اور ٹوٹ پڑے

عَانَدُوا الْحَقَّ وَكَانُوا كُلُّهُمْ | يَعْرِفُونَ اَنَّهُ حَقٌّ نَزَلْ | ۴۵

عاند الشئ عارضه بالخلاف والعصيان. ونزل ماض. والحق الاول القرآن والثانى ضد الباطل -

(ترجمہ) ان لوگوں نے مخالفت کر کے قرآن کا مقابلہ کیا. حالانکہ ان میں سے ہر ایک شخص جانتا تھا کہ اس کا خداوند عالم کی طرف سے نازل ہونا حق ہے - بين الحق وحق مماثلة -

ثُمَّ قَوْمٌ بِالْوَقُودِ تَنْتَمِي | سَعَّرُوا نَارًا لَهِيبًا تَشْتَعِلْ | ۴۶

الوقود كصبور ما توقد به النار من الحطب ونحوه اراد به النار - وانتمى الى ابيه انتسب واعتزى وسعّر النار اوقدها. واللهيب مصدر لهبت النار من سمع اشتعلت خالصة من الدخان وهو بمعنى اسم الفاعل - واشتعلت النار تلهبت -

بالوقود متعلق بما بعده وهو نعت لقوم - والمصراع الثانى خبر لقوم -

(ترجمہ) ان کے علاوہ ایک اور ایسی جماعت آتش پرست تھی جو بھڑکنے والی آگ کی طرف منسوب تھی - آگ کو روشن کرتی تھی (اور عبادت کرتی تھی)

مَا لِعُرْبٍ مُسْتَقَرٌّ فِى الْهُدٰى | وَلِعُجْمٍ مُسْتَرَاحٌ فِى الظُّلَلْ | ۴۷

العُرب والعَرب جيل من الناس والجمع اعرب وعروب والمستقر موضع الاستقرار - والعجم ضد العرب والمستراح من استراح الرجل وجد الراحة - والظلة ما اظلك من شجر والجمع ظلل وظلال - ما نافية - وقوله لعجم اى ما لعجم -

(ترجمہ) نہ عرب کا ٹھکانا ہدایت میں تھا اور نہ عجم کے لئے کوئی راحت اور سایہ کی جگہ تھی -

عَمَّهُمْ مَقْتٌ وَسُخْطٌ مَّا خَلَا | مَنْ يُّقِيمُ فِى مَغَارَاتِ الْقُلَلْ | ۴۸

مقته (من نصر) مقتا ابغضه اشد البغض عن امر قبيح - والسخط ضد الرضا - قيل هو لا يكون الا من الكبراء والعظماء دون الاكفاء والنظراء - والغضب يستعمل فى الفريقين - وما خلا للاستثناء

والمغار والمغارة بالفتح فيهما ويضماً الكهف والجمع مغارات ومغاور۔ والقلل جمع قلة اعلی الجبل والجمع ایضاً قِلاَل (ترجمہ) بجز ان معدودے چند خدا پرستوں کے جو پہاڑوں کی چوٹیوں کے غاروں میں جا بسے سب کو (خدا کا) قہر اور غضب محیط تھا (ف) ناظم مدظلہ نے باسلوب حسن بتایا ہے کہ بعثت نبویہ سے قبل پانچ جماعتیں تھیں۔ بت پرست۔ نصاریٰ۔ یہود۔ آتش پرست۔ رہبان۔ اور فذلکہ کے طور پر آخر میں یہ بھی بتلادیا کہ بجز تارک الدنیا راہبین کے سب مستحق غضب الٰہی تھے۔

ذکر ما حصل للدنیا وافراد العالم من انوار الهداية بعد بعثته صلی اللہ علیہ وسلم وعمومها

دنیا کو بعثت نبویہ کے بعد جو انوار ہدایت حاصل ہوئے اور جسطرح سب کو عام رہے اُس کا ذکر

۴۹	وامتلا بالضوء سهل وجبل	فاستنارت اذ بدا انواره

استنار البیت اضاء۔ والامتلا اصلہ امتلأ واسکان الآخر للضرورۃ۔ والسهل من الارض ضد الحزن والجمع سهول وسهولۃ۔ ۱ھ۔ المستتر فی استنارت للدنیا۔ وبالضوء ای بضوئہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(ترجمہ) تو جس وقت آپ کے انوار ظاہر ہوئے تو دنیا نورانی ہوگئی (اور نہ صرف دنیا بلکہ آپ کی) روشنی کی وجہ سے ریگستان اور سنگلاخ زمینیں بھی بھر گئیں۔ ۱ھ۔ فیہ استعارۃ مکنیۃ۔

۵۰	فانمحی الادیان وانساخ الدول	قد حباه الله ملکا واسعا

حبا فلانا کذا او بکذا اعطاه وانمحی ای ذهب اثره۔ والادیان جمع دین اسم لجمیع ما یعبد بہ اللہ وانساخ من ساخت ید فرسی (وا وی) ای دخلت فی الارض۔

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ شانہ نے آپکو ملک وسیع عطا فرمایا (آپ کی نبوت ثقلین کے لئے عام فرمائی) چنانچہ تمام مذاہب باطلہ حرف غلط کی طرح مٹ گئے اور سلطنتیں خاک میں مل گئیں۔

۵۱	وانمحت ظلمات عزی وهبل	اخرج الاوثان عن بیت الهدی

(ترجمہ) آپ نے بتوں کو خانہ ہدایت (خانہ کعبہ) سے نکال کر پھینک دیا اور عزی اور ہبل کی تمام تاریکیاں مٹ گئیں فیہ استعارۃ مصرحۃ۔

۵۲	انطفت نیران کسری وافل	کسر الصلبان فی بیعاتها

کسر (من مجرد الثلاثی) العود فصلہ من غیر نفوذ جسم فیہ۔ والصلبان جمع صلیب والجمع ایضاً صُلُب۔ والبیعات جمع بیعۃ متعبد النصاری والجمع ایضاً بِیَعٌ وانطفت اصلہ انطفأت ای ذهب لهيبها وسقوط الهمزۃ للضرورۃ۔ والنیران جمع نار وافل ماض ای غاب۔ فی بیعاتها فی موضع حال من الصلبان

(ترجمہ) (عیسائیوں کی) صلیبیں گرجوں کے اندر توڑی گئیں۔ کسریٰ کی آگ بجھ گئی (اور اس کا عروج و اقبال) ڈوب گیا۔

ذکر ما ظہر منہ صلی اللہ علیہ وسلم فی تبلیغ الرسالۃ من المعجزات

اُن معجزات اور آیات کا ذکر جو آپ سے بزمانۂ تبلیغ رسالت ظاہر ہوئے۔ اور اس کا ذکر کہ آں حضرت کے معجزات

والآیات وان معجزاتہ صلی اللہ علیہ وسلم زادت علی معجزات جمیع الانبیاء

تمام انبیا علیہم السلام کے معجزات سے عدد میں اور رتبہ میں زیادہ ہیں اور اس کا ذکر کہ آپ کو ایسے معجزات بھی عطا

علیہم السلام عدداً ورتبۃً وانہ اوتی منہا ما لم یوت احد

فرمائے گئے ہیں جو انبیائے سابقین میں سے کسی کو بھی عطا نہیں ہوئے ہیں

۵۳	فاستقام المیل وانسل الخلل		اظہر الآیات فی نشر الہدی

الآیات جمع آیۃ العلامۃ والجمع ایضاً ای۔ ونشر الخبر (من نصر وضرب) اذاعہ۔ والخلل بالتحریک الوہن والفساد فی الامر وعن ابی البقاء الخلل اعم من الخطأ فالخطأ خلاف الصواب وواقع فی الحکم والخلل یقع فیہ وفی غیرہ۔ ونشر الہدی من اضافۃ المصدر الی مفعولہ ای فی نشرہ الہدی۔

(ترجمہ) آپ نے ہدایت (اسلام) کے پھیلانے میں معجزات ظاہر فرمائے جس کی وجہ سے لوگوں کی کجروی راستی سے بدل گئی اور خلل دور ...

۵۴	لنبی او رسول ذی نبل		کل اعجاز بدا من قبلہ
۵۵	بل واعلیٰ منہ اٰبہی واجل		فلہ فی کل نوع مثلہ

نبل محرکۃ عظام الحجار وصغارہا (ضد) والمراد بہ الفضیلۃ العظیمۃ۔

(ترجمہ) کسی نبی یا اولو العزم رسول سے جس قدر معجزات ظاہر ہوئے ان میں سے ہر قسم کے معجزے اسی کے برابر بلکہ اُس سے بھی اعلیٰ اور اُن سے زیادہ روشن (قاطع وساوس) اور عظمت والے معجزے آپ کو عطا ہوئے تھے۔

(ف) اس میں شیخ جلال الدین سیوطیؒ کے اس قول کی طرف تلمیح ہے کہ آپ کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ جس قدر معجزات اور فضائل دیگر انبیائے مرسلین کو عطا فرمائے گئے تھے وہ سب کے سب آپ کو دیئے گئے اور دوسرے انبیا کو یہ مرتبہ حاصل نہ ہوا بلکہ ہر ایک کو ایک خاص قسم کے معجزات و فضائل عطا ہوئے۔

۵۶	لیس یحصیہا کتاب او سجل		ثم فاق کلہا ما قد اتیٰ

فاق ماض من فاق الشئ۔ واتیٰ ای اتی بہ۔ والسجل عند الفقہاء کتاب یکتب بہ القاضی صورۃ الدعاوی والحکم فیہا وصکوک المبایعات ونحوہا التبقی محفوظۃ عندہ وفی کفایۃ الشروط اذا ادعی احد علی اخر فالمکتوب المحضر واذا اجاب الاخر واقام البینۃ فالتوقیع واذا احکم فالسجل۔

فاعل فاق قولہ ما اتیٰ وقولہ کلہا مفعولہ۔ وثم للانتقال۔

(ترجمہ) آپ کے تمام معجزات انبیائے سابقین کے تمام معجزوں پر بڑھ گئے کہ نہ کسی رسالہ میں پورے طور سے بیان ہو سکتے ہیں نہ کسی دفتر میں

۵۷	لا ولا فیہ لریب مدخل		ثم ما لم یوتہ من قبلہ

مدخل ای دخل ولا زائدۃ للتاکید۔

(ترجمہ) ان کے علاوہ آپ کو وہ معجزات بھی عطا فرمائے گئے جو انبیائے سابقین کو عطا نہیں فرمائے گئے تھے اور اس امر میں کہ آپ کو ایسے معجزے دیئے گئے جو کسی نبی کو نہیں دیئے گئے کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے

تفصیل ما اودعت هذه القصيدة من المعجزات

ان معجزات کی تفصیل جن کا اس قصیدہ میں ذکر ہے

القسم الاول معجزته الخاصة به التي لم يؤت احد من الانبياء مثلها

قسم اول میں اس معجزے کا ذکر ہے جو آپ کے سوا کسی کو عطا نہیں فرمایا گیا

۱	هَاكَ قُرْآنًا مُّبِيْنًا فَاسْتَمِعْ	لَمْ يَزَلْ اِعْجَازُهٗ مُنْذُ نَزَلْ	۵۸

ھا اسم فعل بمعنیٰ خذ نحو ھا زیدًا ای خذہ ویجوز مد الفہا ویستعملان بکاف الخطاب وبدونہا ویجوز فی الممدودۃ ان تستغنی عن الکاف بتصریف ہمزتہا تصاریف الکاف فیقال ھاءِ للمذکر وھاءِ للمؤنث نحو ھاؤما ھاؤموا ھاؤنّ ومنہ قولہ تعالیٰ ھاؤم اقرؤا کتابیہ۔ والمبین من ابان الشئ اتضح وابان فلان الشئ اوضحہ۔

(ترجمہ) (سب سے اول) کلام الٰہی کو لو کہ اس نے تمام احکام کو بیان کر دیا یا یہ کہ وہ خود ظاہر ہے اور کان لگا کر سنو کہ جب سے وہ نازل ہوا ہے اس وقت سے اس کا معجزہ ہونا مسلم ہے۔

(ف) اس میں تلمیح ہے علما کے اس قول کی طرف جس کو جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ انبیا کے معجزات تو ان کے زمانوں کے ختم ہونے کے ساتھ ہی ساتھ ختم ہوتے گئے اس بنا پر ان کے معجزات کو وہی لوگ دیکھ سکے جو موجود تھے ان کے بعد آنے والوں نے وہ معجزات نہ دیکھے۔ مگر قرآن کا معجزہ قیامت تک دائمی ہے اور صحیح یہ ہے کہ قرآن پاک کا اسلوب کلام جو کہ طاقت بشری سے خارج ہے اس کی بلاغت۔ اس کی پیشین گوئیاں کہ ہر ہر زمانہ میں اسکی بیان کی ہوئی چیزوں میں کوئی نہ کوئی چیز ظاہر ہو کر رہتی ہے اس دعوی کے لئے شاہد عدل ہے (خصائص جلد ۱ ص ۱۱۳)

	فِيْهِ تَعْجِيْزٌ لَّهُمْ عَنْ مِّثْلِهٖ	مَنْ اَطَاقَ مِثْلَهٗ قَوْلًا يَّقُلْ	۵۹

عجّزہ صیرہ عاجزًا۔ واطاق ماض ای استطاع - ویقل مجزوم علی انہ جواب الشرط۔ مثلہ ای مثل القرآن

(ترجمہ) (قرآن پاک کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ) اس میں ظاہر کر دیا گیا ہے کہ تمام جن وانس اس جیسی کتاب کی تصنیف سے عاجز ہیں (اور اگر اس میں شک ہو تو) جس شخص سے اس قرآن کی مثل بن سکے بنا لائے۔

(ف) اس میں اس آیت کے مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یأتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا۔

	مِنْهُ اِعْجَازُ الْكَلَامِ قَدْ بَدَا	مَا بِهٖ خُصَّ سِوَى خَتْمِ الرُّسُلْ	۶۰

الختم کل ما یختتم بہ۔ وما نافیۃ - وبہ متعلق بما بعدہ۔

(ترجمہ) قرآن پاک ہی سے بلاغت کلام کا معجزہ ظاہر ہوا۔ اور یہ معجزہ سوائے خاتم الانبیاء کے کسی کو نہیں دیا گیا -

كَثْرَةُ الرَّدِّ بِهٖ لَمْ يُبْلِهٖ		وَبِتَكْرَارِ التُّلَاةِ لَمْ يُمَلّٗ	٦١

أبلى الثوب اخلقہ ۔ والتّلاۃ جمع تالٍ اسم فاعلٍ من التلاوۃ وأملّہ ابرمہ واوقعہ فی الملل والباء فی الرد بہ زائدۃ

(ترجمہ) اس کو بار بار پڑھنے نے اُس کو کہنہ (بے لذت) نہیں کیا اور نہ تلاوت کرنے والوں کے مکرر پڑھنے نے ان کے دل کو گھبرایا (ف) اس میں تلمیح ہے سیوطی رحمہ اللہ کے اس قول کی طرف جس کو انھوں نے بیان وجوہ اعجاز قرآن کے سلسلے میں فرمایا ہے کہ قرآن پاک کی تلاوت کرنے والے اس سے گھبراتے نہیں سننے والے ملول نہیں ہوتے ہیں بلکہ جسقدر اس کی تلاوت زیادہ کی جاوے گی حلاوت میں زیادتی ہوگی اور جس قدر اس کو پڑھا جاوے گا اس سے محبت ہوتی جاوے گی دوسرے کلام کو بار بار پڑھنے سے دل گھبرا جاتا اور بے لطفی پیدا ہو جاتی ہے اسی واسطے حضور کا ارشاد ہے کہ قرآن کثرت تلاوت سے کہنہ نہیں ہوتا ہے۔

تَعْتَرِیْ مِنْهُ الْقُلُوْبَ رَوْعَةٌ		وَالْجُلُوْدُ تَقْشَعِرُّ بِالْوَجَلْ	٦٢

أعترى فلانا امر اصابہ ۔ والروعۃ الفزعۃ ۔ والجلود جمع جلد غشاء جسد الحیوان والجمع ایضًا اجلاد ۔ واقشعر جلدہ ارتعد ۔ والوجل محرکۃ الخوف والجمع اوجال ۔

(ترجمہ) اس کی تلاوت سے قلوب پر ہیبت طاری ہوتی ہے اور بدن پر خوف کی وجہ سے لرزہ پڑ جاتا ہے۔
(ف) اس میں تلمیح ہے قرآن پاک کی اس آیۃ کے مضمون کی طرف کہ تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم۔

مَا انْقَضَتْ مِنْ ذُخْرِهٖ مَا يَنْطَوِيْ		وَانْقَضَى الْأَعْمَارُ فِيْ رَفْعِ الْكِلَلْ	٦٣

الذخر ما اذّخر والجمع اذخار وانطوى ینطوى مطاوع طوى وانقضى الشئ انقضاء فنى وانصرم ۔ ینطوى یشتمل ۔ والکلل جمع الکلۃ غشاء رقیق یخاط کالبیت یتوقی بہ من البعوض ۔ وصوفۃ حمراء فی راس الهودج ۔ ورفع الکلل کنایۃ عن اظهار امر ۔ الاعمار ای اعمار المفسرین والواو فی وانقضى حالیۃ ۔

(ترجمہ) معارف وحقائق قرآنی کا جو ذخیرہ قرآن میں ہے وہ ختم ہی نہیں ہوتا ہے حالانکہ علمائے مفسرین کی عمریں ان کو بیان کرنے میں ختم ہو گئیں۔

(ف) اس میں تلمیح ہے قاضی عیاض کے اس قول کی طرف جس کو علامہ سیوطی نے نقل فرمایا ہے کہ اعجاز قرآن کی اقسام معلوم کرنے کے بعد تم خود اس کو سمجھ لوگے کہ ہزار یا دو ہزار یا اور اس سے کسی بڑے عدد میں قرآنی معجزات محصور نہیں کئے جا سکتے ہیں ۔ اور اس قول کی طرف جس کو علامہ ممدوح نے نقل فرمایا کہ قرآن کا ایک یہ بھی معجزہ ہے کہ ایسے ایسے علوم و معارف موجود ہیں جو کسی کتاب میں نہیں اور نہ کسی کے علم نے ان معارف کا احاطہ کیا حالانکہ اس کے حروف تھوڑے سے ہیں۔

اَذْعَنُوْا بِالْعَجْزِ عِلْمًا اَنَّهٗ		مِنْ بَدِيْعِ النَّظْمِ فِيْ اَعْلٰى مَحَلّْ	٦٤

أذعن بحقہ اقر ۔ وعلمًا ای عالمین او لاجل العلم ۔ وانہ فی محل النصب لانہ مفعول علمًا او مجرور ای بانہ ۔ وبدیع النظم واعلى محل من اضافۃ الصفۃ الى موصوفها المعنوى ای النظم البدیع ومحل اعلى ومن

للبیان وفی اعلی الخ خبر لقولہ انہ۔

(ترجمہ) تمام فصحائی عرب اس کے مقابلہ سے عاجز ہونیکا یہ جان کر اقرار کرلیا کہ وہ اپنی نظم و ترتیب میں بہت اونچے درجہ پر ہے۔ (ف) علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ عقلا اس امر پر متفق ہیں کہ کتاب الٰہی معجز ہے اور باوجودیکہ ان سے مقابلہ کو کہا گیا لیکن پھر بھی دنیا میں کسی شخص نے اس کا معارضہ نہ کیا۔ بوقت نزول قرآن عرب میں فصحا اور خطبا ان گنت اور غیر محصور تھے اُن کو مقابلہ کرنے کے لئے بلایا گیا اور سالہا سال کی مہلت دیکر کہا گیا کہ وہ اُس کا مثل لے آویں مگر وہ قادر نہ ہو سکے حالانکہ دنیا کی تمام چیزوں میں سے اس کی تمنا ان کو زیادہ تھی کہ وہ قرآنی نور کو بجھا دیں اور عالم میں اس کا ظہور نہ ہونے دیں۔ تو اگر ان سے اس کا معارضہ ہو سکتا تو اس دلیل کو باطل کرنے کے لئے وہ سب کے سب جُھک پڑتے۔ مگر ایک شخص کی نسبت یہ بھی نہیں سنا گیا کہ اُس کے دل میں اس معارضہ کا خیال بھی گذرا۔ یا اس نے اس کا ارادہ کیا۔ ہاں اس سرکش جماعت نے کیا تو یہ کیا کہ کبھی تو عناد و تمرد پر کمر باندھی اور کبھی اس کے ساتھ استہزا کیا۔ کبھی اس کلام کو سحر کہا کبھی شعر۔ کبھی پرانے قصے کہانیاں اور اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ قرآنی اعجاز کو دیکھ کر متحیر ہو چکے تھے اس لئے جو منہ میں آتا تھا بکتے تھے۔ بالآخر جنگ کی تیاری کی مسلمانوں کی تلواروں نے ان کا خون پیا۔ ان کے بال بچے قید کئے گئے۔ ان کے اموال مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔ اور یہ لوگ بڑی ناک والے اور بہت زیادہ غیرت دار تھے۔ تو اگر ان کو اس کا علم ہوتا کہ اعجاز قرآنی کا مقابلہ ہمارے بس میں ہے تو چونکہ یہ ان کے لئے بہت سہل تھا اس لئے وہ لوگ یقیناً اس کو کرتے۔

۶۵	وَتَرَاهُ حِيْنَ حَلَّ مُرْتَحِلْ		فَازَ مَنْ يَتْلُوْهُ لَمْ يَفْتُرْ بِهٖ	

فتر (من نصر و ضرب) سکن وفتر فلان عن عملہ قصّر فیہ۔ وفتر الخ انکسر۔ وحل ای نزل والمراد اتم تلاوۃ القرآن۔ والمرتحل ای الشارع فی التلاوۃ وھو منصوب علی الحالیۃ من المنصوب فی تراہ او علی المفعولیۃ منہ۔

(ترجمہ) وہ شخص (مقاصد اخروی میں) کامیاب ہوا جس نے اس کی تلاوت میں تساہل نہ برتا اور تم اس کو دیکھتے ہو کہ جب وہ اترتا ہے (قرآن پاک پورا پڑھ چکتا ہے) تو کوچ کرنیوالا ہوتا ہے (یعنی پھر سے شروع کر دیتا ہے)

(ف) اس میں اُس مشہور حدیث کی طرف تلمیح ہے کہ خیر التالین الحال المرتحل۔

القسم الثانی

معجزاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ملکوت السمٰوٰت من انشقاق القمر و رد الشمس و وقوفھا

ان معجزات کا ذکر جن کا تعلق عالم سماوی سے ہے یعنی چاند کے دو ٹکڑے ہو جانا۔ آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا یا اپنی جگہ پر ٹھہرا رہنا

۶۶	شَاهَدُوْا مَا بَيْنَ فِرْقَيْهِ الْجَبَلْ		وَعَلٰى اِيْمَائِهِ انْشَقَّ الْقَمَرْ	۲

شاھدوا ای عاینوا۔ وفرقیہ تثنیۃ فرق بالکسر و سقوط النون للاضافۃ وھو الفلق من الشئ المنفلق

الجبل مفعول شاهدا۔ و مازائدة۔ وعلی ایمائہ متعلق بما بعدہ۔ وعلی للتعلیل کقول الحماسی ع علام تقول الرمح یثقل عاتقی۔

(ترجمہ) آپ کے اشارہ کی وجہ سے چاند پھٹ گیا۔ اور حاضرین نے اس کے دونوں ٹکڑوں کے درمیان میں پہاڑ کو دیکھ لیا۔

(ح) یہ ماخوذ ہے اس حدیث مبارک سے جس کو شیخین نے بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ ہم لوگ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے تو دیکھا کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے ایک ٹکڑا پہاڑ کے اس طرف اور ایک اُس طرف اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ تم اس معجزے کے گواہ رہو۔ اسی قسم کی حدیث ابونعیم نے بروایت جبیر بن مطعم بسند عطا اور ضحاک نے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہم بیان کی ہے کہ عہد نبوی میں مشرکین جمع ہو کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ اگر آپ فی الواقع خدا کے سچے رسول ہیں تو چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائیے۔ اُس کا ایک ٹکڑا کوہ ابی قبیس پر ہو اور دوسرا ٹکڑا کوہ قیعقعان پر۔ اور یہ رات ماہ چہاردہم کی تھی۔ حضور نے دعا کی کہ یہ معجزہ ظاہر ہو اسی وقت چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے آدھا کوہ ابی قبیس پر اور آدھا قیعقعان پر۔ اسوقت آپ نے فرمایا کہ تم سب گواہ رہو۔

اس واقعہ کو قرآن پاک کی سورہ قمر کی پہلی آیت میں ذکر فرمایا گیا ہے اور ان حضرات نے بھی بیان فرمایا ہے۔ شیخین بروایۃ انس رضی اللہ عنہ۔ شیخین بروایۃ ابن مسعود رضی اللہ عنہما۔ بیہقی بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔ بیہقی وابونعیم بروایۃ ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔ شیخین بروایۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ مسلم بروایۃ ابن عمر رضی اللہ عنہما۔ بیہقی وابونعیم بروایۃ جبیر بن مطعم۔

علما نے فرمایا ہے کہ شق قمر ایسا معجزہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے تمام معجزات میں سے کوئی معجزہ اس کی برابری نہیں کرسکتا ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق عالم سماوی سے ہے جو کہ اس عالم ارضی سے بالکل خارج ہے اس میں کوئی حیلہ کارگر ہی نہیں ہوسکتا ہے۔

۳	رُدَّتِ الشَّمْسُ وَكَانَتْ قَدْ هَوَتْ	فَاَجَابَتْ اِذْ دَعَاهَا تَقْتَبِلُ	۶۷

هوی الشئ (من ضرب) سقط۔

(ترجمہ) آفتاب لوٹا دیا گیا حالانکہ وہ غروب ہو چکا تھا اور جب آپ نے اُس کو بلایا تو وہ لبیک کہتا ہوا سامنے آگیا۔

(ح) یہ واقعہ اُس حدیث مبارک سے ماخوذ ہے جسکو ابن مندہ اور ابن شاہین اور طبرانی (اس میں ایسی سندیں بھی ہیں جن میں سے بعض صحیح کی شرط کے موافق ہیں) نے بروایت اسماء بنت عمیس بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی ہو رہا تھا اور آپ کا سر مبارک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی گود میں رکھا ہوا تھا۔ اس مشغولی کی وجہ سے حضرت علی عصر کی نماز نہ پڑھ سکے کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ تو آپ نے دعا کی کہ بارالہا! علی تیری اور تیرے رسول کی طاعت میں مصروف تھے۔ اب تو آفتاب کو حکم دے کہ وہ پھر واپس ہو۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں دیکھ چکی تھی کہ آفتاب غروب ہو گیا ہے لیکن پھر میں نے دیکھا کہ غروب کے بعد ہی اس نے پھر طلوع کیا، طبرانی کے الفاظ میں اس طرح ہے کہ آفتاب نے طلوع کیا اور پہاڑوں پر اور زمین پر اس کی دھوپ پڑنے لگی۔ حضرت علی نے اُٹھ کر وضو کیا اور نماز عصر بھی

اس کے بعد ہی آفتاب پھر غائب ہوگیا۔ یہ واقعہ مقام صہبا کا ہے جو مدینہ اور خیبر کے درمیان میں ایک پڑاؤ ہے۔ اسی قسم کا مضمون ابن مردویہ نے بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی بیان کیا ہے۔

۶۸	مُدَّ فِي طُولِ النَّهَارِ إِذْ رَسَتْ		تَبْتَغِي الْإِذْنَ لَهَا شَمْسُ الطَّفَلْ	۴

رسا الشئ ثبت ورسخ۔ والطفل محرکۃ الظلمۃ۔

مُدَّ مجهول نائب فاعلہ المستتر فيہ يعود الی مصدرہ او الجار مع المجرور اقيم مقام مفعولہ كقولهم المفعول فيہ۔ ولها ای لغروبها۔

(ترجمہ) دن کو دراز کیا جبکہ شام کی تاریکی کے وقت کا آفتاب اپنے غروب ہونے کی اجازت مانگنے لگا تھا۔

(ف) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو طبرانی نے بسند حسن بروایت جابر رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آفتاب کو حکم دیا تو وہ دن میں کچھ دیر کے بعد ڈوبا۔

القسم الثالث

معجزاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الجمادات

آپ کے ان معجزات کا ذکر جن کا تعلق جمادات سے ہے

۶۹	سَبَّحَ اللّٰهَ بِأَيْدِيهِ الْحَصَى		فَوَعَاهُ مَنْ هُنَاكَ وَعَقَلْ	۵

سبّح اللہ نزّهہ۔ والحصى صغار الحجارۃ الواحد حصاۃ والجمع حصيات۔ ووعاہ ای حفظہ وتدبرہ۔ وهنا اسم اشارۃ للمكان القريب وتلحقها هاء التنبيہ فيقال هٰهنا وكاف الخطاب فيقال هناك ولام البعد مع كاف الخطاب فيقال هنالك۔ وعقل الشئ (من ضرب) فهمہ وتدبرہ۔

حصى فاعل سبح۔ ومن هناك فاعل وعى۔ وعقل عطف على وعى۔ وبايديہ واقع موقع الحال۔

(ترجمہ) سنگریزوں نے آپ کے دست مبارک میں آکر خدا کی پاکی بیان کی چنانچہ ان تمام لوگوں نے ان کی تسبیح سنی اور سمجھی جو وہاں موجود تھے۔

(ف) یہ واقعہ ماخوذ ہے اُس حدیث شریف سے جس کو بزار اور طبرانی (اوسط میں) اور ابو نعیم اور بیہقی نے بروایت حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تنہا تشریف فرما تھے۔ اتفاقاً میں بھی حاضر خدمت ہوا اور آپ کے قریب بیٹھ گیا۔ بعد ازاں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور سلام کرکے بیٹھ گئے۔ ان کے بعد فاروق اعظم ان کے بعد ذی النورین رضی اللہ عنہم تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت حضور کے سامنے سات کنکریاں رکھی ہوئی تھیں۔ آپ نے ان کو ہتھیلی پر رکھا تو وہ سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگیں حتی کہ میں نے ان کی بھنبھناہٹ شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح سنی۔ اس کے بعد آپ نے ان کو ہاتھ سے رکھدیا وہ فوراً ہی ساکت ہوگئیں۔ آپ نے اُن کو اپنے ہاتھ سے اٹھا کر حضرت صدیق اکبر کے ہاتھ میں رکھدیا تو وہ پھر سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگیں حتی کہ میں نے ان کی بھنبھناہٹ شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ

کی طرح سنی - اس کے بعد صدیق اکبر نے ان کو اپنے ہاتھ سے رکھدیا وہ فوراً چپ ہوگئیں - آپ نے ان کو لیکر فاروق اعظم کے ہاتھ میں رکھدیا وہ فوراً سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگیں - حتی کہ میں نے ان کی بھنبھناہٹ شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح سنی - فاروق اعظم نے اپنے ہاتھ سے رکھا تو وہ پھر ساکت ہوگئیں - آپ نے اٹھا کر حضرت ذی النورین کے ہاتھ میں رکھدیا وہ فوراً سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگیں حتی کہ میں نے ان کی بھنبھناہٹ شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح سنی حضرت ذی النورین نے ان کو اپنے ہاتھ سے رکھا تو وہ پھر ساکت ہوگئیں اس کے بعد حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا نام خلافت نبوت ہے - اسی مضمون کی حدیث ابن عساکر نے بروایت حضرت انس بیان کی ہے -

۷۰	سَلَّمَتْ اَحْجَارُ وَادٍ اِذَا رَأَتْ		یَا نَبِیَّ اللّٰہِ قَالَتْ تَسْتَہِلُّ	۶

اَلْوَادِی الموضع الذی یسیل فیہ الماء والجمع اودا واوانیۃ واودیۃ وَاسْتَہَلَّ المتکلم رفع صوتہ او خفضہ - وتستہل حال من المستتر فی قالت ویا نبی اللہ مقولتہ -

(ترجمہ) جنگل کے نالوں کے پتھروں نے آپ کو دیکھ کر سلام کیا اور پکار پکار کر یا نبی اللہ کہنے لگے -

(ح) یہ واقعہ ماخوذ ہے اس حدیث شریف سے جس کو ابن سعد - ابونعیم نے بروایت برہ بنت ابی تجراۃ بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند عالم نے خلعت نبوت سے سرفراز فرمانے کا ارادہ کیا تو آپ حسب عادت خود قضائے حاجت کی غرض سے آبادی سے بالکل دور ہو جاتے تھے اور پہاڑ کی گھاٹیوں اور نالوں تک پہنچتے تھے تو جس پتھر یا درخت پر سے گذرتے تھے وہ السلام علیک یا رسول اللہ پکارتا تھا - آپ دائیں بائیں گردن پھیر پھیر کر دیکھتے تھے - مگر کوئی نظر نہ آتا تھا - ابونعیم کی ایک اور روایت میں اس قدر اور ہے کہ آپ ان کو وعلیک السلام کہکر جواب دیتے تھے -

۷۱	وَکَذَا یَعْنُوْا لِاَمْــرٍ وُجُوْہُھَا		سُجَّدًا وَھُبُوْطًا مِنْ قُلَلْ	۷

عَنَا ذل خضع وذلّ . وَالقُلَل جمع قلۃ او علی الراس - لامر ای لامر عظیم -

(ترجمہ) اسی طرح بہت زیادہ تعظیم کے ارادہ سے پتھروں کے چہرے سجدہ کر کے یا پہاڑوں کی چوٹیوں سے گر کر آپ کے بجز پیش آتے تھے

(ح) یہ واقعہ ماخوذ ہے اس حدیث شریف سے جسکو ابونعیم نے بسند معتمر بن سلیمان بیان کیا ہے کہ حضرت جبرئیل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر کسی ایسے فرش پر بٹھایا جو کہ قالین کے مشابہ تھا اور اس میں یاقوت و جواہر جڑے ہوئے تھے اور فرمایا کہ اقرأ باسم ربک الذی خلق ، پڑھو - بعد ازاں فرمایا کہ اے محمد تم ڈرو نہیں تم خدا کے رسول ہو - آپ وہاں سے واپس ہوئے تو جس درخت یا پتھر کی طرف سے ہو کر گذرتے تھے وہ سجدہ کر کے السلام علیک یا رسول اللہ کہتا تھا - اس کو دیکھ کر آپ مطمئن ہوئے اور آپ نے سمجھا کہ میں خلعت رسالت سے سرفراز فرمایا گیا ہوں - اسی مضمون کی حدیث طیالسی اور حارث بن ابی اسامہ اور ابونعیم نے بسند یزید بن بابنوس بروایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کی ہے -

دارمی اور ترمذی (امام ترمذی نے اس روایت کو حسن کہا ہے) اور حاکم (امام حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے) اور طبرانی اور ابونعیم اور بیہقی نے بروایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیان کیا ہے کہ ہم حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کے کسی راستہ پر بڑھتے تو میں سنتا تھا کہ جو درخت ، پتھر ، پہاڑ آپ کے سامنے آتا تھا وہ السلام علیک یا رسول اللہ بزار اور ابونعیم نے بروایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خدا کی وحی مجھ پر نازل

ہونا شروع ہوئی تو میں جس پتھر یا درخت پر سے ہو کر گذرتا تھا وہ السلام علیک یا رسول اللہ کہتا تھا۔

۸	وَالطَّعَامُ حِیْنَ یُؤْتیٰ عِنْدَہٗ		سَبَّحَ اللہَ فَمَا عَنْہُ غُفُلُ	۴۲

(ترجمہ) اور جب کھانا آپ کے سامنے لایا گیا تو اس نے خدا کی پاکی بیان کی اور اس سے (ببرکت قرب آنحضرت ﷺ) غافل نہ ہوا۔

(ح) یہ واقعہ ماخوذ ہے اس حدیث شریف سے جس کو ابو الشیخ نے کتاب العظمۃ میں بروایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضور کی خدمت میں ثرید (ایک قسم کا شوربہ دار کھانا جس میں روٹیوں کے ٹکڑے بھی پڑے ہوتے تھے) لایا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ کھانا سبحان اللہ سبحان اللہ کہہ رہا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ اس کے سبحان اللہ کہنے کو سمجھ لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں! اس کے بعد آپ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ اس برتن کو اس شخص کے قریب لیجاؤ۔ وہ اس کے قریب لے گیا تو وہ بولا کہ یا رسول اللہ بیشک اس میں سے سبحان اللہ سبحان اللہ کی آواز آرہی ہے تو آپ نے دوسرے شخص سے قریب کرنے کا حکم دیا اس نے بھی یہی کہا۔ پھر ایک اور شخص کے قریب کئے جانے کا حکم دیا اس نے بھی وہی کہا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے پاس واپس کر لیا ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا اچھا ہوتا کہ موجودہ لوگوں میں سے آپ ہر شخص کے قریب کئے جانے کا حکم دیتے تو آپ نے فرمایا کہ اگر کسی کے پاس جا کر اس کی آواز نہ آتی تو اس کی نسبت یہ مشہور ہو جاتا کہ یہ گناہگار ہے۔ اسکو واپس لاؤ۔ چنانچہ وہ آپ کے پاس واپس

۹	وَاَبُو الدَّرْدَاءِ لَمَّا اَنْ ھَوَتْ		قِدْرُہٗ دَارَتْ تُھَلِّلُ لَا تَکِلُّ	۴۳

ھَوَتْ ای سقطت۔ والقدر بالکسر اناء یطبخ فیہ (مؤنث وقیل یذکر و یونث) وتہلل من اہل الصبی رفع صوتہ بالبکاء۔ وکلّ الرجل من المشی تعب واعیا۔

واَن زائدۃ ودارت جواب لما۔ وتہلل ای بالتسبیح۔

(ترجمہ) اور جب ابو الدرداء (صحابی) کی ہانڈی چولھے سے گری تو گھومتی جاتی تھی اور پکار پکار کر بغیر کسی تکان کے خدا کی پاکی بیان کرتی جاتی تھی۔

(ح) یہ واقعہ ماخوذ ہے اس حدیث شریف سے جس کو ابو الشیخ نے بروایت خیثمہ بیان کیا ہے کہ ابو درداء ایک مرتبہ دیگچی میں کچھ پکا رہے تھے۔ اتفاقاً دیگچی الٹ گئی تو اس میں سے سُبْحَانَ اللہ سُبْحَانَ اللہ کی آواز آنے لگی۔

۱۰	کَانَ فِیْ تُرْسٍ لِکَبْشٍ صُوْرَۃٌ		نَامَحَتْ مِنْ غَیْرِ صُنْعٍ وَعَمَلٍ	۴۴

الترس صفحۃ من الفولاذ مستدیرۃ تحمل للوقایۃ من السیف والجمع اتراس وتراس وتروس وترسۃ۔ الکبش الحمل اذا اثنی وقیل اربع والجمع اکباش وکباش واکبش۔ وانمحت مطلوع محت۔

لکبش صورۃ ای صورۃ کبش ومن غیر صنع وعمل ای من غیر صنعہ وعملہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(ترجمہ) آپ کے پاس ایک ایسی ڈھال تھی جس پر مینڈھے کی تصویر تھی وہ بغیر اس کے کہ آپ خود اس کو مٹا دیں خود بخود مٹ گئی

(ح) یہ واقعہ ماخوذ ہے اس حدیث شریف سے جس کو ابن سعد اور ابن ابی شیبہ اور ابن عساکر نے بروایت مکحول بیان کیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ڈھال تھی جس پر مینڈھے کے سر کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ آپ کو

اس پر تصویر کا بنا ہوا ہونا اگر ان گزرا تو وہ خدا کے حکم سے خود بخود مٹ گئی اسی قسم کا مضمون بیہقی نے بروایت حضرت عائشہ صدیقہ رض بھی بیان کیا ہے۔

۱۱	تبتغی المرضاۃ انتجار الفلا		فتحیی کسلام المبتہل	۷۵

المرضاۃ مصدل بمعنی الرضا و الفلا جمع فلاۃ القفر وقیل الصحراء۔ وتحیی مضارع للغائبۃ۔ والمبتہل من ابتہل الیہ دعا باخلاص وتضرع۔ والفاء لتفسیر الابتغاء۔

(ترجمہ) جنگل کے درخت بھی آپ کی خوشنودی کے طالب تھے۔ اسی لئے وہ بغایت عجز و انکسار سلام کرتے تھے۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو ابن سعید و ابویعلی و بزار و بیہقی و ابونعیم نے بسند حسن بروایت حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ مشرکین مکہ کی ایذا دہی کی وجہ سے حضورؐ حجون پر غمزدہ ہو کر تشریف فرما تھے کچھ دیر کے بعد آپ نے فرمایا کہ بار الہا آج تو مجھ کو ایسا معجزہ دکھلا دے کہ اس کو دیکھنے کے بعد مجھکو ان جھٹلانیوالوں کی پرواہ ہی نہ ہو۔ چنانچہ حسب حکم خداوندی آپ نے ایک درخت کو جو کہ جنگل کی ایک جانب میں کھڑا ہوا تھا پکارا۔ وہ درخت زمین پر سے تیزی کے ساتھ چلا اور خدمت مبارک میں حاضر ہو کر اس نے آپ کو سلام کیا۔ آپ نے اس کو حکم دیا کہ وہ واپس جائے۔ چنانچہ وہ اپنی جگہ پر چلا آیا۔ تو آپ نے یہ فرمایا کہ اب مجھ کو اپنی قوم میں سے جھٹلانیوالوں کی کچھ بھی پرواہ نہیں ہے۔ اسی قسم کی روایتیں حضرات ذیل نے بھی بیان فرمائی ہیں۔ ابن ابی شیبہ۔ وابویعلی و دارمی و بیہقی و ابونعیم بسند اعمش بروایت انس۔ و بیہقی بروایت حسن۔ وابونعیم بروایت جابر رضی اللہ عنہ۔

۱۲	ثم تنقاد لما نوّت		من مسیر الارض تعدو کالذلل	۷۶

تنقاد ای تخضع و تذلل و تطیع۔ و نوّت مجہول من الایماء۔ و تعدو ای تحضر تجری۔ والذلل جمع ذلول من ذل البعیر ذلا صعب۔ و من بیان لما فی لما نوّت۔ و مسیر الارض ای المسیر فی الارض۔ و تعدو فی موقع الحال من المستتر فی تنقاد و کالذلل من المستتر فی تعدو۔ و ثم لمحض الترتیب فی الکلام

(ترجمہ) جنگل کے یہ درخت زمین پر چلنے پھرنے کے متعلق اس حکم کی اطاعت کرتے تھے جس کا ان کو اشارہ کیا جاتا تھا اور امتثال الامر اسی طرح سادے مطیع جانوروں کی طرح دوڑتے تھے۔

(ح) یہ واقعہ بھی حدیث شریف مذکورہ بالا سے ماخوذ ہے۔

۱۳	ثم تہوی سجدا اجین تری		لیس یثنیہا کلال او فشل	۷۷

تہوی تسقط۔ و سجدا اجمع ساجد یثنی یصرف۔ و کلال تعب و اعیاء والفشل من فشل الرجل من سمع کسل و ضعف۔ و سجدا حال۔

(ترجمہ) پھر آپ کو دیکھ کر سجدے میں گر پڑتے تھے اور نہ ان کو تھکن اس سے مانع ہوتی تھی نہ کسل۔

فیہ نفی الشئ بایجابہ۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو احمد اور بخاری (تاریخ میں) اور دارمی اور ترمذی اور حاکم (حاکم اور

ترمذی نے اس روایت کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی اور ابونعیم اور ابویعلی اور ابن سعد نے بروایت ابن عباس بیان کیا ہے کہ قبیلہ بنی عامر میں صعصعہ کا ایک اعرابی حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ میں کیونکر سمجھوں کہ آپ خدا کے رسول ہیں آپ نے فرمایا کہ بتاؤ اگر سامنے والی کھجور کے اس خوشہ کو بلاؤں اور وہ آجاوے تو تم اس وقت کلمۂ شہادت پڑھ لوگے۔ اعرابی نے عرض کیا کہ بیشک! آپ نے خوشۂ انگور کو بلایا وہ خوشہ کھجور کے درخت سے اُتر کر زمین پر گرا اور کودنے لگا۔ ابونعیم کی روایت میں یہ لفظ ہے کہ آپ کے پاس آکر اس نے سجدے کئے۔ تب آپ نے فرمایا کہ اپنی جگہ پر واپس جاؤ۔ وہ اپنی جگہ پہنچ گیا۔ اعرابی نے یہ دیکھ کر اسی وقت کلمۂ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

۱۴	ثُمَّ جَاءَتْ إِذْ دَعَاهَا طَالِبٌ	تشہد	شَهِدَتْ بِالْحَقِّ تُعْلِي وَتُهِلُّ	۴۸

تُعْلِي مضارع من الاعلاء وشهدت ای تشهد فی موضع الحال۔

(ترجمہ) پھر جب بلانے والے نے ان کو بلایا تو وہ دین حق کی گواہی بلند آواز سے دیتے ہوئے حاضر ہوئے۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو دارمی اور ابویعلی اور طبرانی اور بزار اور ابن حبان اور بیہقی اور ابونعیم نے بسند صحیح بروایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے کہ ایک اعرابی سامنے سے آیا جب قریب آیا تو اس سے آپ نے فرمایا کہ تم کہاں جا رہے ہو؟ اس نے عرض کیا کہ گھر کو۔ آپ نے فرمایا کہ ہم تم کو ایک اچھی چیز بتلاتے ہیں اس نے عرض کیا کہ وہ کیا؟ آپ نے فرمایا کہ تم کلمۂ شہادت پڑھ لو۔ اس نے کہا کہ خدا کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کی کیا دلیل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہی درخت جو سامنے ہے یہ کہکر آپ نے اس درخت کو بلایا۔ وہ درخت جنگل کے کنارے پر تھا۔ فوراً زمین پر تیزی کے ساتھ دوڑتا ہوا آیا۔ آپ نے اس سے تین مرتبہ شہادت طلب کی۔ ہر مرتبہ اس نے یہی کہا کہ وہی صحیح ہے جو آپ فرماتے ہیں۔ یہ کہکر جس جگہ پہلے کھڑا ہوا تھا وہیں چلا گیا۔ اعرابی یہ دیکھ کر اپنی قوم کے پاس گیا اور عرض کیا کہ اگر میرے خاندان کے لوگ میری بات مانیں گے تب تو میں ان سب کو ہمراہ لیکر حاضر خدمت ہوں گا اور اگر انھوں نے میری بات نہ مانی تو میں تن تنہا آپکی خدمت میں چلا آؤں گا اور آپ ہی کی خدمت میں عمر بسر کروں گا۔

القسم الرابع

معجزاته صلى الله عليه وسلم في الحيوانات

ان معجزات کا ذکر جن کا تعلق حیوانات سے ہے

۱۵	تُسْرِعُ الْبُدْنُ تُحِبُّ كُلُّهَا		أَنْ تُضَحَّى أَوَّلًا أَوْ تُعْتَقَلُ	۴۹

البُدن کانها جمع بدین تقدیراً وسالم من قال جمع بدنة وهی ناقة او بقرة تنحر بمكة سميت بذلك لانهم كانوا يسمنونها۔ وضحّی بالشاة ذبحها فی الضحی من ایام الاضحی وعید النحر ثم کثر حتی قیل ذلک ولو ذبح اخر النهار۔ واعتقل البعیر بمعنی عقله ای ثنی وظیفه مع ذراعه فشدهما معاً بحبل هو العقال۔

(ترجمہ) قربانی کے اونٹ اس تمنا میں جلد جلد آگے آرہے تھے کہ سب سے پہلے اُن کی قربانی کی جائے۔ یا (قربانی کی غرض سے) ان کے ہاتھ پیر باندھے جائیں۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو طبرانی اور ابو نعیم اور حاکم (حاکم نے اس روایت کو صحیح بھی کہا ہے) نے بروایت عبداللہ بن قرط بیان کیا ہے کہ یوم نحر کے دوسرے دن آپ کی خدمت میں پانچ یا چھ اونٹ قربانی کے لائے گئے تو ان سب نے جلد جلد آپ کے قریب ہونا شروع کیا تاکہ قربانی میں اولیت حاصل ہو۔

۱۶	وَشَكَوْا فَحْلًا لَهُمْ فِي حَائِطٍ	وتحل	هَاجَ وَاسْتَعْصَى عَلَيْهِمْ وَانْتَحَلْ	۸۰
	فَأَتَاهُ فَاتِحًا مِنْ بَابِهِ		دَاخِلًا فِيهِ نَشِيطًا لَا وَجِلْ	۸۱
	إِذْ رَآهُ الْفَحْلُ خَرَّ وَانْهَوَى		بَيْنَ أَيْدِيهِ سُجُودًا وَابْتَهَلْ	۸۲

الحائط البستان والجمع حيطان۔ هاج الرجل اضطرب وتحرك من حمقه۔ واستعصى عليه الشئ اشتد وانتحل اراد به الناظم من ظنه اى صار كالفحل وتشبه به وكتب اللغة ساكتة عن هذا وفيها افتحل بل۔ فحلا كريما اختاره لها۔ والنشيط ذو النشاط والجمع نشاط ونشاطى والوجل كتف الخائف والجمع وجلون ووجال۔ وانهوى سقط۔

(ترجمہ) ایک دفعہ لوگوں نے اپنے ایک اونٹ کی شکایت کی جو کہ باغ میں تھا کہ وہ مست ہو کر ان کے قابو سے باہر ہو گیا ہے تو آپ دروازہ کھول کر اس میں داخل ہوئے اور آپ بالکل مسرور اور بے خوف تھے۔ اونٹ نے جب آپ کو (آتا ہوا) دیکھا تو آپ کے سامنے سجدہ میں گر پڑا اور عاجزی کرنے لگا۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو بیہقی نے بروایت جابر بن عبداللہ بیان کیا ہے کہ قبیلہ بنی سلمہ کے ایک شخص کا اونٹ مست ہو گیا اور اپنے پاس کسی کو نہ آنے دیتا تھا چونکہ اسی کے ذریعہ سے باغ کو پانی دیا جاتا تھا اس لئے اس کا باغ خشک ہونے لگا تو اس نے حضورؐ سے شکایت کی۔ آپ وہاں تشریف لے گئے اور باغ کے دروازے پر پہنچے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اندر تشریف نہ لیجائیں ہم کو خوف ہے کہ مبادا وہ آپ کو تکلیف پہنچائے۔ آپ نے فرمایا کہ تم سب اندر آجاؤ کچھ حرج نہیں۔ جب اونٹ نے آپ کو آتا ہوا دیکھا تو سر جھکائے ہوئے سامنے آیا اور سجدہ کیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ آکر اپنے اونٹ کے مہار لگاؤ۔ اسی کے قریب وہ روایت ہے جس کو بیہقی اور ابو نعیم نے بروایت عبداللہ بن ابی اوفیٰ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اتفاقاً ایک شخص حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ فلاں قبیلہ کے ایک شخص کا وہ اونٹ جس کے ذریعہ سے وہ اپنے باغ کو پانی دیتا تھا بھاگا بھاگا پھرتا ہے یہ سن کر حضور اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ ہی ساتھ ہم سب بھی اٹھ کھڑے ہوئے ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اس کے قریب تشریف نہ لیجاویں۔ مبادا آپ کو اس سے گزند پہنچے۔ مگر حضور اس کے قریب تک پہنچ گئے۔ اونٹ نے آپ کو دیکھتے ہی سجدہ کیا۔ اس کے بعد آپ نے اونٹ کے سر پر اپنا دست مبارک رکھا اور آپ نے فرمایا کہ مہار لاؤ آپ کو مہار دی گئی آپ نے مہار لگائی۔ اور فرمایا کہ اونٹ کے مالک کو بلاؤ۔ وہ بلایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کو کھانے پینے کی تکلیف نہ دو اور طاقت سے زیادہ کام نہ لو۔ اسی کے قریب بیہقی اور طبرانی اور ابو نعیم کی اُس روایت کا مضمون ہے جس کو انھوں نے

بروایت عبداللہ بن عباس بیان کیا ہے - ایسا ہی واقعہ ابونعیم اور ابن عساکر نے بروایت غیلان بن سلمہ ثقفی بیان کیا ہے۔ اُس میں کچھ اور واقعے بھی ہیں۔

۱۷	وَالْبَعِیْرُ اِذْ اَرَادُوْا نَحْرَہٗ	جَاءَ وَالنَّجَابُعَیْنُ تَنْہَمِلُ	۸۳
	ثُمَّ فِیْ اُذْنَیْہِ نَاجٰی مُفْصِحًا	مَا بِہٖ مِنْ اَزْمَۃِ الْبَلْوٰی تَنْزِلُ	۸۴
	فَاشْتَرَاہُ ثُمَّ خَلَّاہٗ سُدًی	لَا یَعْنِیْ فَہُوَ مِنْ حُرِّ الْجَمَلُ	۸۵

انہملت عینہ فاضت وسالت وناجاہ سارّہ - وافصح الرجل بیّن کلامہ او مرادہ - والازمۃ الشدۃ والجمع ازم وازمات واوازم - وخلّاہ ترکہ - وسدی بالضم ویفتح یقال ابل سدی ای مسیبۃ مہملۃ للواحد والجمع - ولا یعنی ای لا یوذی - جاء خبر البعیر - وفی اذنیہ متعلق بما بعدہ وما بہ مفعول لقولہ مفصحاً

(ترجمہ) ایک اونٹ کے مالکوں نے اس کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو وہ آپ کے پاس اشکبار آنکھوں کے ساتھ آیا اور وہ مصیبت گوش گذار کی جو اس پر پڑی تھی آپ نے اس کو خرید کر بے مہار چھوڑ دیا تو وہ آزاد ہو کر پھرنے لگا۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو طبرانی اور ابونعیم نے بروایت یعلی بن مرہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو ایک اونٹ کو چلاتے ہوئے دیکھا۔ اونٹ نے آپ کو سجدہ کیا صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم کو سجدہ کرنے کا اونٹ کی بنسبت زیادہ حق حاصل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں خدا کے سوا کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم کرتا تو عورتوں کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔ تم لوگ جانتے ہو کہ یہ اونٹ کیا کہہ رہا ہے؟ یہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے مالکوں کی چالیس سال تک خدمت کی۔ اب جبکہ میں بوڑھا ہو گیا تو انھوں نے میری خوراک کم کر دی اور کام زیادہ لینا شروع کر دیا۔ اب ان کے یہاں ایک تقریب ہے تو انھوں نے چھری لیکر میرے ذبح کرنیکا ارادہ کیا ہے۔ حضور نے اونٹ کے مالکوں سے یہ سرگذشت کہلا بھیجی انھوں نے کہا یا رسول اللہ! خدا کی قسم اس نے بالکل سچ کہا۔ آپ نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ تم اس کو میرے لئے چھوڑ دو۔

۱۸	طَارَ بِالْخُفِّ غُرَابٌ فَرَمٰی	اَسْوَدَ الْحَیَّاتِ مِنْہُ اِذْ دَخَلْ	۸۶

طار فلان بکذا سبق بہ - اسود الحیات کتولک الئیم القوم -

(ترجمہ) آپ نے وضو کے لئے موزہ اتارا تو آپ کے موزہ کو ایک کوا لے اڑا اور اس کو اوپر سے الٹا پھینکا تو اس میں سے ایک کالا سانپ نکلا جو اندر گھس گیا تھا۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو بیہقی اور ابونعیم نے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ آپ تضائے حاجت کے لئے دور تشریف لیجاتے تھے۔ ایک روز آپ تشریف لے گئے تو میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیا آپ ایک درخت کے نیچے جا بیٹھے اور دونوں موزے اتار ڈالے اس کے بعد ایک پہن لیا۔ اتنے میں ایک اڑنے والا جانور آیا اور دوسرا موزہ لیکر اڑ گیا اور آسمان میں اس موزے کو تلے اوپر کر تا رہا یکایک اس میں سے کالا سانپ جو کہ کیچلی اتار چکا تھا نکل پڑا۔ تو حضور نے فرمایا کہ خدا کا یہ بھی احسان ہے جو اس نے ہم پر کیا

اور اس حدیث سے بھی ماخوذ ہے جس کو ابو نعیم نے بروایت ابی امامہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے موزے منگوائے۔ ایک پہنا دوسرے کو پہننے نہ پائے تھے کہ ایک کوّا آیا اور اس کو اٹھا کر لے گیا اور اوپر سے پھینکدیا اس وقت آپ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ موزے اسوقت تک نہ پہنے جبتک کہ انکو جھاڑ (نہ لے)

۱۹ وَافِدُ الذِّئْبِ اَتیٰ لِیْ یَمْتَرِیْ — مِنْ قَطِیْعِ الشَّاءِ سِخْلاً اَوْ حَمَلْ ۸۷

وَانْثَنیٰ اِذْ قَالَ خَالِسُہُمْ اِذَنْ — فِیْ ہَنَاءٍ وَسُرُوْرٍ وَعَسَلْ ۸۸

وافد الی الامیر وعلیہ قدم وورد رسولاً فہو وافد۔ وامتری الشئ استخرجہ۔ والقطیع کامیر الطائفۃ من الغنم والنعم والجمع اقطاع وقُطعان وقِطاع واقاطیع۔ والشاء جمع شاۃ والسخل والد الشاۃ کائنا ما کان والجمع ایضاً سِخال وسُخلان وسخلۃ۔ والحمل الخروف وقیل ھو الجذع من اولاد الضان فما دونہ والجمع حُملان واحمال۔ وانثنی انصرف۔ خالسہ اعجلہ۔ تقول العرب فی الدعاء لیہنئک الولد بھمزۃ ساکنۃ معناہ یسرّک۔ وعسل الماء عسلاً حرکتہ الریح فاضطرب۔ وفی ھناء واقع موقع الحال۔

(ترجمہ) بھیڑیوں کا قاصد آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا کہ بکریوں کے ریوڑ میں سے ایک چھوٹا بچہ یا بڑا بچہ روزانہ مقرر کردیا جاوے۔ اور جب آپ نے اس سے یہ فرمادیا کہ تو اچک کرلے لیا کر تو وہ خوشی بخوشی دُم ہلاتا ہوا چلا گیا۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث سے ماخوذ ہے جس کو ابن سعد اور ابو نعیم نے بروایت مطلب بن عبداللہ بن حنطب بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ مدینہ میں تشریف فرما تھے کہ یکایک ایک بھیڑیا آکر سامنے کھڑا ہوگیا اور چیخنے لگا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ درندوں کا قاصد ہے جو کہ تمھارے پاس آیا ہے اگر تم چاہو کہ اس کے لئے کچھ مقرر کردو تب تو یہ اس سے زائد کچھ نہ لیا کرے گا۔ اور اگر تمھارا دل چاہے تو تم چھوڑ دو اور اپنی بکریوں کی خود حفاظت کرلیا کرو تو اس کے بعد جو کچھ اس کے ہاتھ لگے گا وہ اس کا ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارا تو دل نہیں چاہتا کہ ہم اس کیلئے کچھ بھی مقرر کریں۔ تب آپ نے بھیڑیئے کی طرف تین انگلیوں سے اشارہ کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ تو خود اچک کرلے لیا کر وہ بھیڑیا دُم ہلاتا ہوا چلا گیا۔ اسی مضمون کی وہ حدیث ہے جس کو بزار اور سعید بن منصور اور بیہقی نے بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے۔ اور اسی کے قریب وہ حدیث بھی ہے جس کو بیہقی اور ابو نعیم نے بسند زہری بروایت حمزہ ابن ابی اسید بیان کیا ہے۔

القسم الخامس

معجزاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی تکلم الحیوانات و شہادتہا بالرسالۃ والتبلیغ

آپ کے اُن معجزات کا ذکر جن کا تعلق حیوانات کے بولنے سے اور آپ کی رسالت اور تبلیغ کی گواہی دینے سے ہے

۲۰ وَاسْتَغَاثَتْ ظَبْیَۃٌ قَدْ شَدَّھَا — حَابِلٌ رَامَ اقْتِنَاصًا فَاحْتَبَلْ ۸۹

یَا نَبِیَّ اللہِ اَطْلِقْنِیْ اَعُدْ — بَعْدَ اِرْضَاعِیْ لِخِشْفٍ مُنْخَزِلْ ۹۰

حلّها تعدو وتتلو آنہ	خاتم الرسل وحلال العضل	۹۱
ثم عادت تقتفی آثارہا	للاسار ما اخلّت بالاجل	۹۲
ثم خلاہا تصیح فی الفلا	تعلن التوحید جہر الاتمل	۹۳

الحابل الصائد ورام قصد۔ والاقتناص الاصطیاد۔ واحتبل الصید وقع فی الحبالۃ۔ واطلق المواشی سرحہا واعمل سنکلہ من نادیعود مجزوم لکونہ جوابا من الامر وھو اطلق۔ وارضعہ جعلہ یرضع والخشف بالتثلیث ولد الظبی اول مایولد والجمع خشفۃ۔ وانخزل ای انقطع۔ وحلّ العقدۃ من نصر نقضہا وفتحہا۔ وتعدو تحضر وتتلو تقرأ۔ وحلال مبالغۃ الحال ای فتاح۔ والعضل جمع عضلۃ الداھیۃ والجمع ایضا عضل۔ والاسار مصدر اسرہ یاسرہ اخلّ بہ قصّر فیہ۔ وصاح الرجل صوت باقصی الطاقۃ۔ الاتمل من سمع لا تسام۔

یانبی اللہ ای قالت یانبی اللہ۔ لخشف متعلق بالمصدر رقبلہ۔ تعدو حال من المنصوب فی حلّہا۔ وکذا تصیح من المنصوب فی خلاہا۔ وتعلن ولا تمل حالان مترا خلان او مترادفان۔

(ترجمہ) ایک ہرنی نے آپ سے فریاد کی جس کو ایک ایسے شکاری نے باندھ رکھا تھا جو بارادۂ شکار اس کو پھانس چکا تھا اور وہ پھنس گئی تھی) اور آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے خدا کے نبی آپ مجھ کو تھوڑی دیر کے لئے کھول دیجئے تاکہ میں اپنے ضعیف اور چھوٹے ہوئے بچوں کو دودھ پلا کر بہت جلد اسی جگہ واپس آجاؤں۔ آپ نے اس کو کھول دیا تو وہ دوڑتی ہوئی اور یہ کہتی ہوئی چلی کہ آپ یقیناً آخری پیغمبر اور مشکلوں کی گرہ کھول دینے والے ہیں۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد پچھلے پیروں لوٹ کر قید ہونے کے لئے آگئی اور وعدے کی مدت میں کچھ بھی خلل نہ ڈالا۔ پھر آپ نے (باجازت شکاری) اس کو چھوڑ دیا کہ وہ جنگل میں چیخ چیخ کر توحید خداوندی کا اعلان کرتی اور نہ تھکتی تھی۔

(۳) یہ واقعہ اس حدیث سے ماخوذ ہے جس کو بیہقی اور ابونعیم نے بروایت زید بن ارقم بیان کیا ہے کہ میں مدینہ کی کسی گلی میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ ہمارا گذر ایک اعرابی کے خیمہ کی طرف سے ہوا۔ وہاں دیکھا کہ ایک ہرنی خیمے کی چوبوں سے بندھی ہوئی ہے۔ اس نے آپ کو دیکھتے ہی عرض کیا کہ یارسول اللہ! اس اعرابی نے مجھ کو پکڑا ہے اور جنگل میں میرے دو بچے ہیں۔ میرے تھنوں میں دودھ بھرا ہوا ہے۔ یہ نہ تو مجھ کو ذبح کرتا ہے کہ اس مصیبت سے چھوٹوں اور نہ آزاد کرتا ہے کہ میں اپنے بچوں کے پاس جنگل میں پہنچ جاؤں۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ اگر میں تیری رسی کھول دوں تو تو لوٹ کر آجاوے گی اس نے عرض کیا کہ ضرور آجاؤں گی اور اگر وعدہ خلافی کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ کو عشار (محصول لینے والا) کا سا عذاب دے۔ آپ نے یہ سن کر اس کو چھوڑ دیا۔ تھوڑی دیر نہ گذرنے پائی تھی کہ وہ اپنی زبان چاٹتی ہوئی واپس آگئی۔ آپ نے اس کو پھر خیمہ سے باندھ دیا۔ اس کے بعد اعرابی اپنے ساتھ پانی کی مشک لئے ہوئے آیا۔ حضور نے اس سے ارشاد فرمایا کہ کیا تم اس ہرنی کو ہمارے ہاتھ بیچو گے۔ وہ بولا کہ یارسول اللہ میں یہ آپ ہی کو دیئے دیتا ہوں۔ آپ نے اسکو چھوڑ دیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا کہ وہ جنگل میں سبحان اللہ سبحان اللہ اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتی

۲۱	وَأَبَانَ الْحَقَّ ضَبٌّ إِذْ بِهِ		عَلِقَ الْإِيمَانُ مِنْ ذَاكَ الرَّجُلِ	۹۴

أبان اظهر۔ والضبّ حیوان برّیّ۔

(ترجمہ) اور گوہ نے حق کو ظاہر کیا (آپ کی رسالت و نبوت کی تصدیق کی) جب کہ اُس (طالب) شخص کی طرف سے ایمان لانا اس پر موقوف رکھا گیا۔ (ح) یہ واقعہ اس حدیث سے ماخوذ ہے جس کو طبرانی (اوسط اور صغیر میں) اور ابن عدی اور حاکم (معجزات میں) اور بیہقی اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے بروایت عمر بن الخطابؓ بیان کیا ہے کہ حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوات والتحیات صحابہ کے مجمع میں تشریف فرما تھے کہ قبیلہ بنی سلیم کا ایک اعرابی جس نے ایک گوہ کا شکار کیا تھا آیا اور کہنے لگا کہ میں لات وعزیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اُس وقت تک آپ پر ایمان نہ لاؤں گا جب تک کہ یہ گوہ آپ پر ایمان نہ لائے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اے گوہ تو بتا دے کہ میں کون ہوں؟ اس نے بہت فصیح عربی زبان میں جس کو سب لوگ سمجھ رہے تھے کہا کہ لبیک وسعدیک اے پروردگار عالم کے سچے رسول! آپ نے فرمایا کہ تو کس کی عبادت کرتی ہے۔ اس نے عرض کیا کہ صرف اُس ذات کی جس کا عرش آسمانوں پر ہے۔ زمین پر اُس کی حکومت ہے اور دریا میں اُسی نے راستے بنا دیئے ہیں، اور جنت میں اسی کی رحمت اور دوزخ میں اسی کا عذاب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں کون ہوں؟ اس نے عرض کیا کہ آپ پروردگار عالم کے رسول اور سب سے آخری پیغمبر ہیں۔ جن جن لوگوں نے آپ کی تصدیق کی وہ عذاب آخرت سے رہائی پا گئے۔ اور جن جن لوگوں نے آپ کی تکذیب کی وہ خائب و خاسر ہوئے۔ اعرابی اس واقعہ کو دیکھکر مسلمان ہو گیا۔

اس حدیث کی سند میں بجز محمد بن علی بن الولید بصری سلمی کے جو کہ طبرانی اور ابن عدی کے شیخ ہیں اور کوئی راوی ایسا نہیں ہے جس کے حالات جانچنے کے قابل ہوں۔

بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا بار محمد بن علی مذکور پر ہے۔ اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ایک دوسری سند سے بروایت حضرت عائشہ صدیقہ وابی ہریرہ بھی مروی ہے۔ ابن دحیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ اسی قسم کے الفاظ ذہبیؒ نے بھی فرمائے ہیں۔ علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ حضرت عمرؓ کی مذکورہ بالا حدیث کی ایک اور سند بھی ہے جس میں محمد بن علی بن الولید نہیں ہیں۔ ابو نعیم نے اس کو بیان کیا ہے۔ اسی قسم کا مضمون بروایت حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے۔

۲۲	وَشَكَا الرَّاعِي أُوَيْسٌ نَزْعَهُ ثُمَّ قَالَ إِذْ رَأَى إِعْجَابَهُ		بِكَلَامٍ مُفْصِحٍ لَا كَالْحُكَلْ أَعْجَبُ مِنْ ذَاكَ مَنْ يَهْدِي السُّبُلْ	۹۵ ۹۶

اُوَیس مصغر اسم للذئب۔ والحکل جمع حکلۃ العجمۃ فی الکلام۔ والسُّبُل جمع سبیل۔

والراعی منصوب علی المفعولیۃ وسکون الیاء للضرورۃ۔ ونزعہ بدل من الراعی او مفعول ثان۔

(ترجمہ) اور بھیڑیئے نے چرواہے کی شکایت کی کہ اُس نے اس کا رزق اس کے منہ سے نکال لیا اور یہ شکایت صاف لفظوں میں اس طرح کی۔ اس طرح نہ کی کہ سننے والے کی سمجھ میں کچھ نہ آوے۔ اور جب دیکھا کہ چرواہا میرے

بولنے پر تعجب ہے تو کہنے لگا کہ اس سے عجیب وہ ہیں جو (خدا کے) راستے لوگوں کو بتا رہے ہیں۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو احمد۔ ابن سعد۔ بزار۔ حاکم۔ بیہقی (حاکم اور بیہقی نے اس روایت کو صحیح بھی فرمایا ہے) ابونعیم نے باسانید متعددہ بروایت حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ کسی سنگلاخ زمین میں ایک چرواہا اپنی بکریوں کا ریوڑ چرا رہا تھا۔ یکایک ایک بھیڑیا اس ریوڑ میں سے ایک بکری کو لیجانے لگا۔ چرواہے نے بھیڑیئے سے بکری چھڑا لی۔ بھیڑیا مایوس ہو کر اپنی دم کے سہارے سے بیٹھ کر کہنے لگا کہ تجھ کو خدا کا کچھ بھی خوف نہیں کہ مجھ سے میرا وہ رزق چھین لیا جو رازق مطلق نے مجھ کو عطا فرمایا تھا۔ چرواہا بولا کہ یہ تو بڑی عجیب بات ہے کہ بھیڑیا انسانوں کی سی باتیں کرتا ہے۔ بھیڑیا بولا کہ میں تجھ کو اس سے زیادہ عجیب بات بتاتا ہوں۔ خدا کے رسول دو سنگلاخ زمینوں کے درمیان مبعوث ہوئے ہیں اور وہ لوگوں کو اخبار گذشتہ اور حالات ماضیہ بتاتے ہیں۔ چرواہے نے ریوڑ تو گھر پہنچایا اور مدینہ میں پہنچ کر حضور سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا واقعہ نقل کیا۔ آپ نے فرمایا کہ بیشک! بھیڑیا سچ کہتا تھا۔ سن لو کہ یہ علامات قیامت میں سے ہے کہ درندے کلام کریں گے میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک کہ درندے انسان سے بات چیت نہ کرنے لگیں۔ اور انسان سے اس کی جوتی کا تسمہ اور اس کے کوڑے کا اوپر والا کنارہ بات نہ کرنے لگے اور جب تک کہ اس کی ران ان واقعات کو بیان نہ کرنے لگے جو اس کے گھر والوں سے اس کے پیچھے ہوتے ہیں۔ اسی قسم کی حدیث بخاری نے تاریخ اور بیہقی اور ابونعیم نے بروایت رہبان بن اوس اور ابونعیم نے بروایت حضرت انس اور احمد اور ابونعیم نے بسند صحیح بروایت حضرت ابوہریرہ رض بیان کی ہے۔

الفصل السادس

معجزاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی احیاء الموتیٰ

آپ کے ان معجزات کا ذکر جن کا تعلق مُردوں کے زندہ کرنے سے ہے

۲۳	وَالِدَانِ اَخْبَرَا اِذْ اَسْلَمَا		اَنَّ بِنْتًا غَيَّبُوْهَا فِي الْجَرَلِ	۹۷
	فَاَجَابَتْ اِذْ دَعَاهَا حَيَّةً		وَهِيَ تَعْدُوْ لَا كَاِسْرَاعِ الْوَعِلِ	۹۸
	وَارْتَضَتْ رُوْحَ الْاِلٰهِ اِذْ اَنْتَ		وَاَقَامَتْهُمْ عَلٰى وَجْدِ الثُّكْلِ	۹۹

اسلم فلان تدین بالاسلام۔ والجرل الارض ذات الحجارۃ۔ والوعل والوعِل والوُعِل بضم فکسر و هو نادر تیس الجبل والجمع اوعال ووعول ووُعُل وموعلۃ ووُعلۃ۔ وثکلت المرأۃ (من سمع) فقدت لہ۔ وحیۃ حال من المستتر فی اجابت۔ والظاہران یقال غیبا ہا ولکنہ اراد القوم معہما۔

(ترجمہ) (ایک لڑکی کے) والدین نے مسلمان ہونے کے بعد عرض کیا کہ اس سفر میں ہماری لڑکی کا انتقال ہو گیا اور ہم نے اس کو پتھریلی زمین میں دفن کر دیا۔ آپ نے اس لڑکی کو آواز دی تو وہ پہاڑی بکروں سے زیادہ تیزی کے ساتھ دوڑتی

ہوئی زندہ ہو کر سامنے حاضر ہوئی۔ اور خداوند عالم کے یہاں کی راحت و آرام کو حیاتِ دنیوی پر ترجیح دیکر واپس ہوئی اور والدین کو داغ مفارقت میں ہمیشہ کے لئے مبتلا کر گئی۔

(ح) یہ واقعہ ماخوذ ہے اس حدیث شریف سے جس کو علامہ قاضی ابوالفضل عیاض بن عمر رحمہ اللہ نے بروایت حسن ؓ بیان کیا ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ فلاں جنگل میں میری پیاری بچی مر گئی اور میں نے اس کو وہیں دفن کر دیا۔ رحمۃ للعالمین (روحی و روح ابی و امی فداہ) اس شخص کے ہمراہ لڑکی کے مدفن پر تشریف لے گئے قبر پر پہنچکر اس لڑکی کو اس کا نام لیکر پکارا اور فرمایا کہ اے لڑکی بحکم خداوند عالم میری بات کا جواب دے۔ وہ لڑکی اسی وقت لبیک وسعدیک (جی ہاں! حاضر ہوئی) کہتی ہوئی قبر سے باہر آگئی۔ تب آپ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ تیرے ماں اور باپ مسلمان ہو گئے ہیں اب اگر تیرا دل چاہے تو میں تجھکو خداوند عالم سے اجازت دلوا دوں کہ تو ان کے پاس رہے۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ کو اب نہ ماں کی ضرورت ہے نہ باپ کی میرے لئے ان سے زیادہ خداوند عالم ہے۔

۲۴	مَاتَ ابْنُ لِعَجُوْزٍ هَاجَرَتْ اَخْبَرُوْهَا ثُمَّ سَجَّوْا وَجْهَهٗ وَاسْتَوٰى فِيْهِمْ سَوِيًّا نَاطِقًا	حِيْنَ	وَاُضِرَّتْ ثُمَّ فَاجَاَهَا الْهَبَلُ فَدَعَتْ لِلّٰهِ تَشْكُوْ مَا نَزَلْ وَاَكَلَ الْقَوْمَ طَعَامًا وَّاَبَلْ	۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲

واُضِرَّتْ - ای اُصیبت بالضرارۃ یعنی عمیت - ھَبلتہ امہ ثکلتہ - سَجَّوا ستروا - اَبَلَ المریض برئ من مرضہ

ھَاجَرَتْ الخ نعت لعجوز - وسویا وناطقا حالان -

(ترجمہ) ایک بڑھیا کا لڑکا مر گیا جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھی اور اس نے (سفر کے) بڑے بڑے مصائب برداشت کئے تھے اس کے بعد اس کو لڑکے کے مر جانے کا صدمہ یکایک پہنچا۔ لوگوں نے اس کو (اس مصیبت کی) خبر دی اور مردے کے چہرے کو کپڑوں سے ڈھانپ دیا تو اپنے اوپر اس نازل ہونے والی مصیبت کی شکایت کرتے ہوئے دعا کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لڑکا اچھا خاصہ ہو کر بولتا ہوا اٹھ بیٹھا اور اپنے رفقا کے ساتھ کھانا کھانے میں شریک ہوا۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو ابن عدی اور ابن ابی الدنیا اور بیہقی اور ابونعیم نے بروایت حضرت انس ؓ بیان کیا ہے کہ ہم لوگ ایک انصاری نوجوان کی عیادت کے لئے گئے اُس وقت اس کے پاس اُس کی بڑھیا اندھی ماں موجود تھی۔ ہم وہاں سے واپس نہ ہونے پائے تھے کہ اُس نوجوان کا انتقال ہو گیا۔ ہم نے حسب دستور

(ف) احیائے موتی کے متعلق احادیث میں متعدد واقعات مختلف اسناد سے ملتے ہیں جنسے قدر مشترک کے طور پر بہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ احیائے موتے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ یہ امر اخر ہے کہ محدثین کی تنقیدی نظروں نے بغرض تحفظ دین ان میں سے کسی خاص روایت میں کچھ کلام کیا ہو لیکن ان سب سے قطع نظر کر لینا دشوار ہے اس لئے بطور قدر مشترک معجزہ احیاء موتے کا ثبوت مان لیا گیا ہے۔
اور یہ روایت تو کتب حدیث میں متعدد طرق سے مروی ہے کہ خیبر میں ایک یہودی عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بکری کے گوشت میں زہر ملا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مع خدام کے کھانے کا ارادہ فرمایا تھا مگر فوراً ہی ہاتھ کھینچ لیا اور تمام اصحاب کو کھانا کھانے سے منع فرما دیا اور فرمایا کہ یہ بکری کہہ رہی ہے کہ میں زہر آلودہ ہوں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مشہور ہے۔ حضرات اہل نظر کی رائے اس میں مختلف ہے بعض تو یہ فرماتے ہیں کہ یہ گوشت گوشت ہی کی شکل پر باقی تھا اور خداوند عالم نے اس میں بولنے کی طاقت عطا فرما دی تھی یہی رائے شیخ ابی الحسن اور قاضی ابوبکر رحمہما اللہ کی ہے۔ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ اولاً اس گوشت کو زندگی عطا فرمائی گئی اس کے بعد اس نے کلام کیا ۱۲ منہ

اس کی آنکھیں بند کردیں اور اس کے اوپر چادر ڈالدی۔ اور اس کی ماں سے کہا کہ تو صبر کر تجھ کو ثواب ملے گا اُس نے دریافت کیا کہ کیا میرا بیٹا مرگیا۔ ہم نے کہا کہ ہاں مرگیا یہ سنتے ہی اُس نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر کہا کہ الٰہی! اگر تیرے علم میں ہے کہ میں سبب مفارقت کر کے تیرے اور تیرے نبی کے جوار میں آئی ہوں اور یہ امید لیکر آئی ہوں کہ تو ہر مصیبت میں میری فریاد سنے گا۔ تو تو اس مصیبت کو آج مجھ پر نہ ڈال۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! ابھی ہم وہیں موجود تھے کہ اس نوجوان نے اپنے اوپر پڑی ہوئی چادر اُتار ڈالی اور کھانا ہمارے ساتھ کھایا۔ اسی قسم کی حدیث بیہقی نے دوسری سند سے بروایت حضرت انس بیان کی ہے۔

٢٥
حَنَّ جِذْعُ النَّخْلِ اِذْ حَلَّ بِہٖ — مِنْ مُصَابِ الْھَجْرِ حُزْنٌ وَّخَبَلُ ١٠٣
ضَمَّہٗ بِالصَّدْرِ فَاسْتَسْلٰی بِہٖ — کَصَبِیٍّ بِاللِّبَانِ یُشْتَغَلُ ١٠٤
وَاَسَرَّ بِکَلَامٍ فَارْتَضٰی — کَوْنَہٗ فِی الْخُلْدِ غَرْسًا وَامْتَثَلُ ١٠٥

حَنَّتِ القوس صوّتت المُصاب بالضم الاصابۃ خَبَل (من سمع) خبلاً جن۔ اِسْتَسْلٰی ای سلا۔ واللّبان بالفتح المصدر و بالکسر الرضاع۔ وحُزن فاعل حلّ۔ وغرسًا خبر کونہٗ۔

(ترجمہ) کھجور کا تنہ چلایا جب اُس پر آپ کی مفارقت کا غم اور جنون سوار ہوا۔ آپ نے اُس کو اپنے سینے سے لگالیا تو اسکو اس سے ایسی تسلی ہوئی جس طرح کسی بچہ کو دودھ پلا کر بہلایا جاتا ہے اور آپ نے اُس سے آہستہ سے کچھ فرمایا تو اُس نے اُس کو پسند کیا کہ وہ جنت میں پودہ ہو کر رہے اور آپ کے ارشاد کی تعمیل کی۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث سے ماخوذ ہے جس کو دارمی نے بسند عبداللہ بن بریدہ بروایت ابن بریدہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ایک تنہ کو کمر لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے اس کے بعد آپ کے لئے منبر تیار کیا گیا۔ تو جب آپ اُس منبر پر تشریف لائے جو آپ کے لئے بنایا گیا تھا اور کھجور کے تنہ سے علیحدہ ہوئے تو کھجور کا تنہ اس طرح رونے لگا جس طرح کہ اونٹنی روتی ہے اس کو سن کر حضور واپس ہوئے اور اپنا ہاتھ اُس پر رکھا اور فرمایا کہ تو دو باتوں میں سے ایک بات اختیار کرلے۔ اگر تیرا دل چاہے تو تو اس کو پسند کرلے کہ جس جگہ تو اس وقت ہے میں تجھکو نئے درخت کی طرح قائم کردوں تو تو اسی طرح سرسبز ہو جائے گا جس طرح پہلے کبھی تھا۔ اور اگر تیرا دل چاہے تو تو اس کو پسند کرلے کہ تو جنت کا سرسبز پودا ہو جاوے اور تجھکو انہار جنت کا پانی پینے کو ملے اور تو خوب سرسبز ہو اور تجھ میں پھل لگیں اور خدا کے مقبول بندے تیرے پھل کھاویں۔ آپ نے سنا کہ اس کے جواب میں اس نے کہا کہ ہاں! میں اسی کو منظور کرتا ہوں اور یہ بات اس نے دو مرتبہ کہی۔ صحابہ نے آپ سے دریافت کیا کہ کھجور کے تنہ نے کیا جواب دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس نے یہی صورت پسند کی کہ جنت میں اُس کو سرسبز پودا بنا دیا جائے۔ یہ واقعہ حضرات ذیل نے بھی بیان کیا ہے۔ طبرانی (اوسط میں) اور ابونعیم نے بسند عبداللہ بن بریدہ بغوی اور ابونعیم اور ابن عساکر۔ ابن ابی شیبہ اور دارمی اور ابونعیم بروایت ابی سعید خدری۔ بخاری بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہما۔ احمد اور ابن سعد اور دارمی اور ابن ماجہ اور ابونعیم اور بیہقی بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ دارمی اور ترمذی اور ابویعلی اور بیہقی اور ابونعیم بروایت انس رضی اللہ عنہ۔ ابن سعد اور ابن راہویہ

(اپنی مسند میں) بیہقی بروایت سہل بن سعد الساعدی۔ بیہقی اور ابونعیم بروایت ام سلمہ۔ دارمی اور ابن ماجہ اور ابن سعد اور ابویعلی اور ابونعیم اور بیہقی بروایت ابی بن کعب بیہقی بسند ابی حاتم رازی۔

اَلْقِسْمُ السَّابِع

مُعجِزَاتُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى عَدَمِ اِحْرَاقِ النَّارِ

ان معجزات کا ذکر جن کا تعلق آگ کے نہ جلانے سے ہے

كَمْ اَنّٰى مِنْ اَنَّ نَارًا اُجِّجَتْ ‏ لِصَحَابَةٍ فَتُصْلِىْ اَوْتَمَلُّ ١٠٦
لَمْ تُؤَثِّرْ بَلْ وَصَارَتْ رَوْضَةً ‏ ذَاتَ بَرْدٍ وَّسَلَامٍ وَّ اُكُلُ ١٠٧

اُجِّجَت النار الہبتہا۔ اَصلاہ النار ادخلہ ایاہا۔ وملّ الشئ فی الجمر ادخلہ فیہ۔ والاُکل والاکل کقفل وعنق الثمر والرزق الواسع۔ من زائدۃ فی الموجب لقولہم قد کان من مطر۔ وتمییز کم محذوف۔

(ترجمہ) بہت مرتبہ یہ اتفاق ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے آگ بھڑکائی گئی تاکہ وہ جلا ڈالے یا بھلس دے (لیکن) آگ نے ان پر اثر نہ کیا اور وہ ٹھنڈک، سلامتی، پھلوں والا باغ بن گئی۔

٢٦ فَذُوَيْبُ حِيْنَ الْقَوَافِى اللَّظٰى ‏ كَالْخَلِيْلِ صَارَ فِىْ بَرْدٍ وَّظِلُّ ١٠٨

ذویب اسم صحابی۔ واللظی النار وقیل لہیبہا۔ ذویب مبتدأ خبرہ صار۔ وحین القوافی اللظی ظرفہ وکالخلیل خبر صار۔ وفی برد وظل بیان للتشبیہ۔

(ترجمہ) (اس قسم کے واقعات میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ) حضرت ذویب رضی اللہ عنہ کو کافروں نے جب آگ میں ڈالا تو جس طرح کہ آگ حضرت خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ٹھنڈی پڑ گئی تھی اسی طرح ان کے لئے بھی ٹھنڈی ہو گئی اور حضرت ذویب ٹھنڈک اور سائے میں آگئے۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو ابن وہب نے بروایت ابن لہیعہ بیان کیا ہے کہ اسود عنسی نے جب دعویٰ نبوت کیا اور صنعا پر غالب ہو گیا تو ذویب بن کلیب کو گرفتار کیا اور چونکہ وہ سرور کائنات علیہ الصلوات والتحیات پر ایمان لے آئے تھے اس واسطے بھڑکتی ہوئی آگ میں ان کو ڈالدیا لیکن آگ سے ان کو کسی قسم کی ایذا نہ پہنچی حضور نے اس کا ذکر صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا تو فاروق اعظم بول اٹھے کہ الحمد للہ خدا نے ہماری جماعت میں بھی ایسے لوگ پیدا کئے جن پر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی طرح آگ ٹھنڈی ہو گئی۔

٢٧ وَابْنَ خَوْلَانَ رَمَوْا فِىْ جَمْرِهَا ‏ فَاسْتَعَاذَ الْجَمْرُ مِنْهُ وَانْفَتَلْ ١٠٩

انفتل عن الصلوٰۃ انصرف۔ وابن خولان مفعول لما بعدہ۔

(ترجمہ) اور حضرت ابومسلم خولانی کو کفار نے آگ کے انگاروں میں پھینکدیا تو انگاروں نے ان سے پناہ مانگی اور اپنی تاثیر

(احراق) سے پلٹ گئی۔

(ح) یہ واقعہ ماخوذ اس حدیث شریف سے ہے جس کو ابن عساکر نے بسند اسمٰعیل بن عباس بروایت شرحبیل بن مسلم خولانی بیان کیا ہے کہ اسود بن قیس نے یمن میں نبوت کا دعوے کیا اور ابومسلم خولانی کو بلوا بھیجا وہ تشریف لائے اُن سے اُس نے کہا کہ تم میری رسالت کا اقرار کرتے ہو؟ ابومسلم نے فرمایا کہ میں سنتا ہی نہیں۔ اس نے کہا کہ کیا تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت کا اقرار کرتے ہو؟ انھوں نے فرمایا کہ ہاں! اس نے اسی وقت حکم دیا کہ بہت زیادہ آگ مشتعل کردی جائے۔ آگ روشن کی گئی اور ابومسلم اس میں ڈالدیئے گئے مگر آگ سے ان کو کسی قسم کا ضرر نہ پہنچا۔ لوگوں نے اسود سے کہا کہ اگر اس کو یہاں سے نہ نکالا گیا تو یہ شخص تمھارے معتقدین کا عقیدہ تم سے پھیر دے گا۔ اس بنا پر اس نے ان کو وہاں سے نکل جانیکا حکم دیا۔ وہ مدینہ ایسے وقت پہنچ سکے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے کوچ فرما چکے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہو چکے تھے، انکو دیکھ کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس خدا کے لئے تمام تعریفیں زیبا ہیں جس نے میری زندگی اس قدر دراز کی کہ میں امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ان لوگوں کو دیکھ سکا جن کے ساتھ وہ معاملہ کیا گیا جو ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اس واقعہ کے بعد عنسی قبیلہ کے لوگوں سے جن کی قوم سے اسود پیدا ہوا تھا خولانی جن کی قوم میں ابومسلم تھے کہا کرتے تھے کہ تمہارے ایک جھوٹے شخص نے ہم میں سے ایک شخص کو آگ میں جلانا چاہا تو آگ نے اسکو کچھ ضرر نہ پہنچایا۔

۲۸	وَاحْتَمَى الْعَمَّارُ مِنْهَا سَالِمًا		لَمْ يَضُرَّ اللَّفْحُ مِنْهَا وَالشُّعَلُ	۱۱۰

احتمیٰ منہ اتقاہ قال ابن اعرابی اللفح لکل حار۔ والشعل جمع شعلۃ بالضم ما اشتعلت بہ النار من الحطب ولهب النار۔ والمجرور فی منہا یعود الی اللظیٰ۔

(ترجمہ) اور حضرت عمار اس سے صحیح و سالم ہو کر اس طرح محفوظ رہے کہ آگ کی لپٹ یا شعلوں نے ان کو ذرا سی ایذا نہ پہنچائی۔

(ح) یہ واقعہ ماخوذ اس حدیث شریف سے ہے جس کو ابن سعد نے بروایت عمرو بن میمون بیان کیا ہے کہ مشرکین نے عمار کو آگ میں ڈالدیا تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس سے ہو کر گذرتے تھے اور اُن کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرماتے تھے کہ اے آگ جس طرح تو خلیل اللہ علیہ السلام کے لئے ٹھنڈی ہوگئی تھی اسی طرح عمار کے لئے بھی ٹھنڈی ہو جا۔

۲۹	وَتَمِيمٌ رَدَّهَا فِي غَارِهَا		إِذْ بَدَتْ تَرْمِي ضِرَامًا كَالْجَبَلْ	۱۱۱

الضرام ما اشتعل من الحطب۔

(ترجمہ) اور حضرت تمیم داری نے آگ کو غار میں دھکیل دیا جبکہ وہ پہاڑ کی برابر شعلے مارتی ہوئی آرہی تھی۔

(ح) یہ واقعہ ماخوذ اس حدیث شریف سے ہے جس کو بیہقی اور ابونعیم نے بروایت معاویہ بن حرمل بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ پہاڑی میں سے آگ نکلی تو حضرت عمرؓ تمیم داری کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اس آگ کے پاس چلو چنانچہ وہ اٹھے میں ان دونوں کے پیچھے پیچھے ہولیا یہ دونوں آگ کے پاس پہنچے تو تمیم داری نے اپنے ہاتھ سے اسکو سمیٹنا شروع کردیا یہاں تک کہ وہ گھاٹی میں غائب ہوگئی اور حضرت تمیم بھی اس کے پیچھے پیچھے جا گھسے۔ اس وقت حضرت عمر فرمانے لگے کہ نہ دیکھنے والا دیکھنے والے کی برابری نہیں کرسکتا ہے۔ اور ابونعیم نے بروایت مرزوق

بھی اس کو اس طرح بیان کیا ہے کہ فاروق اعظم کے زمانہ میں آگ نکلی تو تمیم داری نے اس کو اپنی چادر کے ذریعہ سے پیچھے ہٹانا شروع کیا حتی کہ وہ ایک غار میں داخل ہوگئی اسوقت حضرت فاروق اعظم نے ان سے فرمایا کہ اے ابورقیہ ہم نے اسی قسم کے واقعات کے لئے تم کو لگا رکھا تھا۔

۱۱۲	كَانَ مِنْدِيْلٌ إِذَا يُصْلٰى بِهَا	صَارَ مُبْيَضًّا كَثَوْبٍ قَدْ غُسِلْ	۱۳۰

اَلْمِنْدَل والمنديل نسيجه يتمسح به من العرق وغيره۔ مذكر والجمع مناديل۔

(ترجمہ) ہاتھ منہ صاف کرنے کا رومال تھا جب اس کو آگ میں ڈالدیا جاتا تھا تو وہ دھلے ہوئے کپڑے کی طرح سپید ہو جاتا تھا (ح) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو ابونعیم نے بروایت عباد بن عبد الصمد بیان کیا ہے کہ ہم لوگ حضرت انسؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے لونڈی سے فرمایا کہ اے لونڈی دسترخوان بچھا تاکہ ہم ناشتہ کریں۔ وہ دسترخوان لیکر آئی۔ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ رومال لا۔ وہ ایک میلا رومال لیکر آئی۔ آپ نے فرمایا کہ تنور میں آگ جلاؤ اس نے تنور کو آگ سے دہکایا۔ آپ نے لونڈی کو حکم دیا کہ رومال کو تنور میں ڈالدے۔ چنانچہ رومال تنور میں ڈالا گیا اسکے بعد اس کو نکالا تو وہ دودھ کی طرح سپید نکلا۔ ہم نے عرض کیا کہ یہ کیا قصہ ہے؟ تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس رومال سے چہرۂ مبارک پونچھا کرتے تھے۔ اب جب کبھی یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم اسی طرح اس کو سپرد آتش کر دیا کرتی ہیں کیونکہ جو چیز انبیاء علیہم السلام کے چہرے سے ایک مرتبہ لگ جاتی ہے آگ اس کو بالکل نہیں جلاتی ہے۔

القسم الثامن

معجزاته صلى الله عليه وسلم في اضاءة السوط والعصا والاصابع

آپ کے ان معجزات کا ذکر جن کا تعلق کوڑے، چھڑی، انگلیوں کے روشن ہونے

واستنارة الوجه وغيرها

اور چہرہ وغیرہ کے منور ہونے سے ہے۔

۱۱۳	وَاَضَا سَوْطٌ عَصًا وَاَصَابِعٌ	إِصْبَعٌ مِثْلَ مَصَابِيحٍ لِتَمْتَازَ السُّبُلْ	

اضا اصله اضاء خفف للضرورة۔ والسوط ما يضرب به من جلد مضفور ونحوه كقضيب الفيل والجمع سياط واسواط۔ والعصا ما يتوكأ عليه ويضرب به من الخشب۔ مؤنثة والجمع اعص واعصاء وعصى بالضم وعصى بالكسر۔ حذف العاطف من اول عصا للضرورة۔

(ترجمہ) کوڑا، لاٹھی اور انگلیاں چراغ کی طرح روشن ہوگئیں تاکہ راستے دکھائی دیں۔

في البيتين لف وفي الابيات الآتية نشر على غير ترتيب اللف۔

۱۱۴	اَنْ يَسِيْرُوْا فِيْ ظَلَامٍ مُسْدِلْ	فَاُسَيْدٌ وَابْنُ بِشْرٍ اِذْ سَرَوْا	۱۳۱
۱۱۵	يُبْصِرَانِ النَّهْجَ مَاءً وَوَحَلْ	صَارَ مِصْبَاحًا عَصًى لِوَاحِدٍ	

ثُمَّ لَمَّا اَنْ تَقَضّٰی جَمْعُهُمْ	صَارَ مِصْبَاحَیْنِ مِنْهُ کَالْبَدَلْ	۱۱۶

انسدل الشعر ارخی وارسل۔ والمصباح۔ السراج۔ والنہج الطریق الواضح۔ وتقضی الشئ فنی و انصرم والمراد تفرق۔ وجملۃ منصوبۃ، والوقف، السکون للضرورۃ۔ ومنہ کالبدل ای کالبدل منہ۔

(ترجمہ) (تفصیل یہ ہے کہ) جب حضرت اسید اور ابن بشر کی یہ رائے ہوئی کہ وہ تاریکی میں گھر کو جاویں توان دونوں میں سے ایک کی چھڑی چراغ کی طرح (روشن) ہو گئی (اور ایسی صاف روشنی تھی کہ) راستہ میں پانی اور کیچڑ بھی دیکھ لیتے تھے پھر جب ان کی جماعت متفرق ہو گئی تو ایک چراغ کے بدلہ میں دو چراغ ہو گئے۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث مبارک سے ماخوذ ہے جس کو ابن سعد اور حاکم (حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی اور ابو نعیم (ان کی سند اوپر ہے) نے بروایت حضرت انس بیان کیا ہے کہ عباد بن بشر اور اسید بن حضیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی ضرورت سے حاضر تھے اور رات سخت تاریک تھی اس میں رات کا ایک پہر گذر گیا۔ اس کے بعد یہ دونوں حضورؐ سے رخصت ہوئے اور ان دونوں کے ہاتھ میں ایک ایک چھڑی تھی۔ ان میں سے ایک کی چھڑی روشن ہو گئی وہ دونوں اس کی روشنی میں چلنے لگے۔ اور جب ان دونوں کا راستہ علیحدہ علیحدہ ہوا تو دوسرے کی چھڑی بھی روشن ہو گئی اور ہر شخص اپنی اپنی چھڑی کی روشنی میں چلنے لگا اور گھر پہونچ گیا۔ اسی قسم کی وہ حدیث بھی ہے جس کو حاکم اور بیہقی اور ابو نعیم نے بروایت عبس بن جبیر بیان کیا ہے اور بخاری نے بروایت انس بیان کیا ہے۔

۳۲	وَقَتَادَۃُ اَضَاءَ عُرْجُوْنُهٗ	فَمَضٰی حَتّٰی اِلَی الْمَثْوٰی وَصَلْ	۱۱۷

العرجون اصل العذق الذی یعوج وتقطع منہ الشماریخ فیبقی علی النخل یابسًا سمی لانعراجہ والجمع عراجین۔

(ترجمہ) اور حضرت قتادہ کی لکڑی روشن ہو گئی جس کی روشنی میں اپنے گھر تک پہنچ گئے۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث سے ماخوذ ہے جس کو ابو نعیم نے بروایت ابو سعید خدری بیان کیا ہے کہ بارش کی راتوں میں سے کسی ایک رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشا کے لئے تشریف لائے تو بجلی چمکی اور قتادہ بن النعمان کو دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ اے قتادہ نماز پڑھ کر ذرا ٹھیر جانا اور جب میں کہوں تب جانا۔ نماز سے فراغت کے بعد آپ نے ان کو ایک شاخ دیکر فرمایا کہ اس کو لیکر جاؤ یہ روشن ہو جاوے گی اور اس کی روشنی دس ہاتھ آگے اور دس ہاتھ پیچھے تک ہو گی۔

۳۳	وَطُفَیْلٌ اِذْ سَرٰی فِیْ ظُلْمَۃٍ	صَارَ ذَا نُوْرٍ بِسَوْطٍ مُّشْتَعِلْ	۱۱۸

(ترجمہ) اور حضرت طفیل جب رات کے اندھیرے میں چلے تو چونکہ ان کا کوڑا (مشعل کی طرح) روشن ہو گیا اس لئے اُن کا لقب ذوالنور ہو گیا۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو ابن جریر نے بروایت ابن کلبی بیان کیا ہے کہ حضرت طفیل جو ذوالنور کے لقب سے مشہور ہو گئے اس کی وجہ یہ تھی کہ جب وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے ان کی قوم کے لئے دعا کی تو انھوں نے عرض کیا کہ آپ مجھ کو کوئی خاص علامت عطا فرما کر میری قوم کے پاس مامور فرمایئے تو آپ نے دعا کی کہ اے اللہ! ان کو روشنی عطا فرما! یہ دعا فرماتے ہی ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان روشنی چمکنے لگی۔ اُس وقت آپ نے

فرمایا کہ خداوندا! مبادا لوگ یہ کہیں کہ یہ تو معجزہ نہیں بلکہ ان کو برص کی بیماری ہے یہ فرماتے ہی وہ روشنی وہاں سے منتقل ہو کر ان کے کوڑے کے کنارے کی طرف آگئی اور وہ ہر تاریک شب میں چمک اٹھتا تھا۔

۱۱۹	بَرَقَةٌ لِلْبَيْتِ وَاللَّيْلُ مُغْطَلٌ		وَمَضَى السِّبْطَانِ لَهَا ابْرَقَتْ	۳۴

السبطان اراد بہما الحسنین رضی اللہ عنہما۔ غطلت السماء (من نصر) اطبق دجنہا وغطل اللیل غطلاً (من سمع) التبست ظلمتہ۔

(ترجمہ) اور حضرت حسنین رضی اللہ عنہما بیت نبوت سے تشریف لے گئے جبکہ روشنی بجلی کی سی چمکی اور رات اندھیری تھی۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو حاکم (حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی اور ابونعیم نے بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ ہم لوگ عشا کی نماز حضور کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ جب آپ سجدہ کرتے تو حسنین رضی اللہ عنہما کود کر پشت مبارک پر بیٹھ جاتے۔ جب آپ سجدہ سے سر اٹھاتے تھے تو آپ ان دونوں کو آہستگی پکڑ کر زمین پر آہستہ سے اتار دیتے تھے۔ پھر جب آپ دوبارہ سجدہ میں جاتے تھے تو دونوں پھر پشت مبارک پر آجاتے تھے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے ایک کو اس جانب اور دوسرے کو دوسری جانب بٹھا لیا۔ میں نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں ان دونوں کو ان کی والدہ کے پاس پہنچا آؤں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ اتنے میں ایک روشنی نمودار ہوئی تو آپ نے ان دونوں سے فرمایا کہ اب تم دونوں اپنی ماں کے پاس چلے جاؤ۔ یہ دونوں اسی کی روشنی میں گھر پہنچ گئے۔ اسی قسم کی وہ حدیث ہے جس کو دوسری سند سے ابونعیم نے بروایت ابوہریرہ بیان کیا ہے۔

۱۲۰	فَاَنَاخَ الْقَوْمُ فِي الضَّوْءِ الْاِبِلُ		اَنْمُلَاتُ اَسْلَمِيٍّ اَشْرَقَتْ	۳۵

انملات جمع انملۃ۔ اشرقت الارض انارت باشراق الشمس۔ اناخ الرجل الجمل ابرکہ۔

(ترجمہ) حضرت اسلمی کی انگلیاں روشن ہوگئیں اور لوگوں نے اس روشنی میں اونٹوں کو بٹھایا۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث مبارک سے ماخوذ ہے جس کو بخاری نے تاریخ میں اور بیہقی اور ابونعیم نے بروایت حمزہ اسلمی بیان کیا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ اندھیری رات میں ہم لوگ تتر بتر ہو گئے تو میری انگلیاں چمک اٹھیں۔ حتی کہ لوگوں نے اپنی سواریاں جمع کر لیں اور میری انگلیاں روشن تھیں۔

۱۲۱	تَنْظُرُ الْاَشْبَاحَ فِيهَا وَالْمُثُلُ		وَقَتَادَةُ اَضَاءَ وَجْهُهُ	۳۶

الاشباح جمع شبح محرکۃ وتسکن الباء الشخص والجمع ایضا شبوح۔ والمثل جمع مثال وھو الشئ۔

(ترجمہ) اور حضرت قتادہ کا چہرہ اس قدر روشن ہوگیا کہ اس میں صورتیں نظر آنے لگیں۔

(ح) یہ واقعہ ماخوذ اس حدیث شریف سے ہے جس کو بیہقی نے بروایت ابوالعلا بیان کیا ہے کہ قتادہ ابن ملحان مریض تھے میں انکی عیادت کے لئے گیا۔ ایک شخص گھر کے پچھلے حصہ میں سے ہو کر گذرا تو میں نے اس کا عکس حضرت قتادہ کے چہرہ میں آئینہ کی طرح دیکھا۔ وجہ یہ تھی کہ ایک مرتبہ حضور نے ان کے چہرہ پر ہاتھ پھیر دیا تھا اور میں نے ان کو جب کبھی دیکھا تو یہی معلوم ہوتا تھا کہ ان کے چہرہ پر تیل کی مالش کی گئی ہے۔

القسم التاسع

معجزاته صلی اللہ علیہ وسلم فی حفظہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کے ان معجزات کا ذکر جن کا تعلق اس سے ہے کہ خداوند عالم نے ہجرت نبویہ سے پہلے کفار کی شرارتوں

عن کید الکفار وایذائہم قبل الھجرۃ

اور تکلیف دہی سے آپ کو کس طرح محفوظ رکھا

بحر

وائتمروا للمکر فارتاءت له — ثلة من کل مقدام بطل ۱۲۲
واتوا لیلا لیغتالوا به — فی ظلام لیس یرئی من قتل ۱۲۳
فمضی من بینهم لم یشعروا — وحثی الترب علیهم اذ رحل ۱۲۴
فاتهم ما املوا واصبحوا — یمسحون الترب عن وجه خجل ۱۲۵

ائتمروا ای اجتمعوا فی النادی وھو المجلس۔ وارتاءینا ای نظرنا فیہ وتدبرناہ۔ والثلۃ بالضم الجماعۃ من الناس والمقدام والمقدامۃ بکسرھما الکثیر الاقدام علی العدو والجمع مقادیم۔ والبطل الشجاع سمی بذلک لبطلان الحیوۃ عند ملاقاتہ او لبطلان العظائم بہ والجمع ابطال واغتال (واوی) اھلکہ و قتلہ علی غیلۃ او خدعہ فذھب بہ الی موضع خال فقتلہ او قتلہ من خفیۃ۔ وحثا التراب علیہ وفی وجھہ قبضہ ورماہ۔ ورحل ای زال عن مکانہ۔ ولیغتالوا بہ ای لیغتالوہ۔

(ترجمہ) اور کفار نے آپ کی مخالفت میں ایک کمیٹی قائم کی جس کے بعد بڑے بڑے بہادروں کی ایک جماعت نے آپ کے متعلق مشورہ کیا اور رات کو آپ کے مکان پر اس ارادے سے آئے تاکہ آپ کو کسی تدبیر سے اندھیرے میں اس طرح قتل کر دیں کہ کسی کو قاتل کا پتہ نہ چل سکے۔ آپ ان کے درمیان میں سے اس طرح نکل گئے کہ ان کو خبر بھی نہ ہو سکی کہ کون جا رہا ہے اور آپ نے ان پر مٹی ڈالدی اور صاف نکل گئے۔ جو کچھ انھوں نے امید لگا رکھی تھی وہ ان کے ہاتھ نہ لگی اور صبح کو اپنے زرد زرد چہروں سے رات والی مٹی کو جھاڑنے لگے۔

(ح) یہ واقعہ ماخوذ اس حدیث شریف سے ہے جس کو ابن سعد[1] نے بروایت ابن عباس و علی و حضرت عائشہ بنت ابی بکر و عائشہ بنت قدامہ و سراقہ بن جعشم (راس میں ایک راوی کے الفاظ دوسرے راوی کے الفاظ سے مل گئے ہیں) بیان کیا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارادۂ ہجرت مکان سے باہر تشریف لائے اور کفار مکہ بارادۂ قتل دولت خانہ کے آس پاس مجتمع تھے۔ آپ نے مٹھی بھر کنکریاں اٹھا کر ان کے سروں پر بکھیرنا شروع کر دیں۔ اور سورۂ یٰسین کی ابتدائی چند آیتیں پڑھیں۔ اور تشریف لے گئے۔ اس کے بعد کسی نے ان سے کہا کہ تم کس کے انتظار میں ہو؟ انھوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر میں ہیں، وہ بولا کہ خدا کی قسم وہ تو چلے گئے۔ کفار بولے کہ خدا کی قسم ہم کو تو نظر نہ پڑے۔ یہ کہکر

کھڑے ہو گئے اور اپنے سروں سے مٹی جھاڑنے لگے۔

۳۸	وَاَبُوْ جَہْلٍ اَرَادَ وَطْئَتَہٗ	اِذْ رَاٰہُ فِیْ سُجُوْدٍ مُبْتَہِلْ	۱۲۶
	فَرَاٰی نَارًا وَھَوْلًا دُوْنَہٗ	وَمَضٰی نَکْصًا وَوَافَا الْوَجَلْ	۱۲۷

وطأہ برجلہ دلسہ۔ ومبتہل منصوب علی الحالیۃ۔ ونکصا مصدر بمعنی فاعل من نکص عن الامر احجم و القہقری عنہ۔ ووافی القوم اتاھم۔

(ترجمہ) اور ابوجہل نے ارادہ کیا کہ جب میں آپ کو سجدہ میں بحالت خشوع وخضوع دیکھوں تو آپ کو اپنے قدموں سے روند ڈالوں۔ اس وقت اس نے اپنے اور حضور کے درمیان میں آگ اور ہول عظیم کو دیکھا اور بحالت خوف پچھلے قدموں بھاگا۔

(ف) یہ واقعہ ماخوذ اس حدیث شریف سے ہے جس کو مسلم نے بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ ابوجہل بولا کہ کیا تم لوگوں کے سامنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی) پیشانی خاک پر رکھتے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ ہاں! اس نے لات وعزیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ اگر میں ان کو اس حالت میں دیکھوں گا تو یا تو اُن کی گردن کو قدموں سے روندوں گا یا ان کے چہرہ پر مٹی ڈالوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تب آپ نماز میں مشغول تھے۔ اس نے ارادہ کیا کہ وہ آپ کی گردن کو روندے ابھی تک یہ کچھ کرنے نہ پایا تھا کہ خود ہی وہ الٹے قدموں بھاگنے لگا اور کسی مخفی چیز کو ہاتھ سے دفع کرنے لگا۔ لوگوں نے پوچھا کہ کیا ہوا؟! اس نے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے اور محمد کے درمیان میں آگ کی ایک خندق ہے اور اس کے علاوہ بہت سی خوفناک چیزیں ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنکر فرمایا کہ اگر وہ ذرا بھی قریب آجاتا تو ملائکہ اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی کہ کلا ان الانسان لیطغی الی اخر السورۃ۔

۳۹	بِنْتُ حَرْبٍ ذَاتَ یَوْمٍ اَقْبَلَتْ	بِلِسَانٍ فِیْ بَذَاءٍ تَہْتَمِلْ	۱۲۸
	وَاَتَتْ بِالْفِہْرِ تَرْمِیْہِ بِہٖ	تَشْتَفِیْ غَیْظًا لِمَا فِیْہَا نَزَلْ	۱۲۹
	کَلَّمَتْ صِدِّیْقَہٗ وَاَصْبَحَتْ	لَا تَرَاہُ مِنْ حِجَابٍ قَدْ سُدِلْ	۱۳۰

بذأ علیہ تکلم بالفحش۔ واھتمل الرجل دمدم بکلام لا یفھم۔ والفہر الحجر قدر ما یدق بہ الجوز او یملأ الکف مذکر ویونث والجمع افہار وفہور۔ وکان حق الذات ان تکتب بالھاء ولکن کتبوھا بالتاء المجرورۃ تشبیھا لھا بذات الموصوفۃ وذات الموصولۃ۔

(ترجمہ) بنت حرب (یعنی ابولہب کی بی بی عورا بنت حرب) ایک دن زبان سے برا بھلا کہتی اور بکتی جھکتی ہوئی آئی اس کے ہاتھ میں ایک پتھر تھا جس کو اس نے اس غرض سے اپنے ساتھ لے لیا تھا کہ آپ پر اس کو پھینک مارے تاکہ سورۃ تبت یدا ابی لہب کے نازل ہونے کی وجہ سے جو اس کو غصہ آگیا اس سے دل ٹھنڈا کرے۔ حضور سرور عالم کے صدیق سے (یعنی صدیق اکبر سے) ... کیں اور اس پردہ کی وجہ سے جو کہ خدا کی طرف سے ڈالدیا گیا تھا وہ آپ کو نہ دیکھ سکی۔

(ف) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو ابویعلی اور ابن ابی حاتم اور بیہقی اور ابونعیم نے بروایت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کیا ہے کہ جب سورۃ "تبت یدا ابی لہب" نازل ہوئی تو عورا بنت حرب شور مچاتی اور بڑبڑاتی ہوئی آئی اس کے

ہاتھ میں پتھر تھا۔حضور مع صدیق اکبر کے مسجد میں تشریف فرما تھے۔ صدیق اکبر نے اس کو دیکھ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ آگئی مبادا آپ کو دیکھ لے۔آپ نے فرمایا کہ وہ مجھ کو ہرگز نہ دیکھ سکے گی۔اور کچھ آیات قرآنی کی تلاوت کی۔وہ آکر صدیق اکبر کے پاس ٹھہر گئی مگر حضورؐ کو نہ دیکھ سکی۔اور صدیق اکبر سے کہنے لگی کہ مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ تمھارے پیغمبر نے میری ہجو کی ہے۔صدیق اکبر نے فرمایا کہ میں رب کعبہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ انھوں نے تمھاری ہجو نہیں کی۔صدیق اکبر اس قسم میں بالکل سچے تھے کہ اس سورۃ میں جو کچھ تشنیع کی ہے وہ خداوند عالم نے کی ہے سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کی۔کلام الٰہی جس طرح آپ پر نازل ہوا آپ نے اس کو امت تک پہونچا دیا۔

۴۰	وَرَاٰہُ النَّضْرُ یَوْمًا خَالِیًا		اِذْ اَتَی الْغَائِطَ فِیْ شِعْبِ الْجَبَلْ	۱۳۱
	فَدَنَا مِنْہُ لِیُرْدِیْ غِیْلَۃً		ثُمَّ عَادَ وَھُوَ مَرْعُوْبٌ وَّھِلْ	۱۳۲
	قَدْ رَاٰی مِنْ فَوْقِ رَاْسٍ اَسْوَدًا		فَاغِرًا فَاہُ لِیَغْتَالَ الرَّجُلْ	۱۳۳

الغائط المطمئن الواسع من الارض وھو کنایۃ عن موضع قضاء الحاجۃ۔ والشعب بالکسر الطریق فی الجبل۔ واردی الرجل اھلک۔ والغیلۃ بالکسر اسمٌ من الاغتیال۔ ووھل الرجل فزع فھو وھل و الجمع وھلون۔ وفغر فاہ (من نصر وفتح) فتحہ ففغر فوہ ای انفتح لازم ومتعدٍّ فھو فاغر۔ خالیًا حال من المنصوب فی راٰہ وقولہ وھو الخ حال من المستتر فی عاد والبیت الاخیر تعلیل لما قبلہ وفی ضمیر اسود اللفظ [illegible]

(ترجمہ) نضر نے ایک روز آپ کو تنہا دیکھا جب آپ پہاڑ کی گھاٹی کی جانب قضائے حاجت کی غرض سے تشریف لے گئے تھے تو آپ کے قریب اس غرض سے آیا کہ آپ کو دفعۃً ہلاک کر دے (مگر) مرعوب اور خوف زدہ ہو کر واپس ہوا کیونکہ اس نے دیکھا کہ اس کے سر پر ایک کالا سانپ اپنا منہ کھولے ہوئے اس ارادہ میں ہے کہ اس کو ڈس لے۔

(ش) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو واقدی اور ابونعیم نے بروایت عروہ بن الزبیر بیان کیا ہے کہ نضر بن حارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیفیں دیا کرتا تھا اور آپ کے درپے رہتا تھا۔ایک مرتبہ سخت گرمی کے وقت دوپہر میں قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے اور حجون پہاڑ کی گھاٹی میں پہنچے۔آپ کی عادت مبارک تھی کہ جب آپ قضائے حاجت کا ارادہ کرتے تو دور تشریف لیجاتے تھے۔اس وقت نضر نے آپ کو دیکھ کر دل میں کہا کہ اس وقت سے زیادہ عمدہ تنہائی کا وقت ہاتھ نہ آوے گا۔یہ خیال کرکے آپ کے قریب پہنچا مگر فوراً ہی مرعوب ہو کر گھر کی طرف لوٹا۔راستہ میں ابوجہل سے ملا۔ابوجہل نے کہا کہ نضر! کہاں سے آرہے ہو۔نضر بولا کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیچھے پیچھے اس ارادہ سے لگا تھا کہ آج چونکہ وہ تنہا ہیں ان کو اچانک قتل کر دوں مگر دیکھا کہ بہت سے کالے کالے سانپ میرے سر پر منہ کھولے ہوئے ہیں میں ان کو دیکھ کر گھبرا گیا اور پشت پھیر کر بھاگا۔ابوجہل بولا کہ یہ بھی اس کی شعبدہ بازی کا ایک کرشمہ ہے

۴۱	وَالْوَلِیْدُ کَانَ فِیْ اَمْثَالِہٖ		یَسْخَرُ مِنْہُ وَیُوْذِیْ بِالْخَطَلْ	۱۳۴
	فَکَفَی الْمُسْتَھْزِئِیْنَ اٰیَۃٌ		دَمَّرَتْھُمْ بِنَکَالٍ لَّمْ یَزَلْ	۱۳۵

فی امثالہ ای معھم۔ ویسخر منہ (من سمع) ھزی بہ۔ والخطل الحمق والنطق الفاسد المضطرب

وقد قرأ من يريهم اهلكهم والنكال اسم ما يجعل عبرة للغير۔

(تشریح ۴۲) ولید ایک روز اپنے دوست احباب کیساتھ مل کر آپ کا مذاق اڑاتا تھا اور بدزبانی کر کے آپ کو تکلیف دے رہا تھا۔ ان مذاق اڑانے والوں کی سزا میں ایک آیہ کافی ہو گئی جس نے ان کو ہلاک کر کے ہمیشہ کیواسطے دوسروں کے لئے عبرت بنا دیا۔

(۲) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو بیہقی اور ابو نعیم نے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں بیان کیا ہے کہ انا کفیناک المستہزئین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مذاق اڑانیوالے یہ لوگ تھے۔ ولید بن مغیرہ۔ اسود بن عبد یغوث۔ اسود بن عبد المطلب۔ حارث بن عیص السہمی۔ عاص بن وائل۔ اس اثنا میں آپ کی خدمت میں حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ان لوگوں کی شکایت کی اور دکھلایا کہ فلاں شخص ولید ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے اسکی اکحل (ایک رگ کا نام ہے جو ہاتھ میں ہوتی ہے اور جسکا دوسرا نام بدن یا رگ حیات بھی ہے) کی طرف کچھ اشارہ سا کر دیا۔ آپ نے دریافت کیا کہ تم نے یہ کیا کیا۔ انھوں نے فرمایا کہ جو کچھ مجھ کو کرنا تھا کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے بتایا کہ فلاں شخص اسود بن عبد المطلب ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے اس کی دونوں آنکھوں کی طرف کچھ اشارہ سا کر دیا۔ آپ نے پھر دریافت فرمایا کہ تم نے کیا کیا۔ انھوں نے پھر وہی جواب دیا کہ جو کچھ کرنا تھا کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے اسود بن عبد یغوث کو بتایا۔ حضرت جبریل نے اس کے سر کی طرف کچھ اشارہ سا کر دیا آپ نے پھر دریافت فرمایا کہ تم نے کیا کیا۔ انھوں نے پھر وہی جواب دیا کہ جو کچھ مجھ کو کرنا تھا کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت جبریل کو بتایا کہ فلاں شخص حارث ہے انھوں نے اس کے پیٹ کی طرف کچھ اشارہ سا کر دیا آپ نے پھر دریافت فرمایا کہ تم نے کیا کیا۔ انھوں نے پھر وہی جواب دیا مجھ کو جو کچھ کرنا تھا کر چکا۔ اس کے بعد اتفاقاً ادھر سے عاص بن وائل کا گذر ہوا تو حضرت جبریل نے اس کے پاؤں کے تلوے کی طرف کچھ اشارہ سا کر دیا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ تم نے کیا کیا؟ انھوں نے پھر وہی جواب دیا کہ مجھ کو جو کچھ کرنا تھا کر دیا۔

اس کا انجام یہ ہوا کہ ایک مرتبہ ولید کے پاس قبیلہ خزاعہ کا ایک شخص تیر درست کرتا ہوا گذرا۔ اتفاقاً تیر کی نوک ولید کی رگ اکحل میں چبھ گئی اور وہ رگ کٹ گئی۔

اسود بن عبد المطلب کا انجام یہ ہوا کہ وہ ایک مرتبہ ببول کے ایک درخت کے نیچے کھڑا ہوا تھا کہ یکایک چیخ چیخ کر کہنے لگا کہ میرے بچو! مجھ کو بچاؤ۔ مجھ کو بچاؤ۔ لوگ بولے کہ کیا ہوا ہم کو تو کچھ نظر نہیں آتا۔ مگر وہ چیخ چیخ کر یہی کہے جاتا تھا کہ ہائے! میں مرا ہائے!! کوئی شخص نیزے کی نوک کے کچوکے میری آنکھوں میں دے رہا ہے۔ یہی کہتے کہتے اس کی دونوں آنکھیں پھوٹ گئیں۔

اسود بن عبد یغوث کا انجام یہ ہوا کہ اس کے سر میں بہت سے زخم ہو گئے اور وہ ان کی وجہ سے مر گیا۔

حارث کا انجام یہ ہوا کہ اس کے پیٹ میں زرد پانی جمع ہو گیا۔ حتیٰ کہ اس کے منہ سے باہر نکلنے لگا اور اسی حالت میں مر گیا۔

عاص کا انجام یہ ہوا کہ ایک مرتبہ وہ گدھے پر سوار ہو کر طائف کو گیا۔ وہ گدھا شبرقہ (ایک قسم کی گھانس ہے) پر بیٹھ گیا جس کی وجہ سے اس کے پاؤں کے تلوے میں کانٹا گھس گیا اور وہ اس کے صدمہ سے مر گیا۔

۴۲	وبنو المخزوم یوما اجمعوا		ان تواقوہ لقتل اذ شغل	۱۳۶

أُغْشِيَتْ أَبْصَارُهُمْ لَمْ يُبْصِرُوا ۔ يَسْمَعُوْنَ خَلْفَهُمْ صَوْتًا زَجِلْ ١٣٧

أجمع القوم على الأمر اتفقوا عليه۔ وزجل الرجل (من سمع) اجلب ورفع صوته فهو زجل

(ترجمہ) قبیلہ بنی مخزوم نے ایک روز اس امر پر اتفاق کیا کہ جب آپ نماز میں مشغول ہوں تو سب مل کر آپ کو قتل کر دیں (مگر) ان کی آنکھوں پر پردے پڑ گئے۔ آپ کو دیکھتے تو نہ تھے (لیکن جدھر کو اپنا رخ پھیرتے تھے) ادھر کو پیچھے سے آواز آتی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث مبارک سے ماخوذ ہے جس کو بیہقی نے بسند اسدی الصغیر بروایت کلبی ابو صالح سے نقل کر کے بیان کیا ہے کہ وجعلنا من بین ایدیہم سدًا کے معنے حضرت ابن عباس یہ بیان فرماتے تھے کہ کفار قریش کے سامنے ہم نے پردہ ڈالدیا۔ اور فاغشیناہم کے معنے یہ بیان کرتے تھے کہ ہم نے ان کی نظروں کو بیکار کر دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کفار قریش نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو نہ دیکھ سکے نہ ایذا پہنچا سکے۔ اس کا واقعہ اس طرح ہے کہ بنی مخزوم کے چند لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مل کر قتل کر دینے کا معاہدہ کیا۔ ان معاہدہ کرنے والوں میں ابوجہل اور ولید بن مغیرہ بھی تھے ایک دن حضور صلعم کھڑے ہوئے نماز میں مشغول تھے تو ان لوگوں نے قراءت کی آواز سنی اور ولید کو بھیجا کہ وہ جا کر آپ کو قتل کر دے ولید اس جگہ پہنچا جس جگہ حضورؐ ادائے نماز میں مشغول تھے۔ وہاں جا کر یہ تماشہ ہوا کہ قرأت کی آواز تو سنتا تھا مگر حضورؐ اسکو نظر نہ آتے تھے۔ وہ بحالت ناکامی واپس ہوا اور اپنے ساتھیوں سے یہ واقعہ بیان کیا تو وہ سب مل کر آئے اور جب اس جگہ پہنچے جس جگہ آپ ادائے نماز میں مشغول تھے تو آپ کی قراءت کی آواز سنی اسی طرف کو بڑھے کہ یکایک آواز پیچھے سے آنے لگی تو اس جانب کو بڑھے تو آواز پیچھے سے آنے لگی اسی طرح چکر کھاتے پھرے اور اپنے خبیث ارادے میں کامیاب نہ ہوئے تو مجبورًا ناکام واپس ہوئے۔ قرآن پاک کی اس آیت کا کہ وجعلنا من بین ایدیہم سدًا آخر یہی مطلب ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ عکرمہ ابن ابی جہل سے بھی اسی قسم کا مضمون مروی ہے۔

القسم العاشر

معجزاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی طریق الھجرۃ فی الحفظ عن کید الکفار ومکرھم

آپ کے ان معجزات کا ذکر کہ جو ہجرت کے وقت راستہ میں کفار کی تدابیر اور ان کے مکر سے محفوظ رہنے کے متعلق آپ سے ظہور میں آئے

٣٤

أُعْمِيَتْ أَبْصَارُهُمْ لَمَّا أَتَوْا ۔ غَارَ ثَوْرٍ فِي شِفَاءٍ وَّدَغَلْ ١٣٨
وَرَأَوْا زَوْجَ الْحَمَامِ قَائِمًا ۔ فِي فَمِ الْغَارِ بُعَيْدَ اَنْ دَخَلْ ١٣٩
وَرَأَوْا لِلْعَنْكَبُوْتِ نَسْجَهٗ ۔ فَاسْتَكَانُوْا لِهَوَانٍ وَّفَشَلْ ١٤٠
لَوْ رَأَوْا مَا تَحْتَ اَقْدَامِ مَرَأَوْا ۔ اَكْرَمَ الْخَلْقِ نَزِيْلًا مَّا رَحَلْ ١٤١

الثور جبل بمکۃ وفیہ الغار المذکور فی التنزیل۔ والدغل محرکۃ دخل فی الامر مفسد۔ وبُعَيْد تصغیر بعد۔ واستکانوا ای ذلوا وخضعوا۔ والفشل الجبن والھوان الذلۃ۔ وفی شفاء ودغل واقع موقع

نکال واکرم الخلق ارادبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھونزیلی ای ینزل معی فی البیت - ورحل ای ارتحل۔

(ترجمہ) کفار مکہ کی آنکھیں اندھی ہوگئیں جبکہ وہ غار ثور پر شرارت اور فساد کے ساتھ آئے اور انھوں نے دیکھا کہ کبوتر کا جوڑا غار کے منھ پر موجود ہے اس سے تھوڑی دیر کے بعد کہ آپ اس کے اندر داخل ہوئے تھے اور انھوں نے مکڑی کے جال کو (تنا ہوا) دیکھا تو وہ ذلت اور نامرادی کے ساتھ واپس ہوئے۔ اگر یہ لوگ اپنے قدموں کے نیچے دیکھتے تو اسی وقت دیکھ لیتے کہ اشرف المخلوق سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔

(ح) یہ واقعہ ماخوذ اس حدیث شریف سے ہے جس کو شیخین نے بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ غار ثور میں میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر ان کفار میں سے جو کہ ہماری تلاش میں یہاں پھر رہے ہیں کسی کی نظر اپنے قدم کی طرف پڑی تو وہ ہم کو دیکھ لے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اے ابو بکر! تم ایسے دو شخصوں (صدیق اکبر اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم) کی حفاظت کے خیال میں کیوں پریشان ہو رہے ہو جو صرف دو نہیں ہیں بلکہ ان کے ساتھ خدا بھی تیسرا ہے۔ اور اس حدیث سے بھی ماخوذ ہے جس کو ابن سعد اور ابن مردویہ اور بیہقی اور ابو نعیم نے بروایت ابی مصعب المکی بیان کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ میں نے ایک مرتبہ انس بن مالک اور زید بن ارقم اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم کو یہ باتیں کرتے ہوئے سنا کہ جس رات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غار ثور میں روپوش تھے خداوند عالم نے درخت کو حکم دیا تھا کہ وہ اس طرح اُگے کہ آپ کے سامنے ہو جاوے اور آپ اس کی وجہ سے چھپ جاویں اور مکڑی کو حکم دیا کہ وہ اپنا جال آپ کے چہرہ کے سامنے تنے اور دو جنگلی کبوتروں کو حکم دیا تو انھوں نے غار کے منھ پر اپنا آشیانہ بنا لیا۔ اس کے بعد جوانانِ قریش جن میں کسی کے پاس لاٹھی کسی کے پاس تلوار تھی آپ کی تلاش میں آئے حتیٰ کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے چالیس ہاتھ کے فاصلہ پر پہنچ گئے۔ اسوقت ان میں سے ایک شخص نے غار میں جھانک کر دیکھا تو غار کے منھ پر دو جنگلی کبوتر موجود ہیں۔ وہ یہ دیکھکر اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آیا۔ انھوں نے اس سے کہا کہ تو ہمارے پاس کیوں آیا؟ تو نے غار میں تلاش کی ہوتی۔ وہ بولا کہ میں نے غار کے منھ پر دو جنگلی کبوتروں کو بیٹھے ہوئے پایا اس لئے مجھے یقین ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) غار کے اندر نہیں ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس باہمی گفتگو کو سنا اور سمجھ لیا کہ خداوند عالم نے ان لوگوں کو کبوتروں کی وجہ سے دفع کر دیا تو آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور ان پر نزول رحمت کی دعا بھی خصوصیت سے فرمائی اور حکم دیا کہ جو انکو قتل کریگا اسکو انکا بدلہ دینا پڑیگا۔ اور ان کبوتروں ذی حرم میں تا قیامت کی۔ اسوقت جسقدر کبوتر حرم میں ہیں وہ ان ہی دو کبوتروں کی نسل سے ہیں

۱۴۴	وَالَّذِیْ سَارَ لِفَتْكٍ غِيْلَةً	اَوْ اِسَارٍ بِاكْتِيَادٍ وَّحِيَلْ	۱۴۲
	اِذْ رَاٰی خَسْفَ الْجَوَادِ سَاقِطًا	مِنْهُ فَوْقَ الْاَرْضِ دَانٍ وَالْفَتَلْ	۱۴۳
	رَاجِعًا مِنْ حَيْثُ جَاءَ قَائِلًا	قَدْ كَفَاهُمْ مَا هُنَالِكَ وَكَفَلْ	۱۴۴

فتك الرجل (من نصر و ضرب) فلان بفلان قتلہ علی غفلۃ۔ واکتادہ اکتیادًا احتال علیہ ومکر بہ۔ الحیل جمع حیلۃ۔ وخسف المکان ذہب فی الارض وغرق۔ وفرسٌ جواد سریع الجری رائع والجمع اَجیاد وجیاد واجاوید۔ ودان الرجل دل واطاع۔ ودان خبر لقولہ الذی سار وساقطا حالٌ من المستتر فی رأی وفاعل

کفا ضمیرٌ لقوله الذی وکفل عطفٌ علیٰ کفا۔

(ترجمہ) اور وہ شخص جو کہ اس ارادہ سے چلا تھا کہ آپ کو اچانک قتل کر دے۔ یا مکاری اور حیلہ سازی سے قید کرے اس نے جب یہ دیکھا کہ میرا گھوڑا زمین میں دھنس گیا اور خود گھوڑے سے زمین پر گر پڑا تو آپکے سامنے ذلیل ہو کر آیا اور (جستجو کرنیوالے کفار سے) یہ کہتا ہوا واپس ہوا کہ اس طرف کے راستہ کو میں دیکھ چکا ہوں۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جسکو بخاری نے بروایت سراقہ بن مالک بیان کیا ہے کہ میں بھی بحالت کفر بوقت ہجرت نبویہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر کی جستجو میں نکلا۔ اور جب میں آپ سے قریب ہوا تو میرے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی۔ میں اٹھ کر پھر سوار ہوا اور اس قدر فاصلہ پہنچا کہ آپ کی قرات کی آواز میرے کانوں میں آنے لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر نماز میں ادھر اُدھر نہ جاتی تھی لیکن حضرت ابوبکر بہت زیادہ ادھر اُدھر کو دیکھتے تھے۔ اس اثنا میں میرے گھوڑے کے قدم زمین میں گھٹنوں تک دھنس گئے۔ میں نے اُس کو پھر ڈانٹا تو وہ اٹھا مگر اس کے پاؤں زمین سے نہ نکل سکے جب وہ سیدھا کھڑا ہو گیا تو اس کے اٹھنے کی وجہ سے زمین سے مٹی اڑی۔ میں نے ان دونوں سے امان طلب کی۔

جب مجھ پر یہ واقعہ پیش آیا تو میں اسی وقت سمجھ گیا تھا کہ بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور غالب ہو کر رہیں گے۔

اور اس حدیث سے بھی ماخوذ ہے جسکو ابن سعد اور بیہقی اور ابونعیم نے بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بارادہ ہجرت مکہ سے باہر تشریف لے گئے تو ابوبکر کی نظر ایک سوار پر پڑی جو ان کو ڈھونڈھتا ہوا ان کے قریب پہنچ گیا تھا۔ صدیق اکبر نے مضطرب ہو کر فرمایا کہ یا رسول اللہ! یہ سوار ہم کو پکڑنے کے لئے آ پہنچا۔ آپ نے فرمایا کہ الٰہی اس کو زمین پر گرا دے چنانچہ وہ اپنے گھوڑے سے گر پڑا تو اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ جو کچھ حکم دیں گے میں اس کی تعمیل کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ تم اسی جگہ کھڑے رہو اور کسی کو ہمارا تعاقب نہ کرنے دینا۔ وہ اول روز میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری میں کوشاں تھا لیکن اس واقعہ کے بعد آخر روز میں وہ آپ کا محافظ بن گیا۔ سراقہ بن مالک نے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ابوجہل کو ان اشعار میں مخاطب کیا ہے۔ ؎

اَبَا حَکَمٍ! وَاللّٰہِ لَوْکُنْتَ شَاھِدًا	لِاَمْرِجَوَادِی اِذْ تَسِیْخُ قَوَائِمُہٗ
عَلِمْتَ وَلَمْ تَشْکُکْ بِاَنَّ مُحَمَّدًا	رَسُوْلٌ بِبُرْھَانٍ فَمَنْ ذَایُقَاوِمُہٗ

یعنی اے ابوجہل اگر تو میرے گھوڑے کی حالت دیکھتا کہ اس کے ہاتھ پیر زمین میں دھنس گئے تھے تو تو یقینی طور سے جان لیتا اور تجھکو ذرا سا بھی شک نہ ہوتا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رسول ہیں۔ اور یہ بات دلائل سے ثابت ہے۔ پھر اب کون شخص ہے جو آپ کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

اَلْقِسْمُ الْحَادِیْ عَشَرَ

مُعْجِزَاتُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْحِفْظِ عَنْ کَیْدِ الْکُفَّارِ بَعْدَ الْھِجْرَۃِ

ان معجزات کا ذکر جن کا تعلق ہجرت کے بعد کفار کی کیادیوں سے محفوظ رہنے کے متعلق ہے۔

۴۵	أَرْبَدًا أَوْمٰى لِقَتْلِ عَامِرٌ	غِيلَةً إِذْ بِالْكَلَامِ يَشْتَغِلُ	۱۴۵
	فَحَمَى اللهُ وَخَيَّلَ عَامِرٌ	ضَلَّ مَسْعٰى ذٰلِكَ النَّذْلِ الْفَسِلِ	۱۴۶
۴۶	وَدَعَا اللهَ لِيَكْفِيَ شَرَّهُ	مَاتَ بِالطَّاعُونِ عَامِرُ الْعُتُلُّ	۱۴۷
۴۷	ثُمَّ صَعْقٌ قَدْ أَبَادَ أَرْبَدًا	أَتْلًا أَخْطَبًا جَسِيمًا لَمْ يُنْبَلُ	۱۴۸

اربد اسم رجل منصوب علی انه مفعول مقدم بعده وصرفه للضرورة - والتقدیر اومی عامرٌ اربد لقتله صلی الله علیه وسلم غیلةً - وعامرٌ ایضاً اسم رجل - والغیلة اسم من الاغتیال - واغتاله اغتیالاً اهلکه و قتله علی غرة اوخدعه فذهب به الی موضع خالٍ فقتله - والمسعی السعی والنذل الخسیس من الناس و الفسل الضعیف الرذل الذی لا مروءة له ولا جلد والجمع أَفْسُلٌ وفُسُولٌ وفِسَالٌ وفُسُلٌ وفُسُولَةٌ وفِسَالَةٌ وأَفْسَالٌ - وقوله فحمی الله ای فحمی الله نبیه صلی الله علیه وسلم - ضل المسعی ای ضال سعیه - والعُتُلّ بضمتین مشددة اللام الجافی الغلیظ - ومات بالطاعون ای مات مطعوناً - والصعق شدة الصوت وأباد اهلک والأتلا تثنیة اتل یؤمّل ای رجا - والخطب الاصغر والاکبر - والجسیم العظیم -

(ترجمہ) عامر نامی ایک شخص نے اربد کو اشارہ کیا کہ وہ (نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو) موقت دفعۃً قتل کر دے جب آپ اس کے ساتھ باتوں میں مشغول ہوں - خداوند عالم نے آپکی حمایت کی اور (جب اربد سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا ارادہ کرتا تھا تو عامر اس کے اور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے درمیان میں معلوم ہوتا تھا اس طرح اس کمینے اور بے حیا کی کوشش خاک میں مل گئی -

اور آپ نے خداوند عالم سے دعا کی کہ وہ آپ کو عامر کے شر سے محفوظ رکھے گستاخ عامر گھر پہنچنے بھی نہ پایا بلکہ راستہ ہی میں طاعون سے مر گیا - پھر ایک کڑک نے اربد کو ہلاک کر دیا (کیونکہ) ان دونوں (یعنی عامر اور اربد) نے ایک خوفناک ارادے کو پورا کرنیکا منصوبہ باندھا تھا جو کہ حاصل نہ ہوا -

(ح) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو بیہقی نے بروایت ابن اسحاق بیان کیا ہے کہ سرورِ دو عالم کی خدمت میں قبیلہ بنی عامر کا ایک وفد حاضر ہوا - اس وفد کے ارکان میں عامر بن الطفیل اور اربد بن قیس اور خالد بن جعفر بھی تھے - یہ لوگ اپنی قوم کے سردار اور حد سے زیادہ فتنہ انگیز تھے - عامر بن الطفیل سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں اس ارادہ سے حاضر ہوا کہ آپ کی ذات کو ختم کر دے اسلئے اربد کو پہلے ہی سے یہ سمجھا دیا کہ جب ہم لوگ اس شخص (فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جا کر بیٹھیں تو میں اسکو باتوں میں لگا کر اپنی طرف متوجہ کر لوں گا - تمہاری طرف سے اس کا رخ پھیر دوں گا تم فوراً بلا تامل اس پر تلوار سے حملہ کر دینا - چنانچہ یہ طے کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ سب کے سب حاضر ہوئے - باتوں میں نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی پوری توجہ کو اپنی طرف پھیرنے کی غرض سے عامر نے کہا کہ آپ ہم سے دوستی کر لیں - آپ نے فرمایا کہ دوستی کا فقط ایک طریقہ ہے اور وہ یہ کہ ایک خدا کے قائل ہو جاؤ شرک سے باز آ جاؤ - عامر نے جب یہ دیکھا کہ آپ مسلمان ہونے کے سوا کسی دوسری صورت کو منظور ہی نہیں فرماتے ہیں تو بگڑ کر بولا کہ محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) سنو - خدا کی قسم میں آپ سے جنگ کروں گا اور آپ کے مقابلہ کے لئے زمین کو سرخ گھوڑوں

اور بڑے بڑے بہادر لڑنیوالوں سے بھردوں گا۔ جب وہ یہ کہہ کر واپس ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یا اللہ! تو عامر بن طفیل پر اپنا قہر نازل فرما!
مجلس نبوی سے باہر آجانیکے بعد عامر نے اربد سے کہا کہ اے کمبخت اربد! تو کیا کر رہا تھا میرے کہنے کے مطابق تو نے کیوں عمل نہ کیا؟
اربد بولا کہ میں نے تو طے شدہ مشورہ کے موافق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر کئی مرتبہ تلوار سے حملہ کرنیکا ارادہ کیا مگر کیا کروں جس وقت تلوار مارنیکا ارادہ کرتا تھا تو یہی دیکھتا تھا کہ تو (عامر) میرے اور اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان ہے جس سے مجھکو یقین ہوتا تھا کہ اگر میں تلوار چلاؤنگا تو بس تلوار سے تو مارا جائیگا نہ کہ یہ شخص۔ تو تو ہی بتا کہ میں اپنی اس خون آشام تلوار کو تیرے خون سے کس طرح سیراب کرتا؟
اس کے بعد یہ لوگ اپنے اپنے وطنوں کو واپس ہوئے۔ ابھی راستہ ہی میں تھے۔ گھر نہ پہنچنے پائے تھے کہ خداوند عالم کے حکم سے عامر کے گلے میں طاعون کی گلٹیاں نمودار ہوئیں جن کی ناقابل برداشت اذیتوں کی وجہ سے وہ بنی سلول کے خاندان کی ایک عورت کے گھر میں مرگیا۔ اس کے باقی ماندہ ساتھی سرزمین بنی عامر پہنچے تو لوگوں نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات دریافت کئے تو اربد بولا کہ محمد (روحی و روح ابی وامی فداہ) ہمکو ایک ایسی ذات کی عبادت کیطرف بلاتے ہیں کہ مجھ کو اس پر سخت غصہ آتا ہے اور میرا دل چاہتا ہے کہ وہ میرے سامنے ہوتی اور میں اپنے تیروں سے اس کو نیست و نابود کر دیتا۔
ان گستاخی سے بھرے ہوئے کلمات کو ایک دو دن سے زیادہ نہ گذرنے پائے تھے کہ اربد اپنے ایک اونٹ کو بیچنے کی غرض سے اپنے قبیلہ سے باہر نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر اور اس کے اونٹ پر صاعقہ کو مسلط فرمایا جس نے اونٹ اور اونٹ کے مالک اربد دونوں کو جلا کر خاک کر دیا
اسی قسم کا واقعہ اصحاب ذیل نے بھی بیان فرمایا ہے۔ بیہقی بروایت اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ۔ ابونعیم بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ ابونعیم بروایت عروہ بن الزبیر۔ حسب ارشاد بعض ائمہ مفسرین آیات اللہ یعلم ما تحمل کل انثیٰ وما تغیض الارحام وما تزداد وکل شیئ عندہ بمقدار۔ عالم الغیب والشہادۃ الکبیر (الی قولہ) شدید المحال کے نزول کا تعلق اسی واقعہ سے ہے۔
مترجم کہتا ہے کہ یہ ایک واقعہ ہے مگر اس سے تین عظیم معجزات ظاہر ہوتے ہیں (اول) یہ کہ اربد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا نہ پہنچا سکا اور خداوند عالم نے آپ کی حفاظت کا ذریعہ عامر ہی کو بنایا جو آپ کے قتل کا خواہاں تھا (دوسرے) یہ کہ عامر طاعون میں ہلاک ہو کر مرا (تیسرے) یہ کہ اربد قہر الٰہی میں ماخوذ ہوا۔ ہم نے اتحاد واقعہ کی بنا پر ان تینوں معجزوں کے اشعار کو ایک ہی جگہ جمع کر دیا ہے ورنہ فی الحقیقت حسب تفصیل بالا تین معجزہ ہیں۔

۱۴۸	وَلَبِیْدٌ کَادَ بِالسِّحْرِ بَرِیْ	اَنْ یُّصِیْبَہٗ جُنُوْنٌ اَوْ خَبَلْ	۱۴۹
	لَمْ یَنَلْ مَا رَامَ اِلَّا اَنَّہٗ	اِعْتَرَاہُ مِنْہُ دَاءٌ وَّکَسَلْ	۱۵۰
	فَاَتَاہُ مَلَکَانِ لَیْلَۃً	یَکْشِفَانِ مَا عَرَا وَمَنْ عَمِلْ	۱۵۱
	فَاَتَی الْعَمَّارُ ذَرْوَانَ الَّتِیْ	مَاءُھَا مِنْ خُبْثِ مَا فِیْھَا رَھَلْ	۱۵۲

خبل خبلاً من سمع جن۔ واعتراہ فلاناً اصابہ۔ وکسل اعراہ۔ ورھل ماء اصفر۔ وما رام ای ما رامہ و من عمل عطف علی ما فی ما عراہ۔ وماءھا مبتدا اخبرہ رھل۔
(ترجمہ) اور لبید بن اعصم نے آپ پر سحر کیا جس کی وجہ سے قریب تھا کہ آپکو جنون یا فساد عقل کا مرض لگ جاوے (لیکن) وہ اس مقصد میں کامیاب نہ ہوا مگر اسقدر ضرور ہوا کہ اس سحر کی وجہ سے آپ بیمار ہوگئے اور آپکو کسلمندی لگ گئی تو ایک رات کو

دو فرشتے اس غرض سے حاضر خدمت ہوئے کہ اس بیماری کا اظہار آپ پر کردیں جو آپکو لگ گئی ہے۔ اور اس شخص کا نام بتادیں جس نے یہ حرکت کی ہے۔ اس کے بعد حضرت عمار چاہ ذروان پر تشریف لائے جسکا پانی بوجہ اس خباثت کے جو اس میں کیگئی تھی (یعنی لبید کا جادو) کم اور متغیر تھا۔ (ح) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو شیخین نے بروایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کیا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر جادو کیا گیا جسکا اثر یہ ہوا کہ بسا اوقات کسی کام کی نسبت آپ کو یہ خیال ہو جاتا تھا کہ میں اس کام کو کر چکا ہوں حالانکہ وہ کام آپ کا کیا ہوا نہ ہوتا تھا۔ چنانچہ آپنے پروردگار عالم سے اس کے متعلق دعا کی اس کے بعد حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ تم کو خبر بھی ہے۔ خداوند عالم سے میں نے جو بات پوچھی تھی اس نے وہ بات مجھکو بتلا دی۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ کیا جواب ملا؟ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس دو شخص آئے ایک شخص میرے سرہانے بیٹھا اور دوسرا پائنتی۔ اور ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ ان کو (نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو) کیا مرض ہے؟ اس نے جواب دیا کہ مرض تو کچھ بھی نہیں ان پر جادو کیا گیا ہے۔ اس نے دریافت کیا کہ ان پر کس نے جادو کیا؟ وہ بولا کہ لبید بن اعصم نے۔ اس نے دریافت کیا کہ کس طریقہ سے؟ اس نے کہا کہ کنگھی اور اس کو استعمال کرتے وقت جھڑے ہوئے بالوں کو لیکر کھجور کے خوشوں میں رکھ کے جادو کیا ہے۔ اس نے دریافت کیا کہ پھر یہ چیزیں کہاں ہیں! اس نے جواب دیا کہ چاہ ذروان میں اس کو سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاہ ذروان پر تشریف لائے اور فرمایا کہ یہی وہ کنواں ہے جس کو میں نے دیکھا تھا یوں معلوم ہوتا تھا کہ اس کے کھجور کے درخت شیطانوں کے سر ہیں! اور اس کا پانی ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کہ مہندی کا نچوڑا ہوا عرق ہے۔ آپنے حکم دیا تو اس کو نکالا گیا۔

اور اس حدیث سے بھی ماخوذ ہے جسکو بیہقی نے بسند کلبی بروایت ابی صالح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلعم سخت مریض ہوئے تو آپ کی خدمت میں دو فرشتے حاضر ہوئے ایک آپکے سر مبارک کے پاس بیٹھا۔ اور دوسرا آپکے قدموں کے پاس۔ اسکے بعد ایک نے دوسرے سے کہا کہ یہ کیا قصہ ہے اس نے جواب دیا کہ ان کو بیماری ہے۔ اس نے دریافت کیا کہ کیا بیماری ہے؟ اس نے کہا کہ سحر کیا گیا ہے۔ اس نے دریافت کیا کہ کس نے جادو کیا؟ وہ بولا کہ لبید بن اعصم یہودی نے۔ اس نے دریافت کیا کہ جادو کا سامان کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا کہ فلاں قبیلہ کے کنوئیں میں پتھر کے نیچے تم اس کنوئیں کے پاس جاؤ اور اس کا تمام پانی نکال ڈالو۔ اور پتھر کو اٹھاؤ اور اس مدفون سامان سحر کو برآمد کرکے جلا ڈالو۔ صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار بن یاسر کو اس کنوئیں پر بھیجا تو اس کا پانی بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کہ مہندی کا نچوڑا ہوا عرق ہے۔ لوگوں نے اس پانی کو نکال ڈالا اور پتھر کو اٹھایا اور اس سامان سحر کو جو بصورت تصویر کے مدفون تھا نکالکر جلا ڈالا۔ اسمیں دیکھا گیا کہ ایک تانت میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی ہیں اور اس کے بعد آپ پر یہ دو سورتیں نازل ہوئیں قل اعوذ برب الفلق۔ قل اعوذ برب الناس۔ جس وقت آپ اس کی کوئی ایک آیت پڑھتے تھے تو اس کی ایک گرہ خود بخود کھل جاتی تھی۔

۴۹
اَخْبَرَتْہُ الشَّاۃُ نُطْقًا اَنَّہٗ   سَمَّہٗ قَوْمٌ وَّقَدْ کَانَ اَکَلْ ۱۵۳
لَمْ یُؤَثِّرْ فِیْہِ سَمٌّ نَاقِعٌ   خَابَ مَنْ شَاءَ اَذَاہُ وَخُذِلْ ۱۵۴

سَمَّ الطعام۔ جعل فیہ السم۔ وَسَمٌّ نَاقِعٌ ای بالغٌ قاتلٌ ثابتٌ۔ ونطقًا ای ناطقۃً

(ترجمہ) بکری نے گویا ہو کر آپ کو خبر دی کہ لوگوں نے (میرے گوشت میں) زہر ملادیا اور آپ اس میں سے کچھ تناول فرما چکے تھے لیکن آپ پر زہر قاتل نے کچھ اثر نہ کیا اور جس نے آپ کو تکلیف دینا چاہی تھی وہ خائب و خاسر ہوا۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو بیہقی نے بسند صحیح عبد الرحمن بن کعب بن مالک سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودیہ عورت نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں بمقام خیبر بکری کا گوشت زہر ملا کر پیش کیا۔ آپ نے اس میں سے خود بھی تناول فرمایا اور آپ کے صحابہ نے بھی۔ تھوڑا سا کھانے کے بعد ہی آپ نے فرمایا کہ اس گوشت کو نہ کھاؤ۔ اور عورت سے فرمایا کہ تو نے اس گوشت میں زہر ملایا ہے۔ وہ بولی کہ آپ سے کس نے کہا؟ آپ نے بکری کی ساق کی طرف جو کہ آپ کے ہاتھ میں تھی اشارہ فرما کر کہا کہ یہ ہڈی کہہ رہی ہے۔ اس پر اس نے اقرار کیا۔ اور اس حدیث سے بھی ماخوذ ہے جس کو بزار اور حاکم (حاکم نے اس روایت کو صحیح فرمایا ہے) اور ابو نعیم نے بروایت ابی سعید خدری بیان کیا ہے کہ ایک یہودی عورت نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں بکری کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا۔ لوگوں نے اس کو کھانے کے لئے ہاتھ بڑھائے تو آپ نے فرمایا کہ اپنے اپنے ہاتھ روک لو کیونکہ اس گوشت کا ایک ٹکڑا مجھ سے کہہ رہا ہے کہ مجھ میں زہر ملا ہوا ہے۔ اور گوشت بھیجنے والی کے پاس ایک شخص کو بھیجکر دریافت کرایا کہ کیا تو نے اس گوشت میں زہر ملایا ہے اس نے کہا کہ ہاں! میرا خیال تھا کہ اگر آپ جھوٹے نبی ہیں تو زہر سے مر جاویں گے اور لوگ اس جھوٹے دعوے سے نجات پا جاویں گے اور اگر آپ سچے ہوں گے تو مجھ کو یقین تھا کہ خداوند عالم آپ کو اس سے مطلع کر دے گا۔ اس کو سن کر آپ نے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ اللہ کا نام لیکر اس کو کھانا شروع کرو۔ صحابہ نے کھایا اور کسی کو نقصان نہ پہنچا۔

۵۰	قَامَ صَلْتًا مَّنْ اَتَاهُ فَاتِكًا		وَهُوَ مُسْتَلْقٍ بِظِلٍّ مُسْتَظِلٍّ	۱۵۵
	قَالَ مَنْ يُّحْمِيكَ مِنْ بَطْشِيْ اِذْنْ		قَالَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اتَّكَلْ	۱۵۶
	فَاعْتَرَتْهُ رِعْدَةٌ مَّالَتْ بِهٖ		ذُدِيَ السَّيْفُ وَوَلّٰى مُشْمَعِلٌّ	۱۵۷

ضربہ بالسیف صلتًا وصلتا ضربہ بہ وھو مصلت۔ واستلقی علی قفاہ نام۔ واستظل بالظل مال الیہ وقعد فیہ۔ وبطش بہ اخذہ بالعنف۔ واعلم ان ھٰھنا الفاظًا لابد من الفرق بینہا فالطبخ ھو الضرب علی شیئ اجوف کالراس۔ والبطش الاخذ بالسطوۃ والعنف۔ والصمت الضرب بالید او الدم بقہر۔ والفخرۃ ضرب شیئ یابس بمثلہ۔ واتکل علی اللہ استسلم الیہ۔ واشمعلت الابل مضت مسرعۃً۔

وصلتا وفاتکا حالان من المستتر فی قام ویحتمل ان یکون فاتکا حال من المستتر فی اتاہ وان یکون مرفوعًا علی الفاعلیۃ من قام وھو ذوالحال وصلتًا حال منہ قدم علیہ لکونہ نکرۃ وقولہ بظل متعلق بمستلق او بمستظل او کلیہما ومن استفہامیۃ۔ واللہ فاعل لفعل محذوف وھو یحمینی ومشمعلا حال من المستتر فی ولّی۔

(ترجمہ) تلوار سونت کر ایک شخص آپ پر حملہ کرنے کے لئے آ کھڑا ہوا اس وقت آپ ایک درخت کے نیچے سونے کے لئے لیٹے ہوئے تھے اور کہنے لگا کہ آپ کو اس وقت میرے حملہ سے کون بچا سکتا ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ (میرا بھروسہ ہمیشہ اسی پر رہتا ہے یہ سنتے ہی) اس کے بدن پر ایسا لرزہ پیدا ہو گیا کہ جس نے اس کو جھکا دیا وہ تلوار پھینک کر جلدی سے چلا گیا۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جسکو ابو نعیم نے بروایت جابر رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ ماہ صفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر کی غرض سے تشریف لے گئے۔ دوپہر کے وقت ایک درخت کے نیچے آرام فرمانے کی غرض سے لیٹ گئے اور اپنی تلوار درخت پر لٹکا دی کہ ایک اعرابی آیا اور تلوار نیام سے نکالکر آپ کے سر پر آ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے محمد! اس وقت تم کو میرے ہاتھ سے کون بچاوے گا یہ سنکر

آپ بیدار ہوگئے اور فرمایا کہ میرے ہاتھ سے مجھکو اللہ تعالیٰ بچا وے گا۔ یہ سنکر اس کا ہاتھ لرزنے لگا اور تلوار ڈالکر چلا گیا۔

القسم الثانی عشر معجزاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رکانۃ

آپ کے ان معجزات کا ذکر جن کا تعلق رکانہ پہلوان سے ہے جس پر

الذی لم یظہر احد علیہ فی المصارعۃ

کشتی میں کوئی شخص کبھی غالب ہوا ہی نہ تھا

۵۱	ورُکانۃُ اَتٰی حَرْبًا الشَّهْمُ	بالمرءِ فی صِراعِہٖ قِبَلُ	۱۵۸
	قَامَ یَرْمِیہِ ثَلَاثًا بَدَنَتْ	حُجَّۃُ اللہِ علیٰ ذَاکَ البَطَلُ	۱۵۹
۵۲	وَاَرَاہُ آیَۃً لَمَّا دَعَا	سَمُرَۃً ذَاتَ فُرُوعٍ وَعَبَلُ	۱۶۰
	سَارَ مِنْہَا النِّصْفُ یَعْدُوْ طَائِعًا	ثُمَّ اِلْتَامَ کَاَنْ لَمْ یَنْفَصِلُ	۱۶۱

رکانۃ اسم صحابی کان مشہورا فیما بینہم فی المصارعۃ۔ ورجل حرب ای شدید الحرب شجاع۔ وصارعہ حاول صرعہ ای طرحہ علی الارض۔ والقبل الطاقۃ ویرمیہ ای یصارعہ۔ والبطل الشجاع وحربا حال من المستتر فی اتی۔ کلمۃ ما نافیۃ۔ ویرمیہ حال من المستتر فی قام۔

اراہ ماخوذ من الاراءۃ والمرفوع میل صلی اللہ علیہ وسلم والمنصوب لرکانۃ۔ سمرۃ شجرۃ من العضاۃ و الفروع الغصون۔ والعبل محرکۃ الورق الرقیق۔ والتام اصلہ التأم وسکون الہمزۃ للضرورۃ وکان مخففۃ من المثقلۃ والاصل کأنہ۔

(ترجمہ) اور رکانہ نامی پہلوان نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے لڑنے کے لئے آیا جس سے کشتی لڑنے کی طاقت کسی کو نہ تھی۔ آپ نے اس کو تین مرتبہ پچھاڑا اور اس طرح اس مشہور پہلوان پر خداوند عالم کی حجت ظاہر ہوگئی۔

اور آپ نے اس کو ایک معجزہ یہ دکھلایا کہ کیکر کے ایک درخت کو جو کہ بہت سی شاخوں اور پتوں والا تھا بلایا تو اس کا نصف حصہ تابعدار خادم کی طرح دوڑتا ہوا آیا۔ اس کے بعد واپس گیا اور آنیوالا یہ نصف حصہ ٹھہرے رہنے والے نصف حصہ کیساتھ بدستور سابق مل گیا گویا کہ جدا ہی نہ ہوا تھا۔

(شرح) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو بیہقی اور ابونعیم نے بروایت ابی امامہ بیان کیا ہے کہ بنی ہاشم کے خاندان میں ایک شخص رکانہ نامی بہت شجاع تھا۔ اور اس نے بہت سی خونریزیاں کی تھیں لیکن مشرک تھا۔ اس کے پاس بہت سی بکریاں تھیں جن کو وہ وادی اضم (ایک جگہ کا نام ہے) میں چرایا کرتا تھا۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز اس وادی کی جانب تشریف فرما ہوئے تو رکانہ آپ سے ملا۔ اس وقت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کوئی بھی نہ تھا۔ آپ یکہ و تنہا تھے۔ رکانہ آپکے پاس آکر کہنے لگا کہ اے محمد (روحی وروح ابی وامی فداہ) کیا تو ہمارے معبودوں لات وعزیٰ (عرب کے یہ دو بت مشہور تھے) کو برا بھلا کہا کرتا ہے۔ اور ہم لوگوں سے کہتا ہے کہ میرے عزیز وحکیم خدائی واحد کی عبادت کرو اگر مجھ میں اور تجھ میں رشتہ داری کے

تعلقات نہ ہوتے تو میں بغیر اس کے کہ تجھ سے بات کروں تجھ کو جان سے مار دیتا۔ اب تو اپنے عزیز و حکیم خدائے واحد کو پکار تاکہ وہ تجھ کو آج میرے ہاتھ سے بچاوے۔ علاوہ ازیں میں تجھ سے ایک اور بات کہتا ہوں، وہ یہ کہ کیا تو یہ کر سکتا ہے کہ مجھ سے کشتی لڑے اور اپنے عزیز و حکیم خدائے واحد کو پکارے تاکہ وہ تیری مدد کرے اور میں لات و عزیٰ کو اپنی امداد کے لئے پکاروں۔ اگر تو کشتی میں مجھ پر غالب آگیا تو میں اپنی بکریوں میں سے دس بکریاں تجھ کو دونگا۔ اور تجھ کو اختیار ہوگا کہ تو عمدہ سے عمدہ بکریاں میری بکریوں میں سے چھانٹ کر لیلے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منظور فرمایا۔ اور کشتی شروع ہوگئی۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے خدائے عزیز و حکیم سے رکانہ کے مقابلہ میں اپنی امداد کی دعا کی اور رکانہ نے لات و عزیٰ کو پکار کر کہا کہ آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں میری امداد کرو۔ اس کے بعد سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والتحیات نے اس کو پکڑ کر پچھاڑ دیا۔ اور اس کے سینہ پر سوار ہو گئے۔ رکانہ بولا کہ آپ میرے سینہ سے اتر جائیے۔ کیونکہ آپ نے اپنی قوت کے ذریعہ سے مجھ کو مغلوب نہیں کیا ہے۔ بلکہ آپ کے عزیز و حکیم خدا نے مجھکو مغلوب کرا دیا اور لات و عزیٰ نے میری امداد نہ کی۔ آپ سے پہلے اسوقت تک کسی نے میری پشت زمین سے نہیں لگائی۔ اس کے بعد رکانہ پھر کہنے لگا کہ آپ پھر سے کشتی لڑیں۔ اگر آپ اس مرتبہ پھر مجھکو پچھاڑ دیں تو آپ کو اختیار ہوگا کہ آپ میری بکریوں میں سے دس بکریاں اور چھانٹ کر لے لیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دوبارہ پکڑا اور جس طرح اول مرتبہ ہر ایک نے اپنے اپنے معبود سے دعا کی تھی اسی طرح اس مرتبہ بھی کی مگر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس کو پھر پچھاڑ دیا اور اس کے کلیجے پر چڑھ بیٹھے۔ رکانہ بولا کہ آپ میرے کلیجے پر سے اتر جائیے کیونکہ آپ کو مجھ پر غلبہ اپنی طاقت اور قوت کی وجہ سے حاصل نہیں ہوا۔ بلکہ بات یہ ہے کہ تمھاری امداد تمھارے عزیز و حکیم خدائے واحد نے کی اور میرے معبود لات و عزیٰ نے میری امداد نہ کی اگر یہ نہ ہوتا تو ناممکن تھا کہ آپ سا معمولی بدن والا شخص مجھکو پچھاڑ سکے کیونکہ آپ سے پہلے آج تک کسی نے میری پشت زمین سے نہیں لگائی۔ اسکے بعد رکانہ پھر بولا کہ آپ پھر سے کشتی کیجئے۔ اور اگر آپ اس مرتبہ بھی کشتی میں مجھ پر غالب آجاویں تو آپ کو اختیار ہوگا کہ دس بکریاں اور میرے ریوڑ سے چھانٹ کر لیلیں۔ آپ نے اسکو تیسری مرتبہ پکڑا اور پچھاڑ دیا۔ رکانہ بولا کہ اس مرتبہ بھی آپ کو مجھ پر غلبہ اپنی طاقت اور قوت کی وجہ سے نہیں ہوا۔ اس کے سوا اور کوئی وجہ نہیں کہ تمھارا عزیز و حکیم خدائے واحد تمھاری امداد کرکے تم کو مجھ پر غالب کر دیتا ہے اور میرے معبود لات و عزیٰ میری امداد سے دل چراتے ہیں۔ اب آپ شرط کے موافق تیس بکریاں میرے ریوڑ میں سے چھانٹ کر لے لیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو تمھاری بکریاں لینی منظور نہیں مگر اے رکانہ! میں تم سے مسلمان ہوجانے کی درخواست کرتا ہوں کیونکہ مجھ کو یہ پسند نہیں کہ تم عذاب دوزخ میں گرفتار ہو۔ اگر تم مسلمان ہوجاؤ گے تو اس عذاب شدید سے محفوظ رہ سکو گے۔ رکانہ نے جواب دیا کہ میں اسوقت تک مسلمان نہ ہونگا جسوقت تک مجھ کو کوئی معجزہ نہ دکھاؤ گے۔ آپ نے فرمایا کہ یاد رکھو کہ خداوند عالم ہمارے تمھارے اس معاہدہ سے باخبر ہے۔ اگر میں نے اپنے پروردگار سے دعا کی اور کوئی معجزہ دکھلایا تو تم میری وہ بات مان لوگے جس کو تم سے کہہ رہا ہوں۔ رکانہ نے کہا کہ بیشک میں آپ کی بات مان لونگا جس جگہ یہ باتیں ہو رہی تھیں وہاں سے قریب ہی کیکر کا ایک درخت بہت سی شاخوں والا تھا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ خدا کے حکم سے میرے پاس آجا۔ زبان مبارک سے ان الفاظ کے نکلتے ہی اس درخت کے دو حصے ہوگئے۔ ایک حصہ مع شاخوں اور پتوں کے آپکے اور رکانہ کے درمیان میں آگیا۔ رکانہ نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے مجھ کو بہت بڑا معجزہ دکھلایا۔ اب آپ اسکو حکم دیجئے کہ

یہ واپس ہو کر پھر اپنی سابق جگہ پر چلا جاوے۔ آپ نے فرمایا کہ رکانہ! یاد رکھو کہ علام الغیوب تمہارے اس وعدے سے باخبر ہے کہ اگر میں نے اپنے پروردگار جل وعلا شانہ سے دعا کی اور کیکر کا یہ نصف حصہ حسب دستور سابق اپنی پہلی جگہ پر چلا گیا تو تم میری وہ درخواست منظور کرو گے جس کو میں تم سے کر رہا ہوں۔ رکانہ نے کہا کہ بیشک! اس کے بعد مجھ کو آپ کی بات مان لینے میں کسی قسم کا تامل نہ ہوگا آپ نے کیکر کے اس نصف حصہ کو حکم دیا کہ وہ حسب سابق اپنی جگہ چلا جاوے۔ اس امر نبوی کے بعد کیکر کا وہ نصف حصہ مع اپنی شاخوں اور پتوں کے واپس ہو کر اپنے بقیہ نصف حصہ کے ساتھ مل گیا معلوم بھی نہ ہوتا تھا کہ کبھی اس میں سے کوئی چیز جدا ہوئی تھی تب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکانہ سے فرمایا کہ اب تم مسلمان ہو جاؤ تاکہ خدا کی ناراضگی سے محفوظ رہ سکو۔ رکانہ بولا کہ بیشک! اب مسلمان نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ میں نے اپنی ان آنکھوں سے بہت بڑا معجزہ دیکھا ہے لیکن میرے دل میں یہ وسوسہ گذر رہا ہے کہ بستی کی عورتیں اور بچے یہ کہیں گے کہ رکانہ صرف اس لئے مسلمان ہوا کہ اس کا دل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رعب سے مرعوب ہو چکا تھا کیونکہ بستی کی عورتیں اور بچے جانتے ہیں کہ آج تک میری پشت زمین سے کسی شخص نے نہیں لگائی اور نہ میرے دل میں (رات ہو یا دن) کبھی کسی کا رعب آیا۔ اس لئے اب آپ شرط کے موافق تیس بکریاں میرے ریوڑ میں سے چھانٹ کر لے لیں۔ (اسلام کی طرف نہ بلائیں) نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جب تم نے دعدہ کرنے کے باوجود مسلمان ہونے ہی سے انکار کر دیا تو میں تمہاری بکریاں لیکر کیا کروں گا۔

اسقدر فرمانے کے بعد نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم واپس تشریف لے آئے۔ اسی اثنا میں حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما آپ کو ڈھونڈتے ہوئے آپہنچے۔ ان دونوں جاں نثاروں کو خبر ملگئی تھی کہ آپ وادی اضم کی جانب تشریف لیجاتے ہوئے دیکھے گئے ہیں اور یہ حضرات واقف تھے کہ اس وادی میں رکانہ نامی پہلوان اپنی بکریاں چرایا کرتا ہے۔ اسلئے ان کو خوف تھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچائے بغیر ہرگز نہ رہیگا۔ اس لئے ڈھونڈھنے کو نکلے تھے اور خوف کر رہے تھے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو رکانہ کہیں نہ مل گیا ہو اور ایسا نہ ہو کہ کہیں آپ کو قتل کر دیا ہو۔ اسی پریشانی میں یہ دونوں اونچے اونچے ٹیلوں پر چڑھ کر ادھر ادھر نظریں دوڑا رہے تھے اور آپ کی واپسی کا راستہ ڈھونڈھ رہے تھے۔ یکا یک نظر پڑی تو دیکھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسی جانب تشریف لا رہے ہیں۔ دونوں بعجلت تمام خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ آپ اس وادی میں تنہا کیوں تشریف لے گئے آپکو معلوم ہے کہ اس طرف رکانہ پہلوان بھی آیا جایا کرتا ہے اور وہ بہادر ہونیکے علاوہ خونریز بھی ہے اس سے زیادہ یہ کہ وہ آپ کی تکذیب بھی سب سے زیادہ کرتا ہے۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ سنکر ہنسے اور فرمایا کہ جس ذات نے مجھکو رسول بنایا ہے وہی میری حفاظت بھی کرتی ہے۔ پس ناممکن تھا کہ وہ میرا بال بیکا کر سکتا۔ کیونکہ میرا خدا میرے ساتھ تھا۔

اسقدر فرمانے کے بعد آپ نے وہ تمام واقعہ ان دونوں حضرات سے مفصلاً بیان فرمایا جو آپ کو رکانہ کے ساتھ پیش آیا تھا۔ اس کے بعد کیکر کے درخت کے اس معجزہ کا ذکر بھی فرمایا جو رکانہ کو دکھلایا تھا ان دونوں حضرات نے اس واقعہ کو بہت غور سے سنا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے تو رکانہ کو پچھاڑا لیکن ہم خدائے برتر کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم کو آج تک کوئی ایسا شخص معلوم نہیں ہوا جس نے رکانہ کی پشت زمین سے لگائی ہو۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار سے دعا کی تھی۔ اس لئے اس نے میری امداد کی اور اس وقت مجھکو کچھ اوپر دس بہادروں کی قوت عطا فرمائی تھی۔

رکانہ کا یہ ایک واقعہ ہے جس میں دو عظیم الشان معجزے ہیں۔ اتحاد واقعہ کے اعتبار سے ان کو اگرچہ ایک سمجھا جائے لیکن چونکہ اس میں دو معجزے ہیں اس لئے ان کو علیحدہ علیحدہ اور مستقل مستقل دو معجزے شمار کرنا چاہئے۔

القسم الثالث عشر

معجزاته صلى الله عليه وسلم في من كان يوذيه

ان معجزات کا ذکر جن کا تعلق ان لوگوں سے ہے جو کہ آپ کو ایذا دیئے تھے

۵۳	وامتلا رعبا ابوجهل به		وقضى مستعجلا دين الابل	۱۶۲
	اذ رأى فحلا يصول كاشرا		اخذا بالراس لو شيئا مطل	۱۶۳

امتلا اصله امتلأ وسكون الهمزة للضرورة۔ وكشر عن اسنانه ابداها يكون في الضحك وغيره۔ ومطل فلانا بدينه سوّفه بوعد الوفاء مرة بعد اخرى مستعجلا حال من المستتر في قضى۔ ويصول وكاشرا نعتان لفحلا ولا يجب تاخير الجملة النعتية على النعت المفرد كقوله تعالى شانه كتاب انزلناه اليك مبارك اوكاشرا حال عن ضمير في يصول۔ وبه اى برديته۔

(ترجمہ) اور آپ کو دیکھ کر ابوجہل رعب میں دب گیا اور (خریدے ہوئے) اونٹ کی قیمت جلد از جلد ادا کردی جب کہ اس نے ایک اونٹ کو دانت نکالکر حملہ کرتے ہوئے دیکھا۔ اور یقین کرلیا کہ اگر اس نے ادائے ثمن میں ذرا سی بھی تاخیر کی تو وہ اس کے سر کو دبوچ لیگا۔

(ح) یہ واقعہ ماخوذ اس حدیث مبارک سے ہے جس کو ابن اسحاق اور بیہقی اور ابونعیم نے اپنی سند سے بروایت عبدالملک بن ابی سفیان ثقفی بیان کیا ہے کہ ایک شخص مقام اراش سے اپنا اونٹ لیکر مکہ میں آیا۔ اس کے اونٹ کو ابوجہل نے اس سے خریدلیا مگر ادائے قیمت میں لیت ولعل کرتا رہا۔ مجبور ہو کر وہ قریش کے ایک مجمع میں پہنچا اور کہنے لگا کہ کوئی ایسا شخص ہے جو ابی الحکم (ابوجہل) سے میرا حق مجھ کو دلا دے کیونکہ میں ایک اجنبی اور مسافر شخص ہوں۔ اور اس نے میرا حق داب رکھا ہے۔ ان لوگوں نے تماشا دیکھنے کی غرض سے یہ جاننے کے باوجود کہ ابوجہل کو حضورؐ سے سخت عداوت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرکے جو کہ مسجد کے ایک گوشہ میں اسوقت تشریف فرماتھے کہا کہ تم کو وہ شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نظر آتے ہیں۔ ان کے پاس جاؤ وہ تمہارا حق ابوجہل سے وصول کرادیں گے۔ اس بیچارہ کو اس مذاق کی کیا خبر تھی وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپکو اپنی ساری سرگذشت سنائی۔ آپ اس کے ساتھ ہولیے اور ابوجہل کا دروازہ جاکر کھٹکھٹایا اس نے گھر کے اندر ہی سے دریافت کیا کہ کون ہے؟ آپ نے اپنا نام بتایا وہ فوراً باہر آیا مگر اس کے چہرہ کا رنگ متغیر تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ اس بیچارہ کا حق ادا کردو۔ اس نے کہا کہ آپ تشریف رکھیں میں اس کا حق ابھی ادا کرتا ہوں۔ یہ کہکر گھر میں گیا اور اونٹ کی قیمت لیکر آیا اور اس کو دیدی۔ اور چلا گیا تب لوگوں نے ابوجہل پر طعن کرنے شروع کئے اور کہا کہ ابوجہل آج تو تم نے عجب طرح سے اپنے دشمن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کی وہ بولا کہ کمبختو! خدا کی قسم بات یہ تھی کہ جس وقت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دروازہ

کھٹکھٹا یا اسی وقت میں مرعوب ہو گیا اور جس وقت میں باہر آیا تو میں نے دیکھا کہ میرے سر پر ایک نر اونٹ موجود ہے میں نے اپنی عمر میں اتنی دیکھو بڑی موٹی سخت گردن اور دانتوں والا اونٹ نہیں دیکھا۔ خدا کی قسم! اگر میں اسوقت انکار کرتا تو یقیناً وہ مجھ کو کھا جاتا۔ اسی قسم کی روایت وہ بھی ہے جس کو ابو نعیم نے بسند سلام بن مسکین بیان کیا ہے۔

۵۴	عُتَیْبَةُ اَذَاهُ شَتْمًا فَعَسَدَا		عُرْضَةً لِتَمْلَبٍ مَا اَغْنَى الْخَوَلْ	۱۲۴

اذی ماض من الایذاء۔ وغدا ای صار۔ وھو عرضۃ للناس ای لایزالون یقعون فیہ۔ والخول ما اعطاہ اللہ من النعم والعبید والاماء۔

(ترجمہ) عتبہ بن ابی لہب نے آپ کے ساتھ بدزبانی کر کے آپکو اذیت پہنچائی تو وہ کتے کا شکار بن گیا اور اس کے خدم وحشم کے اس کو کچھ نفع نہ دیا۔

(ح) یہ واقعہ اُس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو ابو نعیم اور ابن عساکر نے بسند عروہ ہبار بن الاسود سے نقل کر کے بیان کیا ہے کہ ابولہب اور اس کا بیٹا عتبہ سامان تجارت لے کر شام کو گئے۔ میں ان دونوں کے ساتھ سامان تجارت لیکر میں بھی گیا تھا۔ سفر شروع کرنے سے پہلے ابولہب کے بیٹے نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ میں ضرور بالضرور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤں گا اور ان سے اُن کے رب کے متعلق بدزبانی کروں گا۔ یہ کہکر آپ کے پاس آیا اور کہا کہ اے محمد میں اس ذات کا انکار کرتا ہوں جو دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ کی مصداق ہے۔ یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدایا! اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط کر دے۔ وہ واپس گیا تو اُس سے اُس کے باپ نے دریافت کیا کہ برخوردار من! تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کیا کہا؟ اور اس نے کیا جواب دیا؟ اس نے ساری سرگذشت سنائی تو وہ بولا کہ بیٹے! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بددعا سے مجھ کو تو تیرے متعلق بہت زیادہ خوف ہو گیا ہے۔ بالآخر ہم لوگوں نے سفر کیا اور سراۃ میں جو کہ شیروں کا بن (مسکن) ہے پڑاؤ ڈالا۔ وہاں ابولہب نے ہم لوگوں سے کہا کہ تم لوگوں کو میری زیادت عمر کا حال بھی معلوم ہے اور ان حقوق سے بھی واقف ہو جو تم پر میرے واجب ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے میرے لڑکے پر بددعا کی ہے جس کی وجہ سے مجھ کو اپنے لڑکے کے متعلق بہت زیادہ خوف ہو گیا ہے تم لوگ اپنا اسباب وغیرہ اس گرجا کی طرف لگا دو اور اس ڈھیر پر میرے لڑکے کے لئے فرش کر دو اور اس کے آس پاس تم لوگ اپنے اپنے بستر کر لو۔ ہم سب نے اس کے کہنے کے موافق کیا اور عتبہ رات کو اس حالت میں رہا کہ وہ ہمارے اسباب کے ڈھیروں کے اوپر تھا اور ہم اس کے آس پاس تھے۔ کچھ رات گذرنے کے بعد ایک شیر آیا اور ہمارے چہروں کو سونگھنا شروع کیا اور جب اس کو اپنا مطلوب ہم میں نہ ملا تو اس نے اپنا بدن سمیٹ کر ایک جست کی اور اسباب کے ڈھیر پر پہنچکر اسکا چہرہ سونگھا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور اس کا سر توڑ دیا۔ ابولہب یہ حالت دیکھ کر بولا کہ خدا کی قسم! میں سمجھ گیا ناممکن تھا کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بددعا سے بچ سکتا۔

اسی قسم کی وہ حدیث بھی ہے جس کو بیہقی نے بروایت ابو ہریرہ و قتادہ اور ابو نعیم نے بھی بسند نوفل بن ابی عقرب اُنکے باپ سے بیان کیا ہے۔

---

۵۵ وَبَشِيرٌ ذٰلِكَ الْخَبُّ الَّذِي ‌ لَجَّ فِي السَّفَهِ وَذَا فِي الذُّلِّ ۱۲۵
مَاتَ اِذْ خَرَّتْ عَلَيْهِ دَارُهُ ‌ لَمْ يُحِطْهُ طَائِفٌ لَمَّا انْتَقَلْ ۱۲۶

الخب الخداع الخبيث و لج تمادى في العناد الى الفعل المزجور عنه. وعند في الخصومة وحاطه حفظه وذلك الخب بدل من بشير۔ (ترجمہ) اور (۱۲۵) وہ بشیر وہ مکار جس نے آپ کی بہت گستاخی کی اور فساد میں بڑھ گیا اس طرح مرا کہ اس پر اس کا گھر گر پڑا اور (۱۲۶) اگرچہ وہ گھر چھوڑ کر طائف میں چلا گیا تھا۔ مگر طائف نے بھی اس کی حفاظت نہ کی (ح) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو ابن اسحاق اور حاکم (حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے) بروایت قتادہ بن النعمان بیان کیا ہے کہ ایک شخص منافق بشیر بن ابیرق نامی تھا جس کی کنیت ابوطعمہ تھی۔ اس نے علیہ بن رفاعہ بن زید کا کچھ غلہ اور ہتھیار چرا لئے تو اس کے متعلق یہ آیتیں نازل ہوئیں کہ انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس الخ یہ شخص بھاگ کر مکہ معظمہ چلا گیا اور سلافہ دختر سعد کا مہمان ہوا، وہاں اس نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور آپ کے صحابہ پر خوب سب وشتم شروع کیا۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جو اباً چند شعر اس کی ہجو میں کہے۔ سلافہ کو جب حضرت حسان کے ہجویہ شعروں کی خبر پہنچی تو اپنی بدنامی سے ڈر کر اس نے بشیر کو گھر سے نکال باہر کیا۔ یہ وہاں سے طائف پہنچا اور ایک گھر میں پہونچا جو غیر آباد تھا اس کے اندر پہنچتے ہی مکان اس پر گر پڑا اور یہ واصل جہنم ہوا۔ قریش کو یہ حال معلوم ہوا تو یکزبان ہو کر کہنے لگے کہ خدا کی قسم! محمد (روحی وارواح ابی وامی فداہ) کے ساتھیوں میں سے وہی شخص ان سے جدا ہوتا ہے جس میں ذرہ برابر بھلائی نہیں ہوتی۔ ایسا کوئی شخص ان سے جدا نہیں ہوتا جس میں ذرہ بھر خیر ہو۔

القسم الرابع عشر

معجزاته صلى الله عليه وسلم في ابراء المرضى وذوي العاهات

آپ کے ان معجزات کا ذکر جن کا تعلق بیماروں کو اور آفت رسیدوں کو اچھا کرنے سے ہے

وَذَوُو الْعَاهَاتِ اَبْرَا جَمْعَهُمْ ‌ اِذْ دَعَا اَوْ مَسَّ عُضْوًا قَدْ بَطَلْ ۱۲۷

العاهات جمع عاهة وهي عرض مفسد لما اصابه كالفساد الذي يقع في الزرع من حر او عطش وفي الابل من جرب او غيره. وابرا اصله ابرأ وسكون الهمزة للضرورة۔

(ترجمہ) اور بہت سے آفت رسیدوں کی جماعت کو آپ نے دعا کر کے یا بیکار شدہ عضو کو چھو کر اچھا کر دیا۔

۵۶ اُرْمِدَتْ عَيْنُ عَلِيٍّ فَانْثَنَتْ ‌ لَمْ يُصِبْهَا قَطُّ دَاءٌ اَوْ سَبَلْ ۱۲۸

ارمد الله عينه جعلها رمداء من رمدت العين هاجت. والسبل محركة شبه غشاوة تعرض في العين من انتفاخ عروق الملتحمة الباطنة فيكون الغشاء رقيقا يشبه نسج العنكبوت۔

(ترجمہ) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آنکھیں دکھنے لگیں تو آپ کی دعا سے ایسی ہو گئیں کہ اس کے بعد نہ انکو کوئی مرض لگا نہ کوئی اور بیماری ہوئی (ح) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جسکو بیہقی اور ابونعیم نے بروایت بریدہ بیان کیا ہے۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر میں فرمایا کہ میں کل کو لڑائی کا جھنڈا ایسے شخص کے ہاتھ میں دونگا جو اللہ اور اللہ کے رسول ؐ سے محبت کرتا ہوگا اور وہ اس خیبر کو لڑکر فتح کریگا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اسوقت وہاں موجود نہ تھے۔ قریش کی نظر اس فضیلت کے حاصل ہونے کی امید پر اٹھی لگی۔ کہ اس اثنا میں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اپنے ایک اونٹ پر سوار ہو کر تشریف لائے اور انکی آنکھیں دکھتی تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ میرے قریب آؤ وہ قریب ہوئے تو آپ نے انکی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن ڈالا۔ اسکے بعد سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آنکھیں وقت وفات تک کبھی نہ دکھیں پھر آپ نے جھنڈا اُن ہی کو عطا فرمایا۔

۵۷	وَدَعَا اَنْ لَا یَنَالَـهُ الْاَذٰی فَلِبَاسَ الصَّیْفِ یَرْضٰی شَاتِیًا		مِنْ شِتَاءٍ اَوْ مَصِیْفٍ مُشْتَعِلْ وَالْجُبَابَ حِیْنَ قَیْظٍ یَا تَـ	۱۶۹ ۱۷۰

الشاتی ذو الستاء۔ والجباب جمع الجبة ثوب الکم طویل یلبس فوق الثیاب والجمع ایضاً جبب والقیظ شدة الحر۔ وائتکل ای اکل بعضه بعضاً۔ لباس الصیف مفعول لیرضی۔ والجباب مفعول لمحذوف دل علیه یرضی (ترجمہ) اور آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے واسطے) دعا کی کہ ان کو سردی یا سخت گرمی کی تکلیف نہو تو سردی کے زمانہ میں وہ گرمیوں کا لباس پہنتے تھے اور جب سخت گرمی ہوتی تھی تو جاڑے کا لباس جبہ وغیرہ استعمال کرتے تھے۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جسکو بیہقی اور طبرانی (اوسط میں) اور ابونعیم نے بروایت عبد الرحمٰن بن ابی لیلی بیان کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سخت گرمی کے زمانہ میں بہت موٹا اور گاڑھے کپڑے کا جبہ پہنتے اور سخت سردی کے موسم میں وہ ہلکے کپڑے پہن لیتے تھے کہ ضرورت نہ گرمی کے موسم میں سرد کپڑوں کی ہوتی تھی نہ سردی کے موسم میں گرم کپڑوں کی۔ آپ سے اس کی وجہ دریافت کیگئی تو فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر میں فرمایا تھا کہ کل میں لڑائی کا جھنڈا ایک ایسے شخص کو دونگا جس کو اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت ہوگی۔ اور اسی کے ہاتھوں پر خیبر فتح ہوگا۔ اسکے بعد مجھکو بلا کر جھنڈا عطا فرمایا اور دعا فرمائی کہ الٰہی! اسکو سردی اور گرمی کی تکالیف سے بچالے۔ اس دعا کے بعد سے مجھکو نہ کبھی جاڑے کی تکلیف ہوئی نہ گرمی کی

۵۸	صَارَ عَیْنٌ لِقَتَادَةَ اِذْنُ		اَکْمَلَ الْعَیْنَیْنِ حُسْنًا وَّکَحَلْ	۱۷۱

عینٌ کحل ای مکحولة۔ وتقدیر العبارة اذن صار عین الخ۔

(ترجمہ) اس وقت (جبکہ معرکہ میں آنکھ نکل پڑی اور نبی کریم علیہ الصلوٰة والتسلیم نے اپنے دست مبارک سے اسکو پھر اسکی اصلی جگہ پر رکھدیا) حضرت قتادہ کی آنکھ خوبصورتی کے اعتبار سے دونوں آنکھوں میں کامل تر اور سرمگیں ہوگئیں۔

(ح) یہ واقعہ ماخوذ اس حدیث مبارک سے ہے جسکو ابن سعد نے بروایت زید بن اسلم بیان کیا ہے کہ قتادہ بن نعمان کی آنکھ نکل کر رخسارہ پر لٹک پڑی تو اسکو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اپنے اصلی موقع پر رکھدیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ عمدہ اور خوبصورت معلوم ہونے لگی اسی قسم کا مضمون اس حدیث میں بھی وارد ہے جسکو ابن عدی اور ابو یعلی اور بیہقی نے بسند عاصم بن عمر بن قتادہ بیان کیا ہے اور اسی قسم کی وہ حدیث بھی ہے جس کو ابونعیم نے بسند عبد اللہ بن ابی صعصعہ بیان کیا ہے۔ اور اسی قسم کی حدیث کی روایت ابونعیم نے بسند عاصم بن قتادہ بھی کی ہے۔

۵۹	وَالْیَمَانِیْ یَوْمَ مِیْلَادٍ اَتٰی		شَاهِدًا بِالْحَقِّ نُطْقًا مُنْفَصِلْ	۱۷۲

ثُمَّ لَمْ يَنْطِقْ بِحَرْفٍ وَاحِدٍ	بَعْدَهُ حَتّٰى تَرَبّٰى وَشَبَلْ	۱۷۳

تربیته غذاوته ۔ وشبل ای صار کالشبل ۔ و یوم میلاد ظرف لما بعدہ ومنفصل نعت نطفا ۔

(ترجمہ) ایک یمنی لڑکا پیدائش کے دن ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا (لایا گیا) اور آپ کے سچے رسول ہونے کی عیاں زبان سے گواہی دی ۔ اس کے بعد ہوشیار ہونے تک ایک لفظ بھی زبان سے نہ بولا ۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جسکو بیہقی اور ابن عسا کر نے بروایت معیقب یمانی بیان کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں حجۃ الوداع (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری حج) میں شریک تھا ۔ اسی اثنا میں مکہ کے گھروں میں پہنچا ۔ تو میں نے دیکھا کہ وہاں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں ۔ وہاں جا کر میں نے ایک عجیب بات دیکھی کہ اہل یمامہ میں سے ایک شخص ایک ایسے بچہ کو لیکر حاضر خدمت ہوا جو اسی روز پیدا ہوا تھا ۔ اس کو دیکھکر حضورؐ نے فرمایا کہ اے لڑکے میں کون ہوں ؟ اس نے عرض کیا کہ آپ خدا کے رسول ہیں آپ نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے اللہ تیری عمر میں برکت کرے ۔ اس کے بعد لڑکے نے ہوشیار ہونے کے وقت تک بات نہ کی ۔ ہم لوگوں نے اسی وجہ سے اس کو مبارک الیمامہ کا لقب دیا تھا ۔

۶۰	أَخْرَسُ شَبَّ عَلَى الْخَرَسِ أَتٰى	فَجَرٰى مِنْهُ لِسَانٌ وَارْتَجَلْ	۱۷۴

ارتجل بالکلام تکلم بہ من غیر ان یھیئہ ۔

(ترجمہ) ایک گونگا جو گونگے پن کی حالت میں جوان ہوا تھا آپ کے پاس آیا تو اس کی زبان چلنے لگی اور فی البدیہہ بولنے لگا ۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو بیہقی نے بسند شمر بن عطیہ اپنے بعض اساتذہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت ایک نوجوان لڑکے کو لیکر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرا یہ لڑکا یوم پیدائش سے اسوقت تک بات نہیں کرسکتا ہے آپ نے دریافت کیا کہ اے لڑکے بتلا میں کون ہوں ؟ وہ لڑکا بولا کہ آپ خدا کے رسول ہیں ۔

۶۱	وَزَنِيرَةُ أُضِرَّتْ بِالْعَمٰى	قَالَتِ الْكُفَّارُ زُورًا وَخَتَلْ	۱۷۵
	ضَرَّهَا اللَّاتُ وَعُزّٰى إِذْ رَمَتْ	اِمْتِعَاضًا مِنْهُمَا حَبْلَ الْوُصُلْ	۱۷۶
	فَشَفَاهَا اللّٰهُ لَمَّا أَنْ دَعَا	وَالْتَوَتْ أَعْنَاقُهُمْ خِزْيًا وَذُلْ	۱۷۷

ختل الذئب الصید تخفی لہ فھو خاتل ۔ وامتعض من غضب وشق علیہ ۔ وحبل الوصل مفعول لقولہ رمت وامتعاضا مفعول لہ من رمت

(ترجمہ) زنیرہ نامی (ایک صحابیہ) نابینا ہو گئیں تو کفار نے جھوٹ اور مکاری کے طور پر کہا کہ چونکہ اس نے لات وعزیٰ کے دینوں کو ترک کر دیا ہے اس لئے انھوں نے اس کو تکلیف دی ہے ۔ اور جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی صحت کیلئے دعا کی تو خدا نے انکو شفا دی اور کفار کی گردنیں ذلت و رسوائی کی وجہ سے ٹیڑھی ہو گئیں ۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جسکو بیہقی نے بروایت عروہ بیان کیا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بہت سے ایسے مملوکوں کو خرید کر آزاد کر دیا جو صرف اسوجہ سے ستائے جاتے تھے کہ وہ توحید خداوندی کے قائل تھے ۔ ایسے لوگ سات تھے انہیں زنیرہ بھی تھیں ۔ ان کی بینائی جاتی رہی تھی اور ان کو بھی اسی وجہ سے ستایا جاتا تھا کہ یہ توحید کی قائل تھیں ۔ مگر انھوں نے اسلام کا ترک

کر دیا گویا انکو پایا تو مشرکین کہنے لگے کہ اس پر نابینائی کی مصیبت لات و عزیٰ نے ڈالی ہے ۔ وہ بولیں کہ ہرگز نہیں تم غلط کہتے ہو۔ چنانچہ خداوند عالم نے ان کی بینائی ان کو دوبارہ عطا فرمائی ۔

۶۲	وَالَّتِیْ جَاءَتْ لِتُعْطٰی لُقْمَۃً	لَاکِہَا تَبْغِیْ حَیَاءً فَقَدْ عُزِلْ	۱۷۸
	زَالَ عَنْہَا مَا بِہَا وَاَصْبَحَتْ	فِیْ حَیَاءٍ اَوْجَدَضَرْبًا لِّلْمَثَلْ	۱۷۹

لَاکَ اللقمۃ یلوکہا مضغہا اھون المضغ واداربھا فی فمہ ۔ جملۃ لاکہا نعت للقمۃ ۔ وتبغی الخ حال من المستتر فی جاءت ۔ وقد عزل نعت لقولہ حیاءً ۔ (ترجمہ) اور وہ عورت کہ آپکی خدمت میں اس غرض سے حاضر ہوئی کہ اسکو ایک نوالہ مل جاوے تاکہ وہ اس کو چباوے اور جو حیا کہ اس سے جاتی رہی ہے اسکو حاصل ہو جائے (جب اس نے نوالہ چبالیا) تو جو مرض بےحیائی کا اس کے ساتھ تھا وہ دور ہو گیا اور حیاداری میں ضرب المثل ہو گئی (ح) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو طبرانی نے بروایت ابی امامہ بیان کیا ہے کہ ایک عورت بڑے سرے کی بدزبان تھی ۔ مردوں سے لڑتی جھگڑتی رہتی تھی ۔ اتفاقاً ایک مرتبہ آپ کے پاس سے ہو کر گذری اس وقت آپ ثرید (ایک قسم کا سالن کہ جس میں روٹیاں توڑ کر بھگو دی جاتی تھیں) تناول فرما رہے تھے ۔ اس نے آپ سے کھانے میں سے کچھ مل جانے کی خواہش کی ۔ آپ نے اس کو عطا فرمایا اس نے عرض کیا کہ آپ مجکو وہ نوالہ عطا فرمائیے جو آپ کے دہن مبارک میں ہے ۔ آپ نے اسکو وہی دیا اس نے اسکو کھالیا اس کا اثر یہ ہوا کہ اس پر حیا کا غلبہ ہوا ۔ اور مرتے دم تک اس نے کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کیا ۔

۶۳	وَشُرَحْبِیْلُ اُزِیْلَتْ عَنْ کَفِّہٖ	سِلْعَۃٌ صَدَّتْہُ عَنْ مَسْکِ الْجُدُلْ	۱۸۰

السلعۃ وھی کالغدۃ فی البدن ۔ والجدل جمع جدیل الزمام المجدول عن ادم ۔

(ترجمہ) حضرت شرحبیل کی ہتھیلی سے ایک غدود مٹ گیا جسکی وجہ سے وہ گھوڑے کی لگام مضبوطی سے نہ پکڑ سکتے تھے (ح) یہ واقعہ ماخوذ اس حدیث شریف سے ہے جس کو بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن سکن اور ابن مندہ اور بیہقی نے بروایت شرحبیل جعفی بیان کیا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ میری ہتھیلی میں ایک غدود سا نکل آیا تھا میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس غدود نے مجھ کو بہت تکلیف دے رکھی ہے ۔ اس کی وجہ سے نہ میں تلوار کا قبضہ پکڑ سکتا ہوں نہ گھوڑے کی لگام ۔ آپ نے میری ہتھیلی میں تھتکارا اور اپنی ہتھیلی غدود پر رکھدی اور اس کو اپنی ہتھیلی سے آپ ملتے رہے جب وقت آپ نے اپنا دست مبارک میری ہتھیلی سے علیحدہ کیا ہے اس وقت میری ہتھیلی پر غدود کا نشان بھی نہ تھا ۔

اَلْقِسْمُ الْخَامِسَ عَشَرَ

معجزاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی برکۃ الطعام والشراب

آپ کے ان معجزات کا ذکر جن کا تعلق کھانے اور پینے کی چیزوں میں برکت سے ہے

۶۴	وَدَعَا جَمْعًا مِّنْ اَہْلِ صُفَّۃٍ	کَابِدُوْا اَوَّلَ الْخُبْزِ وَاللَّیْلِ جَمَلْ	۱۸۱
	لِطَعَامٍ قَدْ رَمِقٍ قَدْ کَفٰی	لِلثَّمَانِیْنَ وَقَدْ زَادَ الْاُکُلْ	۱۸۲

اهل الصفة فقراء المهاجرين ومن لم یکن له منزل یسکنه فکانوا یاوون الی موضع مظلل فی مسجد المدینة یسکنونه وکابدہٗ مکابدۃ وکباداً قاساہ وتحمل المشاق فی فعلہ ... الآیۃ ... وقیل ما یکفی الا ... بالضم ملیال دهو رطلان او رطل وثلث ... او الانسان المعتدل او املأ کفیه ومد بہما یدیہ به ؛ قال الفیروزآبادی وقد جربت ذالک فوجدته صحیحا

قوله کابد والخ نعت لقوله اهل صفة ـ وقوله الطعام متعلق بقوله دعا =

(ترجمہ) آپنے اصحاب صفہ کی ایک جماعت کو جو راتوں کو عبادت کرتی اور ساری ساری رات جاگتی تھی کھانے کیلئے بلایا جبکی مقدار ایک مد تھی ـ یہ تھوڑی سی مقدار اسی آدمیوں کے لئے کافی ہوگئی اور جس قدر کھایا اس سے زیادہ بچ گیا ـ

(ف) اتخذوا اللیل جسکا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ انھوں نے رات کو اونٹ بنالیا تھا یعنی رات کے ساتھ وہ معاملہ کیا تھا جو اونٹ کیساتھ کیا جاتا ہے ـ یہ ایک محاورہ ہے جو رات بھر کام کرنیکے موقع پر بولا جاتا ہے (ح) یہ واقعہ ماخوذ اس حدیث شریف سے ہے جسکو ابن سعد اور ابن ابی شیبہ اور طبرانی اور ابونعیم نے بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ اہل صفہ کو میرے پاس بلالاؤ میں انکو بلالایا اس وقت آپ نے ہم سب کے سامنے ایک پیالہ رکھا جسمیں کوئی چیز جو کی بنی ہوئی تھی میرے خیال میں وہ ایک مد سے زائد نہ تھی آپ نے اپنا ہاتھ اسپر رکھ کر فرمایا کہ بسم اللہ کرکے کھاؤ ہم نے بقدر کھایا خوب کھایا ہم لوگ ستر اور اسی کے درمیان میں تھے ـ اس کے بعد ہم نے اپنے اپنے ہاتھ کھینچ لئے مگر وہ پیالہ ویسے کا ویسا ہی بھرا ہوا تھا کوئی فرق معلوم نہ ہوتا تھا فقط انگلیوں کا نشان اسمیں معلوم ہوتا تھا ـ

٦٥

١٨٣ وَابْنُ اَسْقَعٍ اِشْتَکٰی مِنْ فَاقَۃٍ ۔ مُذْ ثَلٰثٍ لَمْ یَذُقْ طَعْمَ الْاُکُلْ

١٨٤ فَدَعَا خُبْزًا بِسَمْنٍ فَتَّہٗ ۔ وَدَعَا قَوْمًا اِلَیْنَا بُوا النُّزُلْ

١٨٥ فَالثَّلٰثُوْنَ اَتَوْہُ وَانْتَہٰی ۔ کُلُّہُمْ شِبَعًا وَّبَعْدَہُمْ اَکَلْ

١٨٦ وَہُوَ بَاقٍ لَمْ یَزِدْہٗ اَکْلُہُمْ ۔ غَیْرَ تَکْثِیْرٍ وَمَا کَانَ اَقَلّ

فتہٗ دقہ وکسرہ بالاصابع ـ وانتابھم انتیاباً اتاھم مرۃ بعد اخریٰ ـ وسکون العین من اسقع للضرورۃ ـ وشبعا حال الکلھم

(ترجمہ) حضرت واثلہ بن اسقع نے فاقہ کی شکایت کی کہ تین دن سے کھانیکا مزہ نہیں چکھا ـ پس آپنے ایک روٹی منگواکر گھی میں اسکے ٹکڑے کردیئے اور ایک ایک جماعت کو بلایا کہ وہ باری باری سے اسکو کھائیں ـ پس تیس آدمی آپکے پاس آئے اور ان سب کا پیٹ بھر گیا اور ان سب کے بعد آپ نے کھایا ـ وہ کھانا اسی طرح بچا رہا ـ کم تو نہ ہوا بلکہ بجائے کم ہونے کے بڑھ گیا ـ

(ح) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو حاکم نے (حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے) بسند یزید بن ابی مالک بروایت واثلہ بن اسقع بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگوں پر تین دن بغیر کھائے پیئے گذر گئے ـ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس حالت کی خبر دی ـ آپنے دریافت کیا کہ گھر میں کوئی چیز کھانے کے قابل ہے ؟ لونڈی نے عرض کیا کہ ایک روٹی اور تھوڑا سا گھی ہے ـ آپ نے اس کو اپنے پاس منگوایا اور روٹی کے ٹکڑے اپنے دست مبارک سے کئے اور فرمایا کہ جاکر دس آدمیوں کو بلالاؤ ـ میں ان کو بلالایا ـ ہم سب نے ملکر کھایا اور خوب پیٹ بھر کر کھایا مگر اس کھانے پر فقط یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہماری انگلیوں سے کچھ نشان سے بن گئے ہیں جب ہم لوگ سیر ہوکر کھا چکے تو آپ نے فرمایا کہ دس آدمیوں کو اور بلا کر لاؤ

میں اسی طرح بلاتا رہا مگر اس کھانے میں بجز زیادتی کے اور کچھ معلوم نہ ہوا۔

٦٦	كَانَ فِي قَدَحٍ حَلِيبٌ فَاتِرٌ		وَابْنُ دَوْسٍ طَاوِي الْكَشْحِ دَخَلْ	١٨٧
	فَاسْتَأْذَنَ أَنْ يُضِيفَهُمْ صَحْبَهُ		يَشْرَبُوا نَهَلًا وَمَنْ قَدْ شَاءَ عَلّ	١٨٨
	فَادَارُوا الْقَدَحَ يَتَنَاوَبُونَهُ		وَارْتَوَى الْكُلُّ وَمَا نَاضَ السَّمَلْ	١٨٩

القدح محركة اناء يشرب فيه يروى الرجلين او اسم للكبير والصغير منه۔ والحليب اللبن المحلوب وقيل مالم يتغير۔ وفاتر ضعيف اراد به القليل۔ وطاوى الكشح اى الجائع۔ ونهلت الابل شربت اول الشرب۔ وعلّ الرجل شرب شربة ثانية او شرب بعد الشرب تباعًا۔ وارتوى من الماء واللبن نقع وشبع۔ والسمل محركة بقية الماء فى الحوض واراد به اللبن القليل۔

طاوى الكشح حال من المستتر فى دخل۔ وسقوط النون عن يشربوا على تقدير ليشربوا او على الضرورة۔

ترجمہ) ایک پیالہ میں تھوڑا سا دودھ تھا اور اتفاقاً حضرت ابوہریرہ بحالت گرسنگی تشریف لائے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ وہ اپنے باقی ساتھیوں کو بھی بلالیں۔ پھر جس کا دل چاہا ایک مرتبہ پیئے اور جس کا دل چاہے بار بار۔ دودھ کے اس پیالہ کا دور چلا۔ اپنی اپنی باری سے ہر شخص اس کو لیتا تھا یہاں تک کہ سب سیراب ہوگئے اور وہ تھوڑا سا دودھ ختم نہ ہوا۔ (ش) یہ واقعہ اس حدیث مبارک سے ماخوذ ہے جس کو بخاری نے بروایت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ میں اس خداوند عالم کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ میں بھوک کی شدت کی وجہ سے کلیجے کے بل زمین پر پڑا رہا کرتا تھا اور بسا اوقات شدت گرسنگی کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ میں بحالت گرسنگی راستہ پر بیٹھا ہوا تھا کہ اتفاقاً صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ادھر سے گذر ہوا میں نے قرآن کی ایک آیت کے معنے ان سے صرف اس غرض سے دریافت کئے کہ وہ آیت کے معنے پر توجہ کرکے مجھ کو ساتھ لیجاکر کچھ کھلا دیں گے مگر وہ تشریف لے گئے اور میری اصلی غرض پر انکی نظر نہ پڑی۔ اس کے بعد اتفاقاً حضرت فاروق اعظم ادھر سے ہوکر گذرے میں نے ان سے قرآن پاک کی ایک آیت کے معنے اسی غرض سے دریافت کئے کہ وہ مجھکو اپنی ساتھ لیجاکر کچھ کھلا دیں گے مگر وہ بھی تشریف لے گئے اور میری اصلی غرض کی جانب ان کا خیال نہ گیا۔ اس کے بعد اتفاقاً نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا گذر ہوا۔ آپ مجھکو دیکھ کر مسکرائے اور میرے چہرے سے میری حالت معلوم کرلی اور پکار کر فرمایا کہ ابوہریرہ! میں نے عرض کیا کہ لبیک یا رسول اللہ! فرمایا کہ ہمارے ساتھ آؤ۔ میں آپ کے پیچھے ہولیا آپ دولت خانہ کے اندر تشریف لے گئے میں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی آپ نے اجازت عطا فرمائی اور میں اندر پہنچا۔ وہاں جاکر دیکھا کہ ایک پیالہ میں تھوڑا سا دودھ رکھا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ گھر والوں نے عرض کیا کہ آپ کے لئے فلاں مرد یا فلاں عورت نے بطور ہدیہ کے بھیجا ہے آپ نے فرمایا کہ ابوہریرہ! میں نے عرض کیا کہ لبیک یا رسول اللہ! فرمایا کہ اہل صفہ کے پاس جاؤ اور ان کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل صفہ مہمانان اسلام تھے نہ انکے متعلقین تھے نہ ان کے پاس مال تھا۔ اس لئے آپ کے پاس جب صدقہ آتا تھا تو آپ اسکو اہل صفہ کے پاس بھجوا دیا کرتے تھے اور خود اس میں سے کچھ تناول نہ فرماتے تھے اور جب کوئی شخص آپکے پاس بطور ہدیہ کے کچھ بھیجتا تھا تو آپ اس میں سے کچھ خود کھا لیتے تھے اور باقی بچا ہوا اہل صفہ کے پاس بھیجدیا کرتے تھے۔ اور سب کو اس میں شریک

کرلیا کرتے تھے۔ خلاصہ یہ کہ مجھکو یہ بات بہت زیادہ گراں گذری اور اپنے دل میں کہا کہ کہاں یہ ذرا سا دودھ اور کہاں تمام اہل صفہ میں اپنے دل میں امید لگائے ہوئے تھا کہ اس دودھ میں سے ایک آدھ گھونٹ مجھکو بھی مل جاویگا جس سے کچھ تو ڈھارس ہوجائیگی اور اب تو آپ مجھکو قاصد بناکر بلانے کے لئے بھیج رہے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جب اہل صفہ آجائیں گے تو آپ مجھکو ہی حکم دینگے کہ میں تقسیم کردوں اور اس صورت میں مجھکو دودھ میں سے ایک قطرہ بھی نصیب نہ ہوگا لیکن خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں تھا چنانچہ میں ان کے پاس گیا اور بلاکر لایا۔ اور سب حضورؐ کے در دولت پر اپنے اپنے موقع پر بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ ابوہریرہ! میں نے عرض کیا کہ لبیک یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کہ یہ دودھ لو اور ان لوگوں کو دینا شروع کردو۔ میں پیالہ لیکر سب کو دینا شروع کیا جس شخص کے پاس لیجاتا تھا وہ اسکو خوب سیراب ہوکر پیتا تھا اس کے بعد پیالہ مجھکو واپس کرتا تھا پھر میں دوسرے شخص کو دیتا تھا وہ بھی خوب سیراب ہوکر پینے کے بعد پیالہ واپس کرتا تھا یہانتک کہ میں سب کو پلاتا ہوا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچا بجز میرے سب لوگ سیر ہوچکے تھے۔ آپ نے وہ پیالہ میرے ہاتھ سے لیا اور اس کو اپنے ہاتھ پر رکھ کر مجھ کو دیکھا اور تبسم فرمایا اور پھر فرمایا کہ ابوہریرہ! میں نے عرض کیا کہ لبیک یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کہ اب صرف دو شخص باقی رہ گئے ایک میں اور ایک تم۔ میں نے عرض کیا کہ بیشک آپ سچ فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اب تم بیٹھ کر پیو۔ میں نے خوب پیا آپنے فرمایا کہ اور پیو میں نے دوسری مرتبہ خوب پیا۔ آپ برابر یہی فرماتے جاتے تھے کہ اور پیو اور پیو۔ بالآخر میں نے مجبور ہوکر عرض کیا کہ میں اس ذات کی قسم کھاکر عرض کرتا ہوں جس نے آپ کو سچا رسول بناکر بھیجا ہے کہ میرے پیٹ میں اب بالکل جگہ ہی باقی نہیں ہے اور یہ کہکر پیالہ آپ کو دیدیا آپنے خدا کی تعریف کی اور بسم اللہ کہکر باقی ماندہ دودھ پیا۔

۶۷	وَاَغْنَدَ وَاَیُّومًا بِثَرِیْدِ قَصْعَۃٍ وَهِیَ مَلْأَی قَدْ رَبَتْ مِنْ فَوْقِهَا		مِنْ لَدُنْ صُبْحٍ اِلٰی ظُهْرٍ وَصَلْ وَاسْتَدَارَتْ تَجْتَلِی مِثْلَ الْقُلَلْ	۱۹۰ ۱۹۱

اَلثَّرِیْدُ کِسْرَۃُ الْخُبْزِ الْمَبْلُولَۃِ بِمَاءِ اللَّحْمِ وَالْجَمْعُ ثَرَائِدُ۔ وَالْقَصْعَۃُ الصَّحْفَۃُ وَالْمَلْأَی الْمُمْتَلِئَۃُ۔ وَرَبَتْ زَادَتْ۔ وَالْقُلَلُ جَمْعُ قُلَّۃٍ رَاسُ الْجَبَلِ (ترجمہ) ایک پیالہ میں ثرید تھا اسکو آنے والوں کی جماعتیں صبح سے ظہر کے وقت تک آتی اور کھاتی رہیں اور وہ وسط میں اس طرح اونچا معلوم ہوتا تھا جس طرح پہاڑ کی چوٹی اونچی معلوم ہوتی ہے۔

(ح) یہ واقعہ ماخوذ اس حدیث شریف سے ہے جس کو دارمی اور ابن ابی شیبہ اور ترمذی اور حاکم اور بیہقی (ان حضرات نے اس روایت کو صحیح فرمایا ہے) اور ابونعیم نے بروایت سمرہ بن جندب بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک پیالہ جس میں کچھ کھانا تھا لایا گیا۔ لوگ صبح سے ظہر تک کہاتے رہے۔ ایک جماعت کھا کر فارغ ہوتی تھی تو دوسری جماعت بیٹھ جاتی تھی تو ایک شخص نے سمرہ سے کہا کہ کیا اس پیالہ میں اور کھانا ڈالا جاتا تھا انھوں نے فرمایا کہ اس میں کھانا اور تو کہیں سے لاکر نہ ڈالا جاتا تھا ہاں وہاں سے (آسمان کی طرف اشارہ کرکے) اس میں کھانا بیشک ڈالا جاتا تھا۔

۶۸	اٰلُ مَسْعُوْدٍ یَفِیْهِمْ اَعْنُزٌ		فَکَفَاهُمْ نِصْفُ شَاۃٍ وَفَضَلْ	۱۹۲

یَفِی مُضَارِعٌ مِنْ وَفٰی یَفِی وَالْاَعْنُزُ جَمْعُ الْعَنْزِ الْاُنْثٰی مِنَ الْمَعْزِ وَالْجَمْعُ اَیْضًا عُنُوْزٌ وَعِنَازٌ۔

(ترجمہ) حضرت مسعودؓ صحابی کے کنبہ کو (پیٹ بھرنے کے لئے) کئی بکریوں کی ضرورت ہوا کرتی تھی لیکن آپ کی دعا سے،

آدھی بکری کافی ہو گئی اور اس میں سے بھی کچھ بچ رہا۔

(حم) یہ واقعہ ماخوذ اس حدیث شریف سے ہے جس کو طبرانی نے بروایت مسعود بن خالد بیان کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں ایک بکری بطور ہدیہ کے بھیجکر اپنے کسی کام کو چلا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا نصف گوشت واپس کر دیا جب میں واپس آیا تو میں نے دیکھا کہ گھر میں کچھ گوشت رکھا ہوا ہے، دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ گوشت اس بکری کا ہے جو آپ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کی گئی تھی۔ میں نے اپنی بی بی سے کہا کہ پھر اس گوشت کو بیفائدہ کیوں رکھ چھوڑا ہے بال بچوں کو کھلا دیا ہوتا۔ وہ بولیں یہ گوشت تو وہ ہے کہ جو ان کے کھانے سے بچا ہے جب حضور نے یہ گوشت واپس کیا ہے تو اسی وقت میں نے ان سب کو کھلایا تھا۔ یہ کنبہ اسقدر بڑا تھا کہ ان کے لئے دو دو اور تین تین بکریاں ذبح کی جاتی تھیں۔ اور بسا اوقات وہ بھی ناکافی ہوتی تھیں۔

69 وَقَضَى عَنْ جَابِرٍ مِنْ صُبْرَةٍ ۔۔۔ مَا عَلَيْهِ مِنْ دُيُونٍ لَا تَنْقُلُ 193

لَمْ تَكُنْ تَكْفِي إِذَا أَحْصَيْتَهَا ۔۔۔ بَعْضَ مَا أَدَّانَ فَقُمْ وَاذْهَبْ وَكُلْ 194

وَقَضَاهَا مُوفِيًا إِذْ أَنْكَرُوا ۔۔۔ حَطَّهَا شَيْئًا وَتَأْخِيرَ الْأَجَلْ 195

الصبرة بالضم ما جمع من الطعام بلا كيل ووزن۔ وادّان الرجل اذا اخذ دينا۔ قوله ما عليه مفعول لقوله قضى ولا تنقل نعت لما قبله۔ والخطاب في قوله احصيتها۔ وقم واذهب وكل عام كقوله تعالى ولو ترى اذ وقفوا الخ۔ والاضافة في قوله حطها من اضافة المصدر الى مفعوله۔ **ترجمہ** حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قرض آپ نے ایک ڈھیری سے ادا کر دیا جو کہ بہت سا تھا حالانکہ اگر تم اسکو جانچتے (تو ظاہر ہو جاتا) کہ ان کے قرض کے بعض حصہ کو بھی اس ڈھیری سے ادا کرنا ناممکن تھا۔ اور جب قرضخواہوں نے دونوں باتوں سے انکار کر دیا کہ وہ نہ تو قرض کا کوئی حصہ معاف کریں گے اور نہ ادائے قرض کی مہلت میں توسیع کریں گے تو آپ نے اسی ڈھیری سے ان کا قرض پورا ادا کر دیا۔

(حم) یہ واقعہ ماخوذ اس حدیث مبارک سے ہے جس کو بخاری نے بسند شعبی بروایت جابر رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ میرے باپ جنگ احد میں شہید ہوئے اور انھوں نے چھ لڑکیاں چھوڑیں اور بہت سا قرض چھوڑا۔ جب کھجوریں پک گئیں اور وہ وقت آیا کہ انکو درخت پر سے توڑا جائے تو میں نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ واقف ہیں کہ میرے والد شہید ہو گئے۔ اور بہت سا قرض ان پر ہے۔ میری خواہش تھی کہ قرضخواہوں کی نظر آپ پر پڑتی۔ آپنے فرمایا کہ تمہارے کھجوروں کے درختوں پر جتنے قسم کے چھوارے ہیں توڑ کر ان سب کو ایک جگہ فراہم کرو۔ میں نے ارشاد نبوی کی تعمیل کی اور آپ کی خدمت میں بغرض شرکت حاضر ہوا آپ وہاں تشریف لائے اور بڑی ڈھیری کے آس پاس تین مرتبہ گھومے اور اسی پر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد فرمایا کہ جا کر قرضخواہوں کو بلا لاؤ جب وہ لوگ آگئے تو آپ نے ناپ ناپ کر ان کو دینا شروع کیا یہانتک کہ خداوند عالم نے میرے باپ کے سارے قرض کو اس میں سے ادا کرا دیا اور میں اسی پر زیادہ خوش تھا کہ میرے اور میری بہنوں کے لئے اس میں سے ایک چھوارا بھی نہ بچے مگر والد مرحوم کا قرض سب ادا ہو جائے لیکن خدا کی قسم! ساری ڈھیریاں سالم بچ رہیں یہانتک کہ جس ڈھیری پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اس میں سے مجھ کو ایک چھوارا بھی کم معلوم نہ ہوتا تھا۔

۷۰	اَرْبَعِیْنَ مِنْ عَشِیْرٍ قَدْ دَعَا	اِذْ وَاَنْذِرْ فِی الْعَشِیْرَۃِ نَزَلْ	۱۹۶
	کَانَ کُلٌّ مِنْهُمْ مِنْ بَسْطِہٖ	اَکْلاً جَذْعًا وَشِرِّیْبَ الْقُلَلْ	۱۹۷
	فَانْتَہَوْا شِبْعًا وَرِیًّا کُلُّھُمْ	مِنْ طَعَامِ الرِّجْلِ وَقَعْبِ الرِّسَلْ	۱۹۸
	قَالَ اِذْ ذَاکَ اَبُوْ لَھَبٍ بِمَا	عَمَّھُمْ سِحْرًا وَفَاجَاکُمْ ھَبِیْلْ	۱۹۹

جذع من البہائم ماقبل الثنی والجمع جذاع وجذعان بکسر الجیم وضمہا۔ وشریب مبالغۃ شارب۔ والقلل جمع القلۃ الجرۃ العظیمۃ۔ والقعب بالفتح القدح الضخم الغلیظ الجافی والجمع اقعب وقعاب وقعبۃ۔ والرسل محرکۃ ذوات اللبن۔ وفاجا علی وزن قاتل وسکون الہمزۃ للضرورۃ۔ والھبل محرکۃ الثکل وثکتف ھوالذئب المحتال۔ واربعین مفعول لقولہ دعا۔ وجذعا لقولہ اکلاً۔ (ترجمہ) جب یہ آیت نازل ہوئی کہ وانذر عشیرتک الاقربین تو آپ نے اپنے خاندان کے چالیس آدمیوں کو بلایا جن میں سے ہر ایک بوجہ موٹے تازے ہونے کے ایک بکرے کی خوراک رکھتا تھا اور ایک مشکیزہ پینے والا تھا۔ آپ کے یہاں سب کا پیٹ بھر گیا بکری کے ایک دست اور دودھ کے ایک پیالے سے اسوقت عبدعزیٰ ابولہب بطور عناد کے انکار کر کے کہنے لگا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تم سب پر سحر کر دیا ہے اور تم سب پر ایک مصیبت عظیمہ پڑ گئی ہے۔ (ف) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جسکو ابن اسحاق اور بیہقی نے بروایت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت کہ وانذر عشیرتک الاقربین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اے علی! بکری کا ایک دست پکاؤ اور اس میں ایک صاع (زیادہ سے زیادہ پونے چار سیر) گیہوں ڈالو۔ اور ایک بڑے پیالے میں دودھ لا کر رکھو۔ اور اس کے بعد خاندان عبدالمطلب کو جمع کرو۔ میں نے ارشاد نبوی کی تعمیل کی سب کے سب جمع ہو گئے۔ یہ مجمع کم وبیش چالیس آدمیوں کا تھا۔ اسی مجمع میں آپ کے چچا ابوطالب۔ حمزہ۔ عباس۔ ابولہب بھی تھے۔ میں نے ان لوگوں کی طرف اس سامان دعوت کو بڑھایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے گوشت کا ایک ٹکڑا لیکر اور دانت سے کاٹکر اس پیالے کے آس پاس ڈالدیا اور فرمایا کہ بسم اللہ کر کے کھاؤ۔ سب نے خوب سیر ہو کر کھایا کھانے سے فراغت کے بعد بجز اس کے کہ انگلیوں کے نشان اس کھانے پر معلوم ہوتے تھے اور کوئی اثر کھانے کا اس میں معلوم نہ ہوتا تھا۔ اور خدا کی قسم جسقدر گوشت میں نے پکایا تھا ایک شخص کھا سکتا تھا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے علی! ان کو دودھ پلاؤ میں دودھ کا پیالہ لیکر آیا ان سب نے خوب سیر ہو کر پیا اور خدا کی قسم! اسقدر دودھ ایک شخص پی سکتا تھا۔ اس کے بعد نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے ارادہ کیا کہ کچھ فرما دیں۔ ابولہب اسی وقت بول اٹھا کہ اس شخص نے تم سب پر جادو کر دیا ہے اس کو سنکر سب وہاں سے منتشر ہو گئے اور حضور کو ان سے بات کرنیکا موقع نہ ملا۔ کل کو آپ نے پھر یہی فرمایا کہ اے علی! جس طرح کل کھانا اور دودھ تیار کیا تھا اسی طرح آج بھی تیار کرو۔ میں نے ارشاد نبوی کی تعمیل کی اور سب کو بلا کر لایا۔ حضور نے کھانے کے اول میں جس طرح کل کیا تھا اسی طرح آج بھی کیا۔ یہ لوگ خوب کھا پی کر سیر ہوئے اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ اے بنی عبدالمطلب! خدا کی قسم! مجھکو کوئی ایسا عربی شخص معلوم نہیں جو تمھارے پاس اس دین سے افضل دین لایا ہو جو میں تمھارے پاس لیکر آیا ہوں۔ میں تمھارے پاس دین و دنیا کی بھلائی لیکر آیا ہوں۔ اسی قسم کا مضمون اس حدیث میں بھی ہے جس کو ابونعیم نے روایت کیا ہے۔

٧١ مَجَّ فِی مَاءِ السَّطِیحِ فَارْتَوٰی | ذٰلِکَ الْجَمْعُ الْکَثِیْرُ وَانْتَهَلْ ٢٠٠
وَهِیَ مَلْاٰی لَمْ یَغِضْ مِنْ مَائِهَا | بَلْ وَزَادَتْ اِمْتِلَاءً وَکَمُلْ ٢٠١

مجّ الشراب من فیہ رمیٰ والسطیح المزادۃ - وانتہل ای نہل وغاض الماء اذا ذھب فی الارض

ترجمہ) آپ نے پکھال کے پانی میں کلی کر دی تو اس کثیر مجمع نے تھوڑے سے پانی سے سیرابی حاصل کی اور وہ پکھال بھری رہی اس کا پانی بالکل کم نہ ہوا بلکہ اور زیادہ بھری ہوئی اور کامل معلوم ہوتی تھی۔ (ح) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جسکو شیخین نے بروایت عمران بن حصین بیان کیا ہے کہ ہم لوگ ایک سفر میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ تھے لوگوں نے آپ سے پیاس کی شکایت کی۔ آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ایک اور صحابی کو بلا کر فرمایا کہ تم دونوں یہاں سے جاؤ اور پانی ڈھونڈھ کر لاؤ۔ یہ دونوں گئے تو ان کو ایک عورت ملی جو کہ اونٹ پر پانی کی دو پکھالیں رکھے ہوئے تھی۔ اور درمیان میں خود بیٹھی ہوئی تھی۔ ان دونوں حضرات نے اس سے دریافت کیا کہ یہاں سے پانی کس قدر دور ہوگا اس نے کہا کہ مجھکو پانی کل اسی وقت ملا تھا۔ یہ دونوں اس کو لیکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ایک برتن طلب فرمایا اور پکھالوں کا منہ کھولکر اس برتن میں تھوڑا سا پانی ڈالا اور پانی میں کلی کر کے اس کو پکھالوں میں ڈالدیا اور ان کا منہ بند کر دیا اور اس کا وہ منہ کھولا جو نیچے کی جانب کو تھا اور تمام مسافروں کو اعلان کیا گیا کہ جس کو پانی پینا ہو وہ پیئے اور جسکو بھرنا ہو وہ رکھ لے۔ اس حکم کی تعمیل میں بعض نے پانی پیا اور بعض نے رکھا اور وہ عورت کھڑی ہوئی دیکھ رہی تھی خدا کی قسم اس پانی کو لیکر سب فارغ ہو گئے اور معلوم ہوتا تھا کہ جس وقت پانی اس سے لینا شروع کیا گیا تھا اس سے زیادہ اب موجود ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس عورت کو کچھ جمع کر کے دیدو۔ لوگوں نے کچھ عمدہ چھوارے کچھ آٹا کچھ ستو بہت سی مقدار میں جمع کر کے اس عورت کو دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تجھکو معلوم ہے کہ ہم نے تیرا پانی ذرا سا بھی نہیں لیا۔ ہاں خداوند عالم نے ہمکو اس ذریعے پانی پلا دیا۔ وہ عورت اپنے گھر گئی۔ چونکہ یہاں اس حالت میں اس عورت کو دیر ہو گئی تھی اس لئے وہ اپنے گھر دیر سے پہنچی لوگوں نے دیر سے آنیکی وجہ پوچھی وہ بولی کہ عجب واقعہ پیش آیا۔ راستہ میں مجھکو دو شخص ملے اور اس شخص کے پاس لیگئے جس کو صابی (اپنا دین چھوڑ کر دوسرے دین کو اختیار کرنیوالا) کہتے ہیں اس نے میرے پانی کیسا تھ یہ عجیب بات کی۔ اور ساری سرگذشت سنا کر کہا کہ وہ یا تو ان لوگوں سے بڑھ کر جادوگر ہے جو آسمان و زمین کے درمیان بستے ہیں۔ یا وہ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مسلمانوں کا یہ طریقہ ہو گیا کہ وہ ان مشرکین پر تو حملہ کرتے تھے جو اس عورت کی بستی کے آس پاس رہتے تھے مگر اس جماعت پر حملہ نہ کرتے تھے جس میں وہ عورت داخل تھی۔ ایک روز وہ عورت بولی کہ میں سمجھتی ہوں کہ مسلمان تم کو قصداً بچاتے ہیں اس لئے اب تم سب کو مسلمان ہو جانا چاہئے ان لوگوں نے اس کی بات مان لی اور سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ اس حدیث کا ذکر پہلے بھی آچکا ہے۔

٧٢ اِذْ اَتَوْا بِئْرًا قَلِیْلًا مَاؤُهَا | لَا یُرٰی مِنْ نَزْحِهَا فِیْهَا سَمَلْ ٢٠٢
ثُمَّ رَمٰی سَهْمًا بِاَدْنٰی قَعْرِهَا | جَاشَتْ فِیْهَا الْمَاءُ وَانْسَحَّ السُّبُلْ ٢٠٣

القعر من کل شیء اقصاہ وعمقہ ونہایۃ اسفلہ۔ الجمہر فحور۔ والنجم الشب --

(ترجمہ) صحابہ کا لشکر جب ایسے کنویں پر پہنچا جسمیں پانی بہت کم تھا اور چونکہ اس کا تھوڑا سا پانی بھی نکال لیا گیا تھا اسلئے اس میں ذراسا پانی بھی معلوم نہ ہوتا تھا۔ آپ نے اس کی گہرائی میں ایک تیر گاڑ دیا تو پانی نے جوش مارنا شروع کیا اور سوت جاری ہوگئے (شرح) یہ واقعہ اس حدیث مبارک سے ماخوذ ہے جس کو ابونعیم نے بروایت واقدی رحمۃ اللہ بیان کیا ہے کہ ناجیہ بن الاعجم کہا کرتے تھے کہ جب (بحالت سفر) آپ سے پانی کی قلت کی شکایت کی گئی تو آپ نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالکر مجکو عطا فرمایا اور کنویں کے پانی کا ایک ڈول منگواکر وضو کیا اور منہ میں کلی کا پانی لیکر ڈول میں ڈالدیا اور مجھ سے فرمایا کہ اس ڈول کو لیکر کنویں میں اتر دو اور اسکو کنویں میں ڈالدو اور تیر اسمیں گاڑ دو میں نے ارشاد کی تعمیل کی۔ میں اس ذات کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ جس نے آپکو نبی برحق بناکر بھیجا تھا کہ میں کنویں سے بوجہ شدت و برکت آب کے نکل نہ سکتا تھا۔ پانی اسطرح ابلتا تھا جس طرح ہانڈی ابلتی ہے حتی کہ کناروں تک لبریز ہوگیا۔ اور قافلہ والے اس کے اطراف سے اپنے ہاتھوں سے پانی بھرنے لگے اور سب سیراب ہوگئے۔ اسوقت منافقین کی ایک جماعت بھی موجود تھی۔ پانی اور اس کی تیز روی اور لوگوں کی سیرابی کو دیکھ رہی تھی۔ بالآخر اوس بن خولی نے عبداللہ بن ابی (منافق) سے کہا کہ اے ابوالحباب بدنصیب کیا اب بھی اسکا وقت نہیں آیا کہ جس طرز کو تو نے اختیار کر رکھا ہے اس پر غور کرے۔ کیا اب اس کے بعد بھی کچھ شک باقی رہ گیا ہے۔ ہم پانی کے کنویں پر پہنچے کہ بمشکل تمام ہمکو ذراسا پانی میسر آسکتا تھا۔ آپنے ڈول میں وضو کی کلی کرکے کنویں میں ڈلوادیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پانی سے سارا قافلہ سیراب ہوگیا۔ ابن ابی بولا کہ اس جیسے اتفاقی واقعات ہم دیکھ چکے ہیں (اسلئے) ان کا اثر ہم پر کچھ نہیں۔ اوس بولے کہ اللہ تعالیٰ تیرا اور تیرے اس خیال کا برا کرے۔ اسکے بعد ابن ابی حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ آج کا واقعہ تم نے دیکھا۔ تو عرض کرنے لگا کہ میں نے آج کا سا واقعہ کبھی دیکھا ہی نہیں آپنے فرمایا کہ پھر تم نے اوس کے جواب میں اسکو اتفاقی واقعہ کیوں کہا تھا؟ وہ بولا کہ میں خدا سے توبہ کرتا ہوں۔ اس کے بیٹے (صحابی تھے) نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اس کے لئے دعا فرماویں آپ نے دعا فرمائی۔

۷۳	كَانَ لِلْمِيضَاةِ شَانٌ مَا رَاٰى ضَمَّهٗ فِيْ ضِبْنِهٖ ثُمَّ دَعَا		مِثْلَهُ الرَّاؤُوْنَ فِيْ كُتُبِ النِّحَلْ فَاسْتَقَى السَّبْعُوْنَ مَا فِيْهِ خَلَلْ	۲۰۴ ۲۰۵

المیضاۃ بالکسر مع القصر والمد المطہرۃ یتوضأ منہا۔ والنحل جمع النحلۃ المذہب و الدیانۃ۔ والضبن ما بین الکشح و الابط (ترجمہ) آپ کے وضو کے برتن کا بھی ایک عجیب واقعہ گذرا کہ اس جیسا واقعہ کتب مذاہب میں کسی نے نہیں دیکھا یہ واقعہ اسطرح ہوا کہ اس برتن کو اٹھا کر آپ نے دعا کی تو اس میں اسقدر پانی آیا کہ ستر آدمیوں نے اس سے اپنی پیاس بجھائی۔

(شرح) یہ واقعہ اس حدیث مبارک سے ماخوذ ہے جس کو بیہقی نے بروایت ابوقتادہ بیان کیا ہے کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ایک لشکر کیساتھ تشریف لے گئے۔ ایک راستہ پر پہنچکر آپ بغرض قضائے حاجت پیچھے رہ گئے اور میں آفتابہ لیکر آپکے ساتھ ہولیا۔ جب آپ قضائے حاجت سے فارغ ہوچکے تو میں آفتابہ لیکر حاضر ہوا اور آپ کو وضو کرایا۔ اور آپ نے وضو کرنے کے بعد فرمایا کہ اس آفتابہ کو حفاظت سے رکھنا۔ عجب نہیں کہ اس سے کوئی بڑی بات ظاہر ہو۔ اور حضور نے یہ بھی فرمایا کہ اگر اہل لشکر صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی اطاعت کریں گے تو آرام سے رہیں گے اور اگر انکی بات نہ مانیں گے تو تکلیف اٹھاویں گے راوی فرماتے ہیں کہ ان دونوں اکابر نے لشکر کو یہ مشورہ دیا تھا کہ جب تک کسی جگہ پانی نہ مل جاوے اسوقت تک قیام نہ کیا جاوے بلکہ سفر جاری رکھا جاوے۔ اور لشکر

کی رائے یہ ہوئی کہ ہم کو اسوقت تک کیلئے ٹھہرنا چاہئے جسوقت تک حضور تشریف لے آویں چنانچہ سب ٹھہر گئے۔ اور حضور مع اپنے خادم کے تشریف لائے اور یہ وقت دوپہر کا تھا۔ اس وقت سبکو پیاس لگی تب آپ نے مجھکو آفتابہ لانیکا حکم دیا۔ میں اسکو لیکر حاضر ہوا۔ آپ نے اسکو کچھ دیر بغل میں رکھ کر اسکا پانی لوگوں کو دینا شروع کیا۔ تو سب نے خوب سیراب ہو کر پیا اور وضو بھی کیا۔ اور جس کے پاس جسقدر برتن تھے سب بھر لئے۔ آپ نے فرمایا کہ اور کوئی برتن تو خالی نہیں رہ گیا۔ اسوقت مجھ کو یوں معلوم ہوتا تھا کہ اس آفتابہ [illegible] کا پانی اسی قدر ہے جس قدر کہ اس سے قبل تھا۔ لشکر کی تعداد اس وقت بہتر آدمیوں کی تھی۔

۷۴	بَاهِلِيُّونَ رَأَوْا فَأَسْلَمُوا		زَالَ جُوعُ البَاهِلِيِّ وَانْتَهَلْ	۲۰۶

(ترجمہ) قوم بنی باہلہ نے جب یہ دیکھا کہ ایک باہلی مسلمان کی بھوک بغیر کھانا کھانے کے زائل ہوگئی اور وہ سیراب ہوگیا تو سب کے سب مسلمان ہوگئے۔ (ش) یہ واقعہ اس حدیث مبارک سے ماخوذ ہے جسکو ابو یعلی اور بیہقی اور ابن عساکر نے کئی سندوں سے بروایت ابو غالب از ابامہ باہلی بیان کیا ہے کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری قوم کے پاس بھیجا میں ان کے پاس پہنچا تو بہت ہی بھوکا تھا اور وہ لوگ خون کھا رہے تھے۔ انھوں نے مجھکو بھی کھانے کے لئے بلایا۔ میں نے ان سے کہا کہ میں اسی قسم کی چیزوں سے تم کو منع کرنے کیلئے آیا ہوں۔ میں اسکو کیونکر کھا سکتا ہوں۔ ان سب نے یہ سنکر میرا مذاق اڑانا شروع کیا اور مجھ کو جھٹلانا اور جھڑکنا شروع کردیا۔ میں انکے پاس سے واپس ہوا تو بہت زیادہ بھوکا اور پیاسا تھا اور بہت سخت تکلیف میں مبتلا تھا۔ اتفاقاً مجھ کو نیند آگئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص آیا اور مجھ کو دودھ سے بھرا ہوا ایک برتن دیا۔ میں نے اسکو لیکر خوب سیر ہوکر پیا کہ میرا پیٹ پھول گیا۔ اس کے بعد میری قوم کے لوگوں میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ تمھارے پاس تمھاری ہی قوم میں سے ایک شریف شخص آیا۔ تم نے اس کیساتھ برا معاملہ کرکے اسکو واپس کیا۔ مناسب یہ ہے کہ اس کے پاس جاکر اسکو کچھ کھلاؤ پلاؤ۔ چنانچہ وہ کھانا اور پانی لیکر میرے پاس آئے میں نے ان سے کہا کہ اب تو مجھ کو نہ کھانے کی ضرورت ہے نہ پینے کی۔ وہ بولے کہ ہم نے تو تم کو ابھی تھوڑی دیر گذری کہ بھوک اور پیاس سے زیادہ مضطرب دیکھا تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو کھلا بھی دیا اور پلا بھی دیا۔ یہ کہکر میں نے ان کو اپنا پیٹ دکھایا جس کو دیکھ کر وہ لوگ سب کے سب مسلمان ہوگئے۔

۷۵	أَسْلَمَتْ دَوْسٌ جَمِيعًا إِذْ رَأَوْا		أُرْوِيَتْ أُمُّ شَرِيكٍ بِالْعَلَلْ	۲۰۷

اروی فلانا جعلہ ریان۔ والعلل محرکۃ الشرب الثانی۔ وتانیث اسلمت علی ارادۃ القبیلۃ:

(ترجمہ) قبیلہ دوس مسلمان ہوگیا جب کہ اس نے یہ دیکھا کہ ام شریک کو خوب سیر ہوکر پانی پلایا گیا ہے۔

(ش) یہ واقعہ اس حدیث مبارک سے ماخوذ ہے جس کو ابن سعد نے بروایت واقدی از ولید بن مسلم از منیر بن عبید اللہ دوسی بیان کیا ہے کہ ام شریک (جو کہ قبیلہ دوس کی ایک عورت ہے) کے خاوند ابو العکر نامی مسلمان ہوکر مع ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خاوند کی روانگی کے بعد ابو العکر کے گھر والے ام شریک کے پاس آکے اور کہنے لگے کہ غالباً تو بھی ابو العکر کے دین پر ہے۔ وہ بولیں کہ خدا کی قسم! میں اسی دین پر ہوں۔ یہ لوگ بولے کہ تیرا خاوند تو یہاں موجود نہیں لیکن ہم تجھکو سخت سے سخت تکلیفیں دیں گے۔ یہ کہکر ان کو ایک بہت برے اونٹ پر کہ جس پر سوار ہوکر سوار ہونیوالے کو سخت تکلیف ہوتی تھی سوار کیا۔ یہ اونٹ برا بھی تھا اور شریر بھی۔ راستہ میں شہد کے ساتھ روٹی تو کھانیکو دیتے تھے مگر پانی کا

ایک قطرہ بھی پینے کے لئے نہ دیتے تھے اسی حالت میں آدھا دن گذر گیا اور آفتاب کی گرمی سخت ہوگئی اور یہ سب کے سب گرمی سے پریشان تھے۔ اس کے بعد یہ لوگ ایک جگہ اترے اور خیمے گاڑے۔ مگر ان کو دھوپ ہی میں رکھا۔ اسکی وجہ سے ان کی عقل بھی جاتی رہی اور نہ کانوں سے کچھ سنائی دیتا تھا۔ نہ آنکھوں سے کچھ دکھائی دیتا تھا۔ ان کی ساتھ ان کی قوم کا یہ معاملہ تین دن تک رہا تیسرے دن ان سے کہا کہ تونے جس دین کو اختیار کیا ہے اسکو چھوڑ دے۔ ام شریک فرماتی ہیں کہ میرے ہوش و حواس چونکہ ان تکالیف کی وجہ سے مختل ہو چکے تھے اسلئے ان کی بات بڑی مشکل سے اسوقت سمجھ میں آئی جب کہ وہ ایک ایک لفظ کر کے کہتے گئے مگر میں نے انکے جواب میں فقط انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کر کے انکو سمجھا دیا کہ میں توحید کی قائل ہوں۔ ام شریک فرماتی ہیں کہ اسی حالت پر مجھکو یہ زمانہ گذرا اور میں حد سے زیادہ تکلیفوں میں مبتلا تھی کہ یکایک مجھکو معلوم ہوا کہ میرے سینے پر ٹھنڈے پانی کا ڈول رکھا ہوا ہے۔ اور اس کی ٹھنڈک میرے سینہ کو محسوس ہونے لگی میں نے اس ڈول کو لیکر اس سے پانی پیا اور ایک ہی سانس میں بہت زیادہ پی لیا۔ اس کے بعد وہ ڈول سینے پر سے اٹھا لیا گیا میں اس کو دیکھنے لگی تو دیکھا کہ وہ ڈول آسمان اور زمین کے درمیان میں لٹکا ہوا ہے میں اسکو پکڑ نہ سکی۔ اسکے بعد وہ ڈول میری طرف دوبارہ لٹکایا گیا تو میں نے پھر اسے ایک سانس میں بہت سا پانی لیا وہ ڈول پھر اٹھا لیا گیا میں پھر اسکو دیکھنے لگی تو دیکھا کہ وہ پھر آسمان اور زمین کے درمیان میں لٹکا ہوا ہے تیسری مرتبہ وہ ڈول پھر میری طرف کو لٹکایا گیا۔ اسوقت میں نے اس سے خوب سیراب ہو کر پی لیا اور ٹھنڈک حاصل کرنے کیلئے تھوڑا پانی سر اور چہرہ پر ڈالا اور کچھ کپڑوں پر چھڑکا اس کے بعد لوگ نکلے اور مجھ کو اس حالت میں دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ پانی کہاں سے ملا؟ میں نے کہا کہ خدا نے مجھ کو عطا فرمایا۔ وہ لوگ یہ سمجھکر کہ مجھ کو کسی طرح ان کی مشکوں کا پانی ملگیا ہے اپنی اپنی مشکوں کا پانی دیکھنے گئے تو دیکھا کہ ان کے منہ اسی طرح بندھے ہوئے ہیں جس طرح انھوں نے باندھے تھے۔ اسوقت وہ کہنے لگے کہ اب ہم بھی اقرار کرتے ہیں کہ جو خدا تمھارا ہے وہی خدا ہمارا بھی ہے اور ان تکالیف کے بعد جو ہم نے تم کو دی ہیں تم کو جو کچھ ملا وہ خدا ہی کا دیا ہوا تھا۔ اور اسلام خدا ہی کا بنایا ہوا دین ہے۔ چنانچہ وہ سب کے سب مسلمان ہوگئے اور اپنے اپنے وطنوں کو چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ لوگ جانتے تھے کہ ام شریک ہم سب سے افضل ہیں اور خدا نے ان پر کیسا بڑا احسان کیا ہے۔ یہی وہ نیک بی بی ہیں جنھوں نے اپنے آپکو حضور کے تفویض کر دیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ وہ عورت کسی طرح اچھی سمجھے جانے کے قابل نہیں ہو سکتی جو کسی شخص کو اپنا نفس ہبہ کر دے ان کے اس فرمانے پر یہ آیت نازل ہوئی کہ وامرأة مومنة ان وهبت نفسها للنبی جسوقت یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عائشہ صدیقہ فرمانے لگیں کہ یا رسول اللہ خداوند عالم آپکے ارادوں کو بہت جلد پورا فرما دیتا ہے

۷۶	اُوْقِدَتْ اِمْرَأَةٌ تَنُّوْرَهَا	ذَاتَ یَوْمٍ وَهِیَ فِیْ جَهْدٍ ثَقِلْ	۲۰۸
	وَرَحَاهَا حَرَّكَتْ كَیْ یَعْلَمُوْا	مَا بِهِمْ جُوْعٌ وَّلَا فَقْرٌ مُّزِلْ	۲۰۹
	فَامْتَلَا التَّنُّوْرُ خُبْزًا یَانِعًا	وَالرَّحٰی صَبَّتْ دَقِیْقًا وَّارْمَعَلْ	۲۱۰

اوقد النار ایقاداً اشعلها۔ والتنور الکانون یخبز فیہ۔ والراحی الطاحون۔ والیانع الاحمر من کل شیٔ والجمع ینع مثل صاحب وصحب۔ وارمعل الرجل اسرع۔ وقولہ وهی فی الخ جملۃ حالیۃ وقولہ رحاها مفعول لقولہ حرکت۔

(ترجمہ) ایک دن ایک عورت نے اپنے تنور میں آگ جلائی حالانکہ وہ فاقہ کی وجہ سے ناقابل برداشت حالت میں تھی اور چکی کو اس لئے چلانا شروع کیا تاکہ لوگ یہ سمجھ لیں کہ اس گھر میں نہ تو فاقہ ہے نہ محتاجی جسکی وجہ سے ذلت ہو۔ تنور پکی ہوئی روٹیوں سے

بھر گیا اور چکی سے پسا ہوا آٹا جلد جلد گرتا رہا۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث مبارک سے ماخوذ ہے جس کو بیہقی نے بسند ابن ابی سعید بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ ایک انصاری شخص فقیر تھے۔ ایک مرتبہ ان کے گھر میں کچھ کھانے کو نہ تھا وہ گھر سے باہر تشریف لائے تو ان کی بی بی نے اپنے دل میں کہا کہ اگر ہم چکی چلانے لگوں اور تنور میں کھجور کی شاخیں ڈال دوں تو چکی کی آواز اور تنور کے دھوئیں کو دیکھ کر لوگ سمجھیں گے کہ ہمارے گھر میں کھانا پک رہا ہے۔ ہم محتاج نہیں ہیں یہ خیال کر کے تنور میں آگ جلا دی اور خالی چکی چلانے لگیں۔ ان کے خاوند چکی کی آواز سنکر لوٹے اور دریافت کرنے لگے کہ کیا پیس رہی ہو؟ انھوں نے ان سے اپنا خیال ظاہر کیا وہ یہ سنکر گھر میں آ گئے۔ دیکھا کہ چکی چل رہی ہے اور آٹا اس میں سے نکل رہا ہے۔ چنانچہ گھر میں کوئی برتن نہ بچا جسکو آٹے سے بھر نہ لیا گیا۔ وہ تنور کے پاس روٹی پکانے کے ارادے سے پہنچیں تو دیکھا کہ تنور روٹیوں سے بھرا ہوا ہے ان کے خاوند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ چکی کو تم نے کیا کیا؟ انھوں نے عرض کیا کہ اس کا پاٹ اٹھا کر اس کو جھاڑ لیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم اس کو نہ اٹھاتے تو تمھاری زندگی تک وہ اسی طرح چلتی رہتی اور اس میں سے آٹا نکلتا رہتا۔

٧٧

وَرَأَى شَاةً لِأُمِّ مَعْبَدٍ ‏— لَا تَدِرُّ مِنْ حَلِيبٍ بِالْبَلَلْ ٢١١

مَسَّ ضَرْعَيْهَا وَجَسَّ ظَهْرَهَا ‏— فَاسْتَحَالَتْ وَهِيَ فِي أَوْفَى الْكَفَلْ ٢١٢

ضَرْعُهَا بِالدَّرِّ مَلْآنُ إِذَا ‏— تَحْتَلِبْهَا زَادَ دَرٌّ وَاحْتَفَلْ ٢١٣

دَرَّ الدر کثر۔ والحليب هو اللبن المحلوب۔ وضرعيها تثنية ضرع سقط نونها للاضافة وهو لذوات الخفاء للشاء والبقر ونحوها۔ وجسّ الشئ مسه بيده ليتعرفه۔ والظهر خلاف البطن۔ والكفل محركة العجز۔ واحتفل الوادى جاء بملء جنبيه۔ وفى قوله مس وجس جناس لاحق۔ وقوله لا تدر الخ نعت لشاة وتحتلبه مجزوم للضرورة۔ وقوله وهى فى اوفى الكفل جملة حالية وخبر استحالت ضرعها۔

(ترجمہ) آپ نے ام معبد کی بکری کو دیکھا جسکے پاس دودھ کا ایک قطرہ بھی نہ تھا۔ آپ نے اس کے دونوں تھن چھوئے اور پیٹھ پر ہاتھ پھیرا تو وہ بہت زیادہ موٹی تازی ہو گئی۔ اسکے تھن دودھ سے اس طرح بھر گئے کہ جب وہ دودھ دیتی تھی تو دوہنے کی وجہ سے دودھ زیادہ ہوتا تھا (کم نہ ہوتا تھا)

(ح) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جسکو بغوی اور ابن شاہین اور ابن سکن اور ابن مندہ اور طبرانی اور حاکم (حاکم نے اس روایت کو صحیح بھی کہا ہے) اور بیہقی اور ابو نعیم نے بسند حزام بن ہشام بن حبیش بن خالد بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بارادۂ ہجرت مکہ سے مدینہ تشریف لے چلے تو اسوقت آپکے ساتھ حضرت صدیق اکبر اور ان کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ تھے اور ان کو راستہ بتانیوالا قبیلہ لیث کا ایک شخص عبد اللہ بن اریقط نامی تھا۔ یہ ساری جماعت مسماۃ ام معبد کے پاس سے ہو کر گذری جو کہ قبیلۂ خزاعہ کی ایک عورت تھی۔ یہ باہر نکلنے والی اور سن رسیدہ عورت تھیں۔ خیمہ کے سامنے میدان میں بیٹھ کر مسافروں کو پانی پلاتی تھیں اور جو کچھ ہو سکتا تھا کھلا دیا کرتی تھیں۔ ان حضرات نے ان سے خریداری کی غرض سے دریافت کیا کہ تمھارے پاس گوشت اور چھوارے ہیں؟ مگر انھوں نے کہا کہ نہیں ہیں۔ اس اثناء میں سرور کائنات علیہ الف الف صلوات وتحیات کی نظر ام معبد کی ایک بکری پر پڑی جو کہ

خیمہ کے ایک کونے میں تھی۔ آپ نے فرمایا کہ ام معبد یہ بکری کیسی ہے؟ انھوں نے عرض کیا کہ یہ ایک کمزور بکری ہے جو کہ لاغری کی وجہ سے ریوڑ کے ساتھ نہ جا سکی۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا کچھ دودھ پلاؤ۔ انھوں نے عرض کیا کہ اس کے پاس دودھ کہاں سے آیا۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا! تم ہم کو اجازت دیتی ہو کہ ہم اس کا دودھ دوہ لیں انھوں نے کہا کہ اگر آپ اس بکری کو دودھ کے قابل سمجھیں تو اس کا دودھ نکال لیں۔ آپ نے اس بکری کو منگوایا۔ اور اپنا دست مبارک اس کے تھن پر پھیرا اور بسم اللہ پڑھی اور دعا کی۔ بکری ٹانگیں پھیلا کر کھڑی ہو گئی اور دودھ اتر آیا۔ اسوقت آپ نے ایک برتن منگوایا۔ جو کہ اس قدر بڑا تھا جس سے کنبہ سیر ہو سکتا تھا۔ اس میں اسقدر دودھ نکالا کہ دودھ سے برتن بھر گیا۔ پھر وہ دودھ ام معبد کو خوب اچھی طرح سیر کر کے پلایا۔ پھر آپ نے اپنے ہمراہیوں کو خوب اچھی طرح سے پلایا سب سے آخر میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش جان فرمایا۔ اسکے بعد آپ نے اسی برتن میں بکری کا دودھ دوبارہ نکالا اور برتن بھر گیا۔ اور اس بھرے ہوئے برتن کو ام معبد ہی کے پاس چھوڑ دیا اور ان سے بیعت لیکر آپ مع ہمراہیوں کے تشریف لے گئے کچھ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ان کے خاوند ابو معبد دبلی بکریوں کا ریوڑ لیکر آئے۔ گھر میں دودھ موجود دیکھ کر متعجب ہوئے اور کہنے لگے کہ گھر کی بکریوں کا تو یہ حال ہے کہ سب لاغر ہیں ان میں ایک بکری بھی دودھ دینے والی نہیں ہے پھر اسقدر دودھ کہاں سے آگیا۔ وہ قسم کھا کر کہنے لگیں کہ ابھی ایک بابرکت شخص جنکا حلیہ ایسا اور ایسا ہے ادھر سے ہو کر گذرے تھے۔ ان کی برکت سے یہ دودھ ملا ہے۔ وہ فرمانے لگے کہ ان کا حلیہ صاف صاف بتلاؤ۔ ام معبد نے ان کا مفصل حلیہ بیان کیا تو وہ بولے کہ خدا کی قسم یہ وہی قریشی شخص ہے جس کے وہ حالات جو کہ مکہ میں گذر رہے ہیں ہم نے سنے ہیں۔

٧٨	وَعَنَاقٌ لَمْ تَلِدْ اِذْ مَسَّهَا		فِي مَكَانِ الضَّرْعِ ثُمَّ اَدْلَتْ تَحْتَفِلْ	٢١٤

العناق بالفتح الانثى من اولاد المعز قبل استكمالها الحول والجمع اعنق وعنوق۔ قوله لم تلد نعت لعناق۔ اذ مسها متعلق به۔ احتفل امتلأ۔

ترجمہ) اور ایک چھوٹی بکری بھی جس نے ابتک بچہ نہ دیا تھا جب آپ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا تو دودھ میں بھرے ہوئے ہونے کی وجہ سے اس کے تھن لٹک پڑے۔

ف) یہ واقعہ ماخوذ اس حدیث شریف سے ہے جسکو بیہقی نے بروایت ابو العالیہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چند صحابہ کا مجمع تھا۔ آپ نے اپنی نو بیبیوں کے پاس خادم کو بھیجا کہ اگر کوئی چیز کھانے کی ملے تو لے آوے مگر نہ ملی۔ آپ کی نظر ایک چھوٹی سی بکری پر پڑی جس نے ابتک بچہ نہ دیا تھا۔ آپ نے اس کے تھنوں کی جگہ پر ہاتھ پھیرا اسی وقت اس کے تھن دودھ سے بھر کر لٹک پڑے۔ آپ نے اس کا دودھ نکالا اور ایک پیالہ منگوا کر ایک ایک پیالہ دودھ کا اپنی نو بیبیوں کے پاس بھیجا اس کے بعد دوبارہ اس بکری کا دودھ نکالا اور سب نے پیا

القسم السادس عشر

معجزاته صلى الله عليه وسلم في اجابة دعائه صلى الله عليه وسلم

آپ کے ان معجزات کا ذکر جنکا تعلق آپ کی قبولیت دعا سے ہے

٧٩	وَشَكَوْا بَرْدًا شَدِيدًا عَاقَهُمْ فَاسْتَعَاضُوا مِرْوَحًا مِنْ بَعْدِهٖ		عَنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَاسْتَوْا لِكَسَلٍ وَكُلُوحُ الْبَرْدِ زَالَ وَانْتَقَلْ	٢١٥ ٢١٦

اَلْمِروح والمروحة الّتي يحرك بها الريح ليتبرد به عند اشتداد الحر والجمع مراوح۔ وكلح وجهه۔ تكشر في عبوس۔

(ترجمہ) صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے آپ سے شکایت کی کہ جب وہ صبح کی نماز پڑھنے کو آتے ہیں تو سخت سردی کی وجہ سے ان کو مسجد میں آنا دشوار ہوتا ہے اس کے بعد ابرکت دعائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسی سخت گرمی ہوئی کہ پنکھے جھلنے کی ضرورت ہوئی اور سردی جاتی رہی۔

(ح) یہ واقعہ ماخوذ اس حدیث مبارک سے ہے جسکو ابن عدی اور بیہقی اور ابونعیم نے بسند ایوب بن سیار بروایت محمد بن المنکدر بذریعہ بلال رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ میں نے ایک مرتبہ صبح میں سخت سردی میں اذان دی حضور نماز کے لئے تشریف لائے تو مسجد میں کسی کو نہ پایا۔ دریافت کیا کہ آج لوگ نماز کے لئے کیوں نہیں آئے؟ میں نے عرض کیا کہ سخت سردی کی وجہ سے نہ آسکے۔ آپ نے اسی وقت دعا کی اور فرمایا کہ الٰہی ان سے سردی کی تکلیف دور کردے حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد جب لوگ صبح کی نماز کے لئے آتے تھے تو گرمی کی وجہ سے پنکھے جھلتے تھے۔

٨٠	وَعُبَادَةُ لَمْ يَشِبْ مِنْ رَاسِهٖ		وَهُوَ فِي عَشْرِ الثَّمَانِيْنَ دَخَلْ	٢١٧

(ترجمہ) اور حضرت عبادہؓ کے سر کا ایک بال بھی سپید نہ ہوا حالانکہ وہ اسی برس کی عمر کو پہنچ گئے تھے۔

(ح) یہ واقعہ ماخوذ اس حدیث مبارک سے ہے جسکو زبیر بن بکار نے بروایت محمد بن عبدالرحمٰن بن سعد بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادہ بن سعد بن عثمان زرقی کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی وفات اسی برس کی عمر میں ہوئی اور سر کا ایک بال بھی سپید نہ ہوا۔

٨١	وَبُشَيْرٌ لَمْ يَشِبْ مِنْ رَاسِهٖ ثُمَّ زَالَتْ مَا بِهٖ مِنْ رُتَّةٍ		مَوْضِعُ الْكَفِّ وَسَائِرُهٗ اشْتَعَلْ فِي لِسَانٍ وَانْجَلَتْ حِيْنَ تَفَلْ	٢١٨ ٢١٩

اَلرتة العجمة والحكلة في اللسان۔ وتفل فاعل۔ العائد اليه صلى الله عليه وسلم۔

(ترجمہ) اور بشیر کے سر پر آپ کی ہتھیلی کی جگہ پر بالوں میں سپیدی نہ آئی حالانکہ باقی تمام سر سپید ہو گیا تھا اور وہ تتلا پن زائل ہو گیا تھا جو ان کی زبان میں تھا۔ اور آپ کے لعاب دہن کی برکت سے جاتا رہا۔

(ح) یہ واقعہ ماخوذ اس حدیث مبارک سے ہے جس کو ابن عساکر اور اسحاق رملی نے بروایت بشیر بن عقربہ الجہنی بیان کیا ہے کہ جنگ احد میں میرے والد شہید ہو گئے تو میں روتا ہوا آپ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم کیوں رو رہے ہو۔ کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ میں تمھارا باپ ہوں اور عائشہ تمہاری ماں۔ اسقدر فرمانے کے بعد آپ نے اپنا دست مبارک میرے سر پر پھیرا اس کا اثر یہ ہوا کہ جس جگہ پر آپکا ہاتھ لگا تھا وہ تو آخر عمر تک سیاہ رہی باقی سارے سر کے بال سپید ہو گئے۔ اور میری زبان میں تتلا پن تھا آپ نے اپنا لعاب دہن اس میں ڈالدیا وہ تتلا پن بھی جاتا رہا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ تمھارا نام کیا ہے میں

میں نے عرض کیا کہ بجائے آپ نے اس کو بدل کر میرا نام بشیر رکھدیا۔

۸۳	وَالْیَهُودِی اِذْ دَعَا بِجَمِیلِهٖ		صِینَ کُلُحًا وَجْهُهٗ وَهُوَ هِیمَلُ	۲۲۰

الہیملُ بکسر نین و بالتشدید الکبیر السن۔ والکلح۔ الکلوح۔

(ترجمہ) اور جب ایک یہودی کے لئے آپ نے خوبصورتی کی دعا کی تو اس کا چہرہ جھرّیوں سے محفوظ ہو گیا حالانکہ وہ بہت زیادہ بڈھا ہو گیا تھا۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث مبارک سے ماخوذ ہے جس کو عبدالرزاق نے بروایت معمر از قتادہ بیان کیا ہے کہ ایک یہودی نے اپنی اونٹنی کا دودھ نکالکر حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اس کے لئے دعا کی اور فرمایا کہ خداوندا! تو اسکو خوبصورت کردے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ اس کے بال سیاہ ہوگئے یہاں تک کہ فلاں فلاں اشخاص کے بال بھی اسقدر سیاہ نہیں ہیں جس قدر اسکے تھے۔ بعض اور لوگوں سے میں نے سنا ہے کہ اس یہودی کی عمر نوّے سال کی ہوگئی تھی لیکن اس کے بال سپید نہ ہوئے۔

۸۴	اُعْطِیَ سَعْدٌ قُبُوْلَ دَعْوَةٍ		فَمَا دَعَا اِلَّا اُجِیْبَ لَا مُهْمَلُ	۲۲۱

(ترجمہ) حضرت سعد کو دعا کے قبول ہونے کی کرامت (آپ کی دعا کی برکت سے) عطا فرمائی گئی تو جب وہ کسی امر کی دعا کرتے تھے تو بلا تاخیر قبول ہوتی تھی۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث مبارک سے ماخوذ ہے جسکو ترمذی اور حاکم (حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے) نے بسند قیس بروایت سعد بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی! سعد جب تجھ سے دعا کیا کریں تو تو قبول فرمالیا کر! اسکا اثر یہ ہوا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ سعد نے دعا کی ہو اور قبول نہ ہوئی ہو۔ اسی مضمون کی حدیث وہ بھی ہے جس کو طبرانی نے اوسط میں بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے۔

۸۵	وَابْنُ عَوْفٍ بُوْرِكَتْ صَفَقَاتُهٗ		یَسْتَفِیْدُ الرِّبْحَ لَوْ تُرْبًا اَقَلَّ	۲۲۲

صَفَقات جمع صفقۃ ضرب الید علی الید فی البیع۔ واَقَلَّ الشیٔ حملہ ورفعہ تقول ما اقلت الغبراء و ما اظلت السماء

(ترجمہ) اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے معاملات بیع وشراء میں برکت دی گئی کہ اگر تھوڑی سی مٹی بھی اٹھا لیتے تھے تو اس میں فائدہ حاصل ہوتا تھا۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث مبارک سے ماخوذ ہے جس کو شیخین نے بروایت انس رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ خداوند عالم تم کو برکت عطا فرمادے اور اسی حدیث کو ابن سعد اور بیہقی رح نے بیان کیا ہے جس میں اس قدر اور ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میری یہ حالت تھی کہ اگر میرے ہاتھ میں پتھر بھی آجاتا تھا تو مجھ کو امید ہوتی تھی کہ اس کے نیچے سونا یا چاندی ملے گی۔

۸۶	اٰمَنَتْ اُسْكُفَّةٌ لَمَّا حَوٰی		اَهْلَ بَيْتٍ فِی رِدَاءٍ وَّ شَمَلْ	۲۲۳
	وَدَعَا بِالسِّتْرِ عَنْ نَارٍ لَّهُمْ		وَبِتَطْهِیْرٍ عَنِ الْخُلُقِ الرَّذِلْ	۲۲۴
	رَافِقَتْهَا اِذْ رَاَتْ جُدْرَانُهٗ		اَعْلَنَتْ اٰمِیْنَ فِی صَوْتٍ زَجِلْ	۲۲۵

آمّن ای قال آمین ۔ اَلْاَسکفۃ خشبۃ الباب التی یوطأ علیھا۔ وَشَمِلَ القوم عمّھم۔ وَالْمرذل ارذیل والجمع رذول وارذال ورذلون۔ وسحابٌ زجل ای ذو رعد۔

(ترجمہ) دروازہ کی دہلیز نے آمین کہا جب آپ نے اہل بیت کو ایک چادر میں لیکر دعا فرمائی اور یہ دعا فرمائی کہ یہ لوگ نار دوزخ سے محفوظ رہیں۔ اور اخلاق رذیلہ سے پاک وصاف رہیں تو دروازے کی دہلیز کے ساتھ ساتھ گھر کی دیواروں نے بھی آمین کہی اور بلند آواز سے آمین کہی۔

(ح) یہ واقعہ ماخوذ اس حدیث شریف سے ہے جس کو بیہقی اور ابونعیم نے بروایت ابی اسید ساعدی بیان کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت عباس سے فرمایا کہ کل کو تم اور تمھارے بیٹے اسوقت تک گھر سے کہیں نہ جاویں جبتک کہ میں نہ آجاؤں کیونکہ مجھ کو تمہارے متعلق ایک کام ہے۔ چنانچہ حسب وعدہ آپ انکے پاس تشریف لائے اور سب سے فرمایا کہ مِل مِل کر بیٹھ جاؤ جب سب اس طرح بیٹھ گئے تو آپ نے ان سب پر ایک چادر ڈالدی اور دعا کی کہ الٰہی! یہ میرے چچا ہیں اور باپ کے مشابہ ہیں اور یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں تو تو ان کو نار دوزخ سے اس طرح محفوظ رکھ جس طرح کہ میں نے ان کو چادر میں چھپالیا ہے۔ اس دعا پر دروازہ کی دہلیز نے اور گھر کی دیواروں نے آمین کہی اور تین مرتبہ کہی۔

۸۸	بَلَّغَ الْاَمْلَاکَ ذِکْرٰی رَبِّہٖ	اَرْسَلَ الْکُتُبَ عَلٰی اَیْدِی الرُّسُلْ	۲۲۶
	فَتَھَدّٰی کُلُّھُمْ اِذْ بَلَّغُوْا	بِلِسَانِ کُلِّ قَوْمٍ وَارْتَجَلْ	۲۲۷

(ترجمہ) آپ نے شاہان دنیا کو خداوند عالم کے احکام اس طرح پہنچائے کہ قاصدوں کے ہمراہ ان کے پاس فرمان بھیجے پھر باوجود اس کے کہ یہ قاصدان ملکوں کی زبان نہ جانتے تھے مگر سب نے ہر ایک ملک کی زبان میں بے تامل گفتگو کی اور پیام پہنچایا۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو ابن سعد نے بروایت بریدہ اور زہری اور یزید بن رومان اور شعبی بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند قاصدوں کو چند بادشاہوں کے پاس بغرض تبلیغ دین الٰہی روانہ کیا اور ان کو نصیحت فرمادی کہ بندگان خدا کی خیرخواہی کا خیال رکھنا۔ ان قاصدوں کی یہ حالت ہوئی کہ جو قاصد جس قوم کے پاس جاتا تھا اسی ملک کی زبان میں گفتگو کرنے لگتا تھا۔ اس کا ذکر آپکی خدمت میں کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ خداوند عالم اپنے بندوں کے ساتھ اسی قسم کا معاملہ کرتا ہے۔

۸۹	وَعَسِیْبُ النَّخْلِ لَمَّا اَنْ حَبَا	اِبْنَ جَحْشٍ صَارَ سَیْفًا لَا یُفَلّ	۲۲۸

اَلْعَسِیْبُ جریدۃ من النخل مستقیمۃ یکشط خوصھا۔ حَباہ اعطاہ۔ وَفَلَّ السیف ثلمہ۔

(ترجمہ) اور کھجور کی شاخ جب آپ نے ابن جحش کو عطا فرمائی تو وہ تلوار بن گئی جس میں دندانے نہ پڑے۔

(ح) یہ واقعہ ماخوذ ہے اس حدیث سے جس کو عبدالرزاق نے روایت کیا ہے کہ یوم احد میں عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری تلوار جاتی رہی۔ آپ نے کھجور کی ایک لکڑی ان کو عطا فرمادی جو ان کے ہاتھ میں پہنچکر تلوار بن گئی۔

القسم السابع عشر (۱۷)

معجزات صلی اللہ علیہ وسلم فی اخبار الغیوب والکوائن بعد صلی اللہ علیہ وسلم

آپکے ان معجزات کا ذکر جنکا تعلق پیشینگوئیوں سے ہے اور ان واقعات سے ہے جو کہ آپکی وفات کے بعد ہونے والے تھے

۹۰	بِکَمْ غُیُوبًا بَعْدَہٗ اَنْبَا بِھَا		تَحْتَوِی الْبُشْرٰی وَ اَنْبَاءَ الْوَھَلْ	۲۲۹
	وَالنَّجَاشِی یَوْمَ مَاتَ مُؤْمِنًا		اَخْبَرَ الْقَوْمَ عِیَانًا مَا اعْتَکَلْ	۲۳۰

اعتکل الامر علیہ التبس۔ والوھل الفزع والضعف۔

(ترجمہ) آپ نے بہت سی غیب کی باتیں جو کہ بزمانہ آئندہ پیش آنیوالی تھیں بیان فرمائیں۔ جن میں سے کسی میں خوشخبری تھی اور کسی میں خوف (مثلاً) جس دن نجاشی نے بحالت ایمان وفات پائی تو آپ نے لوگوں کو اسی روز خبر دیدی اور اس میں آپ کو ذرا سا بھی شک نہ ہوا۔

(ح) یہ واقعہ ماخوذ اس حدیث شریف سے ہے جس کو شیخین نے بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کے مرنے کی خبر اسی روز لوگوں کو سنا دی جس روز ان کی وفات ہوئی اور لوگوں کے ساتھ عیدگاہ تشریف لے گئے اور نماز کے لئے صفوف قائم کرا کر چار تکبیریں کہیں۔

۹۱	کَنْزُ کِسْرٰی بَشَّرَ الْقَوْمَ بِھَا		یَنْثُلُوْنَ ذُخْرَہٗ نَثْلَ الْعَسَلْ	۲۳۱

نثل فلان الرکیۃ استخرج ترابھا۔

(ترجمہ) آپ نے لوگوں کو کسریٰ کے خزانہ ملنے کی خوشخبری دی کہ وہ اس کو اس طرح حاصل کریں گے جس طرح شہد حاصل کیا جاتا ہے۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث مبارک سے ماخوذ ہے جس کو مسلم اور بیہقی نے بروایت جابر بن سمرہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کی ایک جماعت کسریٰ کے ان خزانوں کو فتح کرے گی جو قصر ابیض میں ہیں چنانچہ یہی ہوا میں مع اپنے والد کے ان لوگوں میں تھا جو اس فتح میں شریک تھے۔ چنانچہ ہم کو اس میں سے ایک ہزار درہم حصہ میں ملے تھے۔

۹۲	وَالْعِرَاقَانِ کَذَا وَمِصْرُھَا		یَفْتَحُوْنَ بِالسُّیُوْفِ وَالْاَسَلْ	۲۳۲

العراقان اراد بہما عراق العرب العجم۔

(ترجمہ) اسیطرح عراق عرب اور عراق عجم اور مصر کے متعلق بھی خبر دی کہ تلواروں اور نیزوں سے لوگ اسکو فتح کریں گے۔

(ح) یہ واقعہ اس حدیث سے ماخوذ ہے جس کو بیہقی اور ابونعیم نے بروایت کعب بن مالک بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم ملک مصر کو فتح کرو تو قبط کے ساتھ معاملہ اچھا کرنا کیونکہ ان سے ذمہ داری اور رشتہ داری ہے کیونکہ حضرت اسمٰعیل کی والدہ ہاجرہ اور ابراہیم کی والدہ ماریہ دونوں قبط میں سے ہیں۔ اسی طرح اس حدیث کے بھی مطابق ہے

جسکو شیخین نے بروایت سفیان بن ابی زہیر بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فتح یمن کے بعد کچھ لوگ اپنے بال بچوں اور اپنے اتباع اور اپنے جانوروں کو لیکر یمن چلے جاویں گے حالانکہ اگر وہ سمجھتے تو مدینہ میں رہنا ہی انکے لئے اچھا تھا۔ اسی طرح فتح ملک شام کے بعد بھی کچھ لوگ اپنے اہل وعیال اور اپنے جانوروں کو لیکر ملک شام چلے جاویں گے حالانکہ انکے لئے مدینہ ہی میں رہنا اچھا تھا۔ (بشرطیکہ وہ سمجھتے) اسی طرح ملک عراق کی فتح کے بعد کچھ لوگ اپنے اہل وعیال اور جانوروں کو لیکر ملک عراق چلے جاویں گے حالانکہ اگر وہ سمجھتے تو مدینہ میں ہی رہنا ان کے لئے اچھا تھا۔

۹۳	وَغَزَاةُ الْبَحْرِ اَنْبَاهُمْ بِهَا	يَرْكَبُوْنَ كَالْمُلُوْكِ فِي الْحُجَلْ	۲۳۳

الغزاۃ بمعنی غزوۃ۔ والحجل جمع حجلۃ۔ ستر العروس فی جوف البیت والجمع ایضا حجال۔

(ترجمہ) آپ نے اس کی بھی خبر دی کہ دریائے شور پر مسلمان سوار ہو کر اس طرح جہاد کریں گے جس طرح کہ بادشاہ چھپر کھٹوں میں ہوتے ہیں

(ح) یہ واقعہ اس حدیث مبارک سے ماخوذ ہے جس کو شیخین نے بروایت انس رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ام حرام کے پاس تشریف لائے اور وہاں کچھ دیر سوئے تھوڑی دیر کے بعد ہنستے ہوئے بیدار ہوئے تو ام حرام نے ہنسنے کی وجہ دریافت کی فرمایا کہ میں نے خواب میں اپنی امت کے کچھ لوگ دیکھے جو خدا کے راستہ میں جہاد کیلئے جاویں گے اور اس لئے دریائے شور کے وسط پر سفر کریں گے اور ایسے معلوم ہوں گے گویا کہ وہ بادشاہ ہیں جو تخت شاہی پر متمکن ہیں۔ ام حرام فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دعا فرمایئے کہ خداوند عالم اسی جماعت میں مجھ کو شامل کر دے۔ آپ نے دعا فرمائی اور پھر سو رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے ام حرام فرماتی ہیں کہ میں نے ہنسنے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ میں نے خواب میں اپنی امت کے کچھ لوگ دیکھے جو کہ خدا کے رستہ میں جہاد کریں گے اور بغرض جہاد دریا کا سفر کریں گے۔ اور ان کی شان وشوکت تخت نشین بادشاہوں کی سی ہوگی۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خدا سے دعا فرمایئے کہ مجھکو بھی ان میں شامل کر دے۔ آپ نے فرمایا کہ تم تو اول جماعت میں شریک کیجا چکیں اسکے بعد ام حرام نے بغرض جہاد دریا کا سفر کیا اور ان کے خاوند عبادہ بن صامت ان کیساتھ تھے اور یہ زمانہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا تھا۔ جب جہاد سے فارغ ہو کر لشکر واپس ہوا تو ایک جگہ سواری ام حرام کے قریب اسلئے لائی گئی تاکہ وہ سوار ہوں مگر وہ اس پر سے گر پڑیں اور شہید ہوئیں۔

۹۴	فَلِلْكِسْرٰى مُزِّقَتْ اَوْصَالُهُ	لَمْ يَقُمْ مِنْهَا نِظَامٌ وَانْخَزَلْ	۲۳۴

مزق الثوب خرقہ وشقہ۔ والاوصال جمع الوصل بالکسر والوصل بالضم کل عضو علی حدۃ لایکسر ولایوصل بغیرہ۔ وانخزل الرجل مشی فی تثاقل او انقطع۔

(ترجمہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشنگوئی کے مطابق سلطنت فارس کے ایسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے کہ پھر اس کا نظام قائم ہی نہ ہو سکا

(ح) یہ واقعہ اس حدیث سے ماخوذ ہے جسکو شیخین نے بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسریٰ ہلاک ہو جاویگا تو اس کے بعد کسریٰ نہ ہوگا اور اسی طرح قیصر کی بربادی کے بعد دوسرا قیصر نہ ہوگا اور میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم ان دونوں کے خزانوں کو خدا کے راستہ میں خرچ کیا کروگے۔

۹۵	وَغَدَا لِلْمُسْلِمِيْنَ مَغْرِبٌ	ذَاتَ اَمْنٍ وَّارْتِقَاءٍ وَّنَبَلْ	۲۳۵

(ترجمہ) اور مغرب مسلمانوں کے لئے امن اور ترقی اور فضیلت والا بن گیا۔

(ف) روایت سے ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ اہل مغرب میں سے ہمیشہ ایک جماعت خدا کی طرف سے مظفر و منصور رہا کرے گی۔

۹۶	وَجَرَتْ لِلرُّومِ نَطِحَاتُ الْوَغٰى		مِنْ مُلُوكِ الْمُسْلِمِيْنَ لَوْتَنْزِلُ	۲۳۶
	قَامَ قَرْنٌ بَعْدَ قَرْنٍ بَائِدٍ		وَالتَّجَارِيْ بَيْنَهُمْ سَجْلُ الدُّوَلِ	۲۳۷

نطح فلانٌ فلاناً دفعہٗ عنہ۔ والوغی الحرب۔ والبائد الہالک والتجاری تفاعل من جری۔ والسجل الدلو العظیم۔ اذا کان فیہا ماء۔

(ترجمہ) (آپ کی پیشینگوئی کے موافق) سلاطین روم کا مقابلہ مسلمان بادشاہوں سے ہمیشہ رہا۔ اور جب شاہان روم میں سے ایک جماعت ہلاک ہوئی تو دوسری اس کے قائم مقام ہوتی گئی۔

(ح) یہ واقعہ ماخوذ اس حدیث شریف سے ہے جس کو حارث بن ابی اسامہ نے بروایت ابن محیریز بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ملک فارس سے تو فقط ایک یا دو لڑائیاں ہوں گی اور روم سے بہت لڑائیاں ہونگی جب ایک جماعت برباد ہوگی تو دوسری جماعت اس کی نیابت کرے گی۔

۹۷	وَتَسِيْرُ الظُّعْنُ لَيْلاً مَا بِهَا		مِنْ سُرَى اَرْضِ الْفَلَا خَوْفُ تَحِلُّ	۲۳۸

(ترجمہ) (آپ کی پیشینگوئی تھی کہ اسقدر امن ہو جائیگا کہ) پردہ نشین عورتیں راتوں میں سفر کرنے لگیں گی اور اس شب روی سے انکو کچھ خوف نہ ہوگا

(ح) یہ شعر اس حدیث سے ماخوذ ہے جس کو بخاری نے بروایت عدی بن حاتم بیان کیا ہے کہ میں ایک مرتبہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر فقر و فاقہ کی شکایت کرنے لگے تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ایک دوسرے شخص نے ڈاکوؤں کی وجہ سے راستہ کے پُرخطر ہونے کی شکایت شروع کی تو آپ نے فرمایا کہ اے عدی بن حاتم: اگر تمہاری عمر دراز ہوئی تو تم دیکھو گے کہ (مرد تو بجائے خود) عورتیں مقام حیرہ سے سفر کر کے خانہ کعبہ پہنچا کریں گی اور ان کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کا خوف نہ ہوگا (میں زبان سے تو کچھ نہ بول سکا مگر دل ہی دل میں کہنے لگا کہ اس زمانہ میں قبیلہ طے کے وہ لچے اور بدمعاش کہاں چلے جاویں) گے جنہوں نے تمام ملک میں آگ لگا رکھی ہے کہ ایسا امن ہو جاوے گا۔ لیکن آپ نے اپنے کلام کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ (اور اگر تمہاری عمر دراز ہوئی تو تم دیکھو گے کہ کسریٰ کے خزانے فتح کئے جاویں گے۔ میں نے تعجب سے عرض کیا کہ کونسا کسریٰ؟ یہی کسریٰ بن ہرمز جس کا رعب عالم پر چھایا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں یہی کسریٰ بن ہرمز (اور سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ) اور اگر تمہاری عمر دراز ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ایک شخص اپنی دونوں ہتھیلیوں کو سونے اور چاندی سے بھر کر بغرض صدقہ نکلیگا مگر اسقدر دولت مندی ہوگی کہ ایک شخص بھی اس کو قبول کرنے والا نہ ملے گا۔

حضرت عدی فرماتے ہیں کہ اول کے دو واقعہ تو میں اپنی آنکھ سے دیکھ چکا۔ اسقدر امن بھی دیکھا کہ عورتیں کوفہ سے چلکر خانہ کعبہ تک بغیر کسی خوف کے پہنچتی تھیں اور ان کے دل میں خدا کے سوا کسی کا خوف نہ ہوتا تھا اور اس لشکر میں تو خود شریک جنگ تھا جس نے بزور شمشیر کسریٰ کے خزانوں پر قبضہ کیا تھا۔ اگر تم لوگ زندہ رہے تو تیسرا واقعہ تم دیکھ لوگے۔

امام بیہقی رح فرماتے ہیں کہ تیسرا واقعہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ خلافت میں پیش آچکا اور بروایت عمر بن اسید بیان کیا کہ حضرت

عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ خلافت صرف ڈھائی سال رہا مگر ان کی وفات سے پہلے اسقدر مال اللہ کی بڑھ گئی تھی۔ وہ ہمارے پاس بکثرت مال لیکر آئے اور کہتے تھے کہ تم لوگ یہ مال جس فقیر کو چاہو دیدو مگر وہ اس وجہ سے کہ اس مال کو کوئی لینے والا نہ ملتا تھا اپنا مال واپس ہی لیکر جاتے تھے کیونکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کو غنی بنا دیا تھا۔

۹۸	وَيَفِيضُ الْمَالُ فَيضًا لَا تَرَى		يُجْتَدَى مِنْهُمْ عَدِيمٌ أَوْ مُقِلٌّ	۲۳۹

(ترجمہ) آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مال اس قدر بہیگا کہ تم کسی مفلس یا محتاج کو مانگتے ہوئے بھی نہ دیکھو گے۔

(ح) یہ مضمون اوپر کی روایت سے اور نیز اس حدیث سے ماخوذ ہے جسکو ابونعیم نے بروایت عوف بن مالک بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والتحیات نے جماعت صحابہ میں کھڑے ہو کر فرمایا کہ کیا تم محتاجی سے ڈرتے ہو خداوند عالم تمہارے لئے ملک فارس و روم کو فتح کریگا۔ اور دنیا کو تمہارے اوپر پانی کی طرح بہا دیگا۔ اگر تم میں کچھ نقصان پیدا ہوگا تو اسی دنیا کی وجہ سے ہوگا۔

۹۹	وَبِقَوْمٍ يَمْرُقُونَ لَا لَهُمْ		غَيْرُ وَسْمِ الْوَجْهِ دِينٌ أَوْ عَمَلٌ	۲۴۰

مرق السهم من الرمية نفذ فيها وخرج من الجانب الآخر۔

(ترجمہ) اور آپ نے ایک ایسی قوم کی خبر دی جو کہ دین سے بالکل صاف نکل جاوے گی اور سوائے چہروں کے نشانات کے اُن کے پاس نہ تو دین ہوگا نہ عمل۔

(ح) یہ مضمون اس حدیث مبارک سے ماخوذ ہے جس کو شیخین نے بروایت ابو سعید خدری بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ اسوقت مال تقسیم فرما رہے تھے۔ اتفاقاً ذوالخویصرہ آپہنچا اور کہنے لگا کہ یارسول اللہ! ذرا انصاف سے مال تقسیم کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ کمبخت۔ اگر میں تقسیم میں انصاف سے کام نہ لونگا تو اور کون لیگا۔ اگر میں نے انصاف نہ کیا تو بہت سخت نقصان اٹھایا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ مجھکو اجازت دیں تاکہ میں اس کی گردن مار دوں۔ آپ نے فرمایا کہ جانے دو۔ کیونکہ اس کے ساتھیوں میں ایسے لوگ ہوں گے جن کی نمازوں کو دیکھ کر تم میں سے بعض بعض اپنی نمازوں کو حقیر سمجھیں گے اور وہ اس طرح روزے رکھیں گے کہ تمہاری جماعت کے لوگ ان کے روزوں کے مقابلہ میں اپنے روزوں کو ہیچ سمجھیں گے۔ وہ قرآن اس طرح پڑھیں گے کہ قرآن کا اثر ان کے حلق سے نیچے دل پر نہیں پہنچیگا۔ اور وہ اسلام سے اس طرح خارج ہونگے جس طرح تیر نشانہ کو چیر کر نکل جاتا ہے۔ اس کا حلیہ یہ ہے کہ سیاہ فام اس کا ایک بازو ایسا جیسا کہ عورت کی پستان اور یہ لوگ ایسے فرقہ پر حملہ کریں گے جو کہ بہترین فرقہ ہوگا۔ ابوسعید فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اس کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ اور میں اس کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے مذکورہ بالا قسم کے لوگوں سے جنگ کی تھی اور میں ان کے ساتھ تھا چنانچہ اس جنگ میں مذکورہ بالا قسم کے شخص کی جستجو کی گئی تو وہ ملا اور لایا گیا۔ میں نے غور سے دیکھا تو بالکل اسی حلیہ کا پایا جس حلیہ کا نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا تھا۔

۱۰۰	وَبِنَارٍ فِي الْحِجَازِ إِذْ يُرَى		مِنْهُ بِالْبُصْرَى يَوَافِخُ الْإِبِلْ	۲۴۱

اليوافيخ جمع اليافوخ الموضع الذی يتحرك من راس الطفل۔

(ترجمہ) اور آپ نے اس آگ کی خبر دی جس کی روشنی سے بصرہ کے اونٹوں کی گردنیں چمک جاویں گی۔

(۳) یہ واقعہ اس حدیث سے ماخوذ ہے جس کو حاکم نے بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت اسوقت تک قائم نہ ہوگی جبتک کہ ارض حجاز میں ایک ایسی آگ نہ نکلے جس کی وجہ سے اونٹوں کی گردنیں بصرہ میں چمک جاویں گی۔

كُلُّ ذَالِكَ قَدْ اَتٰى لَمْ يَنْتَقِصْ	اَوْ سَيَاْتِىْ فِىْ قُرُوْنٍ تَتَّصِلْ	۲۴۲

(ترجمہ) آپ نے جس قدر باتوں کی خبر دی وہ سب پوری ہوگئیں (اور جواب تک پوری نہ ہوئیں) وہ عنقریب آئندہ زمانہ میں پوری ہو کر رہیں گی۔

خاتمہ

فی الحث علی حفظ المعجزات المذکورۃ فی ہذہ القصیدۃ وطلب

اس خاتمہ میں ان معجزات مذکورہ کے یاد کرنے کی ترغیب اور مؤلف قصیدہ کے لئے دعا کی التماس اور

الدعاء لمؤلفہا والصلوۃ والسلام علی خیر البریۃ شفیع المذنبین

بہترین مخلوقات شفیع گنہگاران محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ وسلام ہے

سیدنا ومولانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

هٰذِهٖ اٰيَاتُهٗ اَمْلَيْتُهَا	مِنْ اُلُوْفِ الْمُعْجِزَاتِ اَنْتَخِلْ	۲۴۳

امللت الكتاب على الكاتب املالاً وامليته عليه واملاء بقلب اللام ياءً القيته عليه اى قلته له فكتب وعنى والاولى لغة الحجاز وبنى اسد والثانية لغة بنى تميم وقيس۔ وانتخل صفاه واختاره۔

(ترجمہ) یہ آپ کے معجزات ہیں جن کو میں نے ہزارہا معجزات میں سے انتخاب کرکے لکھا ہے۔

مِائَةٌ خُذْهَا وَاِمَّا اِنْ تُرِدْ	اَنْ تَزِيْدَ فَانْظُرِ الْكُتُبَ تَنَلْ	۲۴۴

(ترجمہ) ان سو معجزات کو یاد کرلے اور اگر زیادہ کو دل چاہتا ہو تو کتابوں کا مطالعہ کر ان میں مل جاویں گے۔

خُذْ وَعَلِّقْهَا وَاَتْقِنْ حِفْظَهَا	تَالِيًا عِنْدَ الْغُدُوِّ وَالْاَصُلْ	۲۴۵

تالیا اسم فاعل من التلاوۃ۔ والاصل جمع اصیل وقت ما بعد العصر الی المغرب۔

(ترجمہ) ان کو یاد کرو اور خوب محفوظ کرلو اور صبح وشام ان کی تلاوت کیا کرو۔

وَادْعُ لِىْ بِالْعِتْقِ عَنْ نَارِ اللَّظٰى	وَبِفَوْزِ الْخُلْدِ فِىْ رَوْضٍ خَضِلْ	۲۴۶

خضل الشیٔ (من سمع) ندی حتی ترشش نداہ وابتل فہو خضل۔

(ترجمہ) اور میرے لئے دعا کریں نار دوزخ سے بچ جاؤں اور جنت کے تروتازہ باغات میں ہمیشہ رہوں۔

وبتوفیقی لاعمال زکت	وبحسن الختم عند المرتحل	۲۴۷

زکت طہرت۔ والمرتحل الارتحال۔

(ترجمہ) اور اس امر کی دعا کرے کہ خداوند عالم مجھ کو اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرماوے اور دنیا سے روانگی کے وقت خاتمہ بالخیر

وصلوٰۃ اللہ اذکٰہا شذی	ثمّ انماہا نماء متّصل	۲۴۸
وصلوٰۃ اللہ ربی کلما	اشرقت بالشمس اطراف القلل	۲۴۹
او بدا فی الغیم برق لامع	او اتی بالغیث ہتّان ہطل	۲۵۰
او زہا فی الروض زہر زاہر	او ہزّ الریح اغصان الغتل	۲۵۱
او سری فی اللیل بدر طالع	او بدا النجم لابناء السبل	۲۵۲
او یناجی اللہ عبد خاضع	او دعا اللہ داع وابتہل	۲۵۳
تنزل دوما علی خیر الوریٰ	مبدء الکل غیاث المرتمل	۲۵۴

الشذی قوۃ ذکاء الرائحۃ۔ وانمی اسم تفضیل۔ وھتنت السماء صبت۔ والھطل ککتف ما
متتابعاً متفرقاً عظیم القطر۔ وزھا نما۔ وغتل المکان (من سمع) کثر فیہ الشجر فھو غتل ککتف والمرتمل
من علیہ الرمل وھو الفقیر۔ (ترجمہ) اور خدا کی رحمت جس کی خوشبو سب سے زیادہ مہکتی ہوا اور ہمیشہ لگاتار
رہے اور پروردگار عالم کی رحمت جبتک پہاڑ کی چوٹیوں سے آفتاب نکلتا رہے یا ابر میں بجلی چمکتی ہوئی ظاہر ہو۔ یا زور
سے برسنے والا ابر بارش برسائے یا باغوں میں تروتازہ کلیاں نکلیں۔ یا ہوائیں گنجان درختوں کی شاخوں کو حرکت دیں یا
میں ماہتاب نکلے یا ستارے مسافروں کی رہنمائی کرتے رہیں یا خدا سے اس کا بندہ خشوع وخضوع کرے۔ یا کوئی دعا کرے
والا بعجز والحاح اس سے دعا کرے اس وقت تک رحمت خداوندی بہترین عالم باعث ایجاد مخلوق اور خاک میں مل جانے
عاجز کی پناہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی رہیں۔

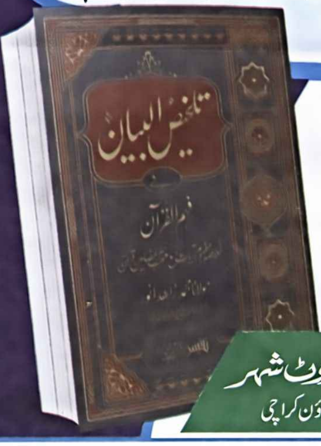
الٰہ العالمین! میں تیرا شکر کس زبان سے ادا کروں کہ تو نے مجھے اس متبرک قصیدہ کا ترجمہ کرنے کا شرف بخشا۔ خداوندا
جس طرح تو نے افضل الرسل کے افضل اذکار کی خدمت مجھ سے لی ہے اسی طرح تو مجھ کو افضل نعم یعنی حسن خاتمہ کی نعمت عطا فرما۔

محمد اعزاز علی غفرلہ

مكتبة المعارف



مضامین قرآن ایک ایسا وسیع ترین معلوماتی بحرِ بیکراں ہے جس تک کُلّی درجہ کی رسائی کسی کی ہو سکی ہے نہ ہو سکے گی۔ صاحب فکر و ذوق اہل علم نے اپنے اپنے دور میں مخصوص علمی دائرے میں رہتے ہوئے جزوی طور پر اس کی ترجیحی و منتخب ترتیب قائم کرنے کی کاوش کی ہے۔ یاد رہے قدیمی اصطلاحات کی جگہ جدید علمی اصطلاحات معرض وجود میں آچکی ہیں ہمارا اسامنا افکارِ باطلہ (عقائد فاسدہ) کے ساتھ باطل نظاموں سے بھی ہے۔ ان سے آگہی اور اسلامی نظام برحق کی ہمہ جہتی برتری کا علمی شعور ہماری اہم ترین ضرورت ہے (اور رہے گی)۔ ''تلخیص البیان'' میں عصری تقاضوں کی اہم ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے منتخب مضامین قرآن کی اہم ترجیحی فہرست (450 مضامین قرآن) کی نشاندہی سمیت 112 تشریحی عنوانات قائم کئے گئے ہیں۔ جسمیں عصرِ حاضر کے افکارِ باطلہ اور ذہنی خلجانات کو دور کرنے کی اہم کاوش نیز اسلامی نظام کے اہم ترین عنوانات کو وقت کے اہم علمی تقاضے کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ سے مرعوب ہونے کی بجائے مضامین قرآن کی روشنی میں امتِ مسلمہ کی رہنمائی ہمارا دینی فریضہ ہے۔ اپنے علمی اثاثے کی حفاظت اور مطالعہ ہمارے لئے ازحد ضروری ہے۔



تلخیص البیان فی فہم القرآن

مؤلف: مولانا محمد زاہد انور — مہتمم جامعہ عثمانیہ شورکوٹ شہر

فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

- امام الاولیاء وشیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری نوراللہ مرقدہٗ کا مکمل ترجمہ قرآن عزیز اس کا جزو خاص ہے۔
- وقت کے اہم تقاضوں پر چشم کشا حقائق کی نشاندہی کرتا فکر آمیز مقدمہ۔
- آیات نمبر کے مطابق خلاصہ مفہوم آیات کا نیا اسلوب (مختصر ترین الفاظ میں مفہوم کلامِ الٰہی کو بیان کرنے کی اہم کاوش)۔
- آخر میں چند اہم نوعیت کے علمی مضامین جن میں تحقیق محمود از افاداتِ محمودؒ، امام الحکمۃ حضرت شاہ ولی اللہؒ کا فہم دین کے حوالے سے خصوصی نقطۂ نظر اور فکر محمودؒ، بالخصوص خلاصہ مضامین قرآن جیسے اہم عنوانات شامل ہیں۔
- ہر علمی لائبریری کی ضرورت نیز مدارس کے مدرسین، علماء وطلباء (مع عالمات وطالبات)، خطباء اور مساجد میں درس قرآن دینے والے حضرات سمیت جملہ اہل علم کیلئے وقیع علمی ومعلوماتی خزانہ۔
- عصر حاضر کے اکابر وعلماء کا پسند فرمودہ۔

جدید علوم پر دسترس کے دعوے داروں کا خیال ہے کہ حاملینِ علوم دینیہ کو عصرِ حاضر کے چیلنجز کا ادراک نہیں، ہمارا اصرار ہے کہ قرآن وسنت میں ہمہ جہتی چیلنجز (اعتقادی، معاشی، معاشرتی نیز اخلاقیاتی امراض) کا کامیاب عملی علاج تجویز کیا گیا ہے جملہ ادیانِ باطلہ (نظامِ ہائے باطلہ) کے مقابلے میں صداقتِ قرآن (حق) کے ابدی چیلنج کو ہر دور میں دوہرانے کی اشد ضرورت ہے۔ قرآن مقدس کو عالمی آئین الٰہی کے طور پر سمجھنے نیز منتخب مضامین قرآن اور مختصر خلاصہ مفہوم آیات کے مطالعہ کیلئے ''تلخیص البیان فی فہم القرآن'' بفضلہ تعالیٰ اہم دینی وعصری حقائق کے حوالے سے (جدید اسلوب میں) بہترین علمی تحفہ ہے، ایک بار ضرور مطالعہ کیجئے!

انتہائی دلکش طباعت اور عمدہ کاغذ کے ساتھ مناسب قیمت پر۔

نیا ایڈیشن نئی ترتیب وتصحیح کے ساتھ (اضافہ شدہ) دو جلدوں میں دستیاب

المدینہ پرنٹنگ پوائنٹ 0334-6312463

(مدارس کے علماء وطلباء مع عالمات وفاضلات کے لئے تاجرانہ قیمت پر رعائتی دستیابی)

جامعہ عثمانیہ شورکوٹ سٹی
0333-6176051
0332-7236793

نفیس قرآن کمپنی
5 لوئر مال بیسمنٹ مکہ سنٹر اردو بازار لاہور
0321-9464017
042-37361460

منتخب 112 استنباطی مضامین قرآن (بحوالہ آیات، سورۃ)

میں سے چند اہم عنوانات کی جھلکیاں

اسلام کا نظامِ اعتقادات ☆ اسلام کا نظامِ عبادات ☆ اسلام کا نظامِ نظافت ☆ اسلام میں سنت رسول اللہ ﷺ کی تشریعی حیثیت وعظمت ☆ اسلام میں نظریہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا حقیقت آمیز تجزیہ ☆ اسلام کا نظامِ امن ☆ قرآنی حقائق کا تاریخ سے موازنہ چہ معنی دارد؟ ☆ اسلام، عقل اور سائنس ☆ اسلام میں نظریہ رؤیتِ ہلال اور سائنسی استدلالات ☆ وحی رسالت اور وحی بمعنی الہام والقاء کے متعلق شرعی حقیقت ☆ اسلام کا نظامِ محنت ☆ اسلام کا نظامِ معیشت اور طبقاتی نظام (موازنہ) ☆ نظریاتی وتہذیبی اختلاف کے فکری نتائج ☆ اسلام میں حقوق نسواں ☆ عالمی معاشی وباء (سودی نظام) ☆ معاملات کے لین دین کا قانونی نظام ☆ بین المذاہب مکالمہ ☆ فرقہ واریت کی اُصولی بحث ☆ اسلام کا نظامِ عفت وپاکدامنی ☆ اسلام کا نظامِ میراث ☆ اسلام کا نظامِ تجارت اور اس کے رہنما اُصول ☆ احکامِ دین کا عملی وقانونی نفاذ ☆ عزیمت اور رخصت کا حکیمانہ اُسلوب ☆ وکالتِ باطلہ وصیحہ ☆ اسلام میں نظامِ عدل وانصاف مع نظامِ شہادت ☆ حلال وحرام اور نظریہ شریعت ☆ مشروط امن معاہدے اور اسلام کی دفاعی وخارجہ پالیسی ☆ فلسفہ انقلابِ احوال ☆ جامعیت قرآن کی ہمہ جہتی حقیقت ☆ حکمت اور موعظہ حسنہ ☆ اسلام کا اخلاقی نظام ☆ اسلام کا نظامِ حکومت ☆ اختلاف رائے او رآزادی رائے ☆ نظریہ جہاد اور اس کی حکمت مع حدود وقیود ☆ عورت کی حکمرانی کے خلاف پہلی احتجاجی آواز ☆ قواعد واُصول وقتی نہیں ہوتے ☆ اسلام اور تربیت اولاد ☆ اسلام اور نظریہ تعلیم وفن ☆ ناموس رسالت ،آداب، محبّت وعشق رسول ﷺ ☆ اسلام کا نظامِ طلاق ☆ اسلام اور سماجی خدمات ☆ اسلام اور حقوق العباد ☆ بیعت ،تزکیہ نفس اور اصلاحی حقائق ☆ شریعت وطریقت ☆ کونسی جماعت برحق ہے؟ ☆ آدابِ معاشرہ کے اخلاقیاتی پہلو ☆ تحقیقِ حالات کا شرعی نظام ☆ تقلیدِ محمود کی آسان فہم حقیقت ☆ اسلام اور باقی مذاہب کا تقابلی جائزہ ☆ باطنی اعتبار سے عذابِ الٰہی کی بدترین قسم ☆ نظامِ حدود وتعزیرات ☆ نظامِ فطرت کے خدائی اُصول اور عقلیات کے بے لگام گھوڑے ☆ بحر وبر میں سبب فساد کا تجزیہ برحق ☆ فلسفہ عزت وذلت وغیرہ